201

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،20۔جون 2009

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ اور نعت رسول مقبولﷺ

سرکاری کارروائی

سالانہ بجٹ برائے سال 10-2009 پر عام بحث جاری رہے گی

203

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا تیرھواں اجلاس

ہفتہ، 20۔ جون 2009

(یوم السبت، 26۔ جمادی الثانی 1430ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 10 بج کر 5 منٹ پر زیر صدارت
جناب قائم مقام سپیکر رانا مشہود احمد خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری خالد محمود نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِo

رَبُّ ٱلۡمَشۡرِقَيۡنِ وَرَبُّ ٱلۡمَغۡرِبَيۡنِo فَبِأَيِّ ءَالَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِo

سُوۡرَۃُ الرَّحمٰن أیات 17 تا 18

"جو رب ہے دونوں مشرقوں کا اور رب ہے دونوں مغربوں کاo سو اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے تم (اے جن وانس)؟o"

وماعلینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ جناب غلام حیدر نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

میرے آقا آؤ کہ مدت ہوئی ہے
تیری راہ میں اکھیاں بچھاتے بچھاتے
تیری حسرتوں میں تیری چاہتوں میں
بڑے دِن ہوئے گھر سجاتے سجاتے
میرے آقا آؤ کہ مدت ہوئی ہے
میرا ہے یہ ایمان، میرا یہ یقیں ہے
میرے مصطفی سا نہ کوئی حسیں ہے
رُخ ان کا دیکھا ہے جب سے قمر نے
نکلتا ہے منہ کو چُھپاتے چُھپاتے
میرے آقا آؤ کہ مدت ہوئی ہے
یہ مانا کہ اِک دن آنی قضا ہے
مگر دوستوں تم سے یہی التجا ہے
کہ شہر مدینہ کی ہر اِک گلی سے
جنازہ لے جانا گھماتے گھماتے
میرے آقا آؤ کہ مدت ہوئی ہے

تحاریک استحقاق

جناب قائم مقام سپیکر: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ آج کے اجلاس کی باقاعدہ کارروائی کا آغاز کرتے ہیں۔ تحاریک استحقاق لیتے ہیں۔ تحریک استحقاق نمبر 21، چوہدری ظہیرالدین خان، جناب محمد یار ہراج، جناب محمد محسن خان لغاری، چودھری مونس الٰہی، جناب طاہر اقبال چودھری، چودھری محمد شفیق خان، جناب شیر علی خان، جناب خرم نواب، جناب خالد جاوید اصغر گھرال، میاں شفیع محمد، ڈاکٹر سامیہ امجد، محترمہ آمنہ الفت، سیدہ ماجدہ زیدی، محترمہ عائشہ جاوید، محترمہ ثمینہ خاور حیات، سیدہ بشریٰ نواز گردیزی، محترمہ خدیجہ عمر، محترمہ قمر عامر چودھری، محترمہ آمنہ جہانگیر اور انجینئر شہزاد الٰہی کی طرف سے ہے۔

ادارہ محتسب پنجاب کی سالانہ رپورٹ بابت سال 08-2007 کا ایوان میں پیش نہ کیا جانا

ڈاکٹر سامیہ امجد: تحریک استحقاق نمبر 21 بابت 2009۔ میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتی ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ:

The Punjab Office of the Ombudsman Act, 1997

میں provided ہے کہ:

"28.Annual and other reports.

(1) within three months of the conclusion of the calendar year to which the report pertains, the Ombudsman shall submit an Annual Report to the Governor.

(2) Simultaneously, such reports shall be released by the Ombudsman for publication and copies thereof shall be provided to the public at reasonable cost.

(3) The Ombudsman may also, from time to time, make public any of this studies, research, conclusions, recommendations, ideas or suggestions in respect of any matters being dealt with by the office.

(4) The report and other documents mentioned in this section shall be placed before the Provincial Assembly as early as possible."

اسی طرح قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ (a) 70 کا متن یوں ہے کہ:

"70(a) the question shall relate to a privilege granted by the Constitution, the law or the rules made under any law.''

مذکورہ ایکٹ اور پنجاب اسمبلی کی مذکورہ provisions اور تقاضوں کے باوجود صوبائی محتسب پنجاب کے ادارے کی سالانہ رپورٹیں برائے سال 2007 اور 2008 ابھی تک اسمبلی میں پیش نہیں کی گئیں۔ Ombudsman Act کے Preamble کا مطالعہ کریں تو پتا چلتا ہے کہ رپورٹ ہذا کتنی اہمیت کی حامل ہے اور مفاد عامہ کے معاملات سے اس کا گہرا تعلق ہے۔ متن یوں ہے:۔

PREAMBLE: WHEREAS it is expedient to provide for the appointment of the Provincial Ombudsman for protection of the rights of the people, ensuring adherence to the rule of law, diagnosing, redressing and rectifying any injustice done to a person through maladministration and suppressing corrupt practices. It is hereby enacted as follows.

اہمیت عامہ کے معاملات سے متعلق ذکر کردہ رپورٹوں کو اسمبلی میں پیش نہ کرنے سے اراکین اسمبلی کو ان کے قانونی اور پارلیمانی حقوق سے محروم کیا گیا ہے۔ لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان) جناب سپیکر! محترم وزیر اعلیٰ پنجاب نے صوبائی محتسب کی سالانہ رپورٹ 2007 صوبائی کابینہ میں پیش کرنے کی اجازت دے دی ہے۔ کاپی لف ہے جسے صوبائی کابینہ کی منظوری کے فوراً بعد معزز ایوان میں پیش کر دیا جائے گا جبکہ صوبائی محتسب کی سالانہ رپورٹ 2008 مذکورہ ایکٹ میں دیئے گئے شیڈول کے مطابق مرتب کرنے کے بعد گورنر پنجاب کو پیش کی جاچکی ہے۔ مذکورہ رپورٹ معزز ایوان کو پیش کرنے کے لئے طباعت کے آخری مراحل میں ہے اور جلد از جلد معزز ایوان میں پیش کر دی جائے گی۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! اس میں بات یہ ہے کہ یہ جو ہم بار بار اپوزیشن کی طرف سے توجہ رپورٹ کو lay کرنے کی دلوا رہے ہیں وہ آپ دیکھیں گے کہ ایک سیریز سی چلی آ رہی ہے۔ ہیلتھ کی رپورٹ بھی بہت تاخیر سے دی گئی، پچھلے سال کی تو ابھی تک lay ہی نہیں ہوئی۔ جس وقت lay ہو رہی ہے تو اس کے بعد کمیٹیاں فعال نہیں ہیں اس وجہ سے یہ ساری تاخیر ہو رہی ہے۔ اب انہوں نے کہا ہے کہ جلد از جلد، تو جلد از جلد کے کیا معنی ہیں؟ یہ ہم سے commit کریں کہ فلاں دن، اتنے ٹائم پیریڈ میں، اول تو یہ چار ماہ کے بعد جو یہ اجلاس آیا ہے اسی وجہ سے یہ سارا کچھ pile up ہوتا ہے اور frustration بڑھتی چلی آتی ہے۔ نہ ہی یہ رپورٹیں lay ہوتی ہیں، نہ ممبران کی بات کی کوئی شنید ہوتی ہے جس کی وجہ سے اجلاس کے پہلے اور دوسرے دن اتنی گڑبڑ ہوتی ہے۔ اسمبلی کو regularly بلانے کی request میں اپوزیشن کے بنچ سے کروں گی کیونکہ یہ جو اسمبلی کا بلانا، یہ reports lay کرنا، ان سارے مسائل کو اس ایوان میں لا کر discuss کرنا یہ ایک عوامی حکومت یا ایک پولیٹیکل حکومت کا حق ہے اور اس حق سے اگر آپ اس کو دور رکھتے ہیں تو یہ inefficiency of government ہے اور یہ کسی طرح سے بھی برداشت نہیں کی جا سکتی۔ آج آپ دیکھیں کہ کتنا کام pile up ہے۔ محتسب کا جو اتنا بڑا ادارہ ہے جس میں بڑے لوگوں کا احتساب ہوتا ہے۔ صرف چھوٹے چوروں کی بات نہیں ہوتی، اس میں ہر قسم کی وہ بات ہوتی ہے جس میں بڑے لوگ اور جو بالکل احتساب سے باہر ہوتے ہیں، اتنے بڑے ادارے کی رپورٹ کو بھی اس طرح delay کر دینا صرف اس لئے کہ یہ اسمبلی نہیں بلائی جا رہی، یہ وہ نقص

ہے جو ہمیں نکالنا ہے، Ombudsman کی اس رپورٹ کا سہارا لیتے وقت میں آج بڑا disappoint ہوئی ہوں کہ لاء منسٹر نے بڑی روانی سے اٹھ کر ایک بات پڑھ دی ہے کہ جلد از جلد، کیا معنی ہیں جلد از جلد کے ؟ ان کا اپنا اتنا عہدہ ہے کہ انہیں کہنا چاہئے کہ فلاں ٹائم پر یہ ہو جائے گا۔ کمیٹیوں کی meetings بلائیں، یہ اگر اس کو admit کر بھی لیتے ہیں تو استحقاق کمیٹی کون سی ہے جو کام کر رہی ہے بلکہ کوئی بھی کمیٹی کام نہیں کر رہی۔ یہ fool governance ہے، اس میں تو ہم یہاں تک دعویٰ کر سکتے ہیں کہ House is out of order، جس ہاؤس کی کمیٹیاں ہی نہ چلی ہوں وہ ہاؤس یہ سارا بجٹ اور یہ discussion کہاں سے لے کر آ رہا ہے اور پھر کل کو ہم یہی کہتے ہیں کہ بیوروکریٹ جو ہے وہ supremacy رکھتا ہے all of the politicians، اس کی وجہ ہی یہی ہے، یہ ساری بات ہوتی ہی اس لئے ہے کہ We are out of order، میں آپ کی وساطت سے لاء منسٹر اور وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف سے درخواست کروں گی کہ خدارا! اس اسمبلی کے تقدس کو اتنا اوپر کیجئے کہ اس قسم کی ہر شے کی رپورٹ موجود نہیں ہے۔ مجھے اس وقت لاء منسٹر سے جلد از جلد نہیں سننا۔ انہیں کہیے کہ وہ time bar کریں کہ کس وقت یہ رپورٹ lay ہو گی اور discuss ہو گی؟ پھر کیا یہ اسمبلی اس رفتار سے اپنا calendar year پورا کر سکے گی کہ جب آپ کی چار چار ماہ اسمبلی ہی نہیں بلائی جاتی؟ یہ کام اسی لئے pile up ہوا ہے یہ وقت یہ سارا احتساب کا عمل، یہ سارے حساب کتاب اسی لئے نہیں ہوتے۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! اس پر شارٹ سٹیٹمنٹ ہوتی ہے؟

ڈاکٹر سامیہ امجد: جی، یہ میری شارٹ سٹیٹمنٹ نہیں، frustration ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ کا point آ گیا۔ جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں محترمہ سے معذرت کے ساتھ، میری بہن ہیں کہ وہ اپنے متعلق تو کہہ سکتی ہیں کہ She is out of order ہمارے متعلق نہیں کہہ سکتیں کیونکہ بفضل تعالیٰ We are in order.

DR. SAMIA AMJAD: Point of order. What do you mean by out of order?

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان):جناب سپیکر!محترمہ نے کہا ہے کہ We are out of order یہ اپنے متعلق کہہ سکتی ہیں کہ She is out of order ہمارے متعلق تو نہیں کہہ سکتیں۔We are in order

ڈاکٹر سامیہ امجد:یہ کوئی طریقہ نہیں ہے۔

MR. ACTING SPEAKER: Let me decide that.

ڈاکٹر سامیہ امجد:میں اس پر تحریک استحقاق دوں گی۔

جناب قائم مقام سپیکر:وہ آپ کا right ہے،وہ آپ لے کر آئیں۔راناصاحب! Kindly personal comments نہ کریں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان):جناب سپیکر!بات یہ ہے کہ انہوں نے جب شارٹ سٹیٹمنٹ دی توانہوں نے یہ فرمایا کہ We are out of order

ڈاکٹر سامیہ امجد:میں نے یہ بالکل نہیں کہا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان):آپ کا ریکارڈ اس بات کا گواہ ہے۔انہوں نے اپنی short statement دیتے ہوئے یہ فرمایا کہ We are out of order

ڈاکٹر سامیہ امجد:آپ ریکارڈ چیک کروالیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان):ریکارڈ اس بات کا گواہ ہے۔ آپ کے یہ الفاظ ہیں کہ We are out of order تو میں نے کہا کہ آپ اپنے متعلق یہ بات کر سکتی ہیں لیکن ہمارے متعلق یہ بات کہنا آپ کو زیب نہیں دیتا۔

ڈاکٹر سامیہ امجد:جناب سپیکر!مجھے بات کرنے دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر:Let him complete پھر میں آپ کو ٹائم دیتا ہوں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان):جہاں تک اس بات کا تعلق ہے تو جو قانون کا تقاضا ہے میں نے اسی کے مطابق بات کرنی ہے اور اسی کے مطابق بات ہونی چاہئے یہ مجھے otherwise force نہیں کر سکتیں۔آپ ان کی تحریک استحقاق پڑھ لیں اس میں نمبر4پر ہے کہ:

The report and other documents mentioned in this section shall be placed before the Provincial Assembly as early as possible. As early as possible

کا مطلب جلد از جلد ہی ہوتا ہے اور میں نے وہی عرض کیا ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! پلیز، ایک منٹ۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں انتہائی عاجزی انتہائی انکساری سے استدعا کرتی ہوں کہ ہم آپس میں بہن بھائیوں کی طرح بیٹھے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ عہدہ دیا ہے، یہ موقع دیا ہے ہم بھی ان عام لوگوں میں سے ہیں جن سے منتخب ہو کر اس اتنے معزز ایوان میں آئے ہیں۔ آپ میری بات in reference ریکارڈ سے check کر لیں، میں اس لئے ہاؤس کو out of order کہہ رہی ہوں کہ جس ہاؤس کی meetings نہ ہوتی ہوں، استحقاق کمیٹی پوری نہ ہو، ڈیڑھ سال کے بعد بھی کابینہ مکمل نہ ہو، میں نے کسی کو personally نہیں کہا۔

جناب قائم مقام سپیکر: پلیز، ایک منٹ۔ پہلے میری بات سن لیں پھر دوبارہ آپ کو موقع دیتا ہوں۔ بات یہ ہے کہ جہاں تحریک استحقاق آتی ہے اس پر ایک شارٹ سٹیٹمنٹ ہوتی ہے۔ آپ جو بات کر رہی ہیں وہ اس تحریک استحقاق میں نہیں کر سکتیں۔ آپ وہ بات بعد میں پوائنٹ آف آرڈر پر کر لیتیں۔ جہاں پر آپ بات کرتی ہیں کہ اتنا اعلیٰ ہاؤس، اتنی اعلیٰ روایات I am not with anyone لیکن جن کا تعلق حکومتی بنچوں سے ہے ان سے بھی یہی کہوں گا کہ personal comments سے جتنا avoid کر سکیں وہ اتنی اچھی بات ہے۔ اسی طرح آپ سے بھی درخواست ہے کہ جو پوائنٹ ہے آپ اس پر رہیں۔ باقی point بعد میں raise کریں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترمہ کافی پڑھی لکھی خاتون ہیں۔ اگر میں ان سے یہ کہوں کہ آپ کو out of order کے meaning کا پتا نہیں۔ انہوں نے اب وضاحت کی ہے کہ میں نے اس ہاؤس کے متعلق کہا ہے کہ فلاں چیز مکمل نہیں ہے، فلاں مکمل نہیں ہے اس لئے

یہ out of order ہے- کیا ان کو out of order کے meaning کا پتا ہے؟ جب آپ کسی چیز کے متعلق کہتے ہیں کہ یہ out of order ہے تو اس کے کیا meaning ہوتے ہیں، How can she say کہ ہاؤس out of order ہے؟

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! as a medical specialist میں بھی رانا صاحب سے پوچھنا چاہتی ہوں کہ کیا یہ authorize ہیں کہ یہ کسی انسان کے بارے میں کہیں کہ She is out of order کیا یہ ڈاکٹر ہیں؟ خدارا! جس ضمن میں بات ہوتی ہے اسی میں لے کر جائیں تاکہ اس ایوان کا ماحول اچھا رہے اور کارروائی آگے چلے- میرا یہ حق ہے کہ میں وزیر قانون کو چاہے وہ کوئی بھی ہو ان کو assist کروں کہ یہ کام اس اسمبلی کے ٹائم میں کیا جائے لیکن جلد از جلد نہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ آپ کا right ہے لیکن اس تحریک پر جو ان کا جواب آیا ہے اس بنیاد پر اور on the assurance of the law minister میں اس تحریک استحقاق کو dispose of کر رہا ہوں۔

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! محترمہ ڈاکٹر صاحبہ کا یہ فرمان کہ out of order

جناب قائم مقام سپیکر: پلیز، پلیز تشریف رکھیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! محترمہ کو out of order کی بجائے کہنا چاہئے تھا کہ proper order میں نہیں ہے-

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ- تحریک استحقاق نمبر 22 محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! تحریک استحقاق نمبر 21 کا کیا کیا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: اس پر بات ہو گئی ہے اور اسے dispose of کر دیا ہے-

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! جب تک اس کا جواب نہیں آتا اس کو refer ہی کر دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں- اب میں رولنگ دے چکا ہوں- شکریہ- محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ کی تحریک استحقاق نمبر 22 ہے- She is not present

(محترمہ آمنہ جہانگیر نے اپنی سیٹ پر بیٹھے بیٹھے کہا کہ وہ آ رہی ہیں
اس لئے اسے pending کر دیا جائے)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، یہ pending کی جاتی ہے۔ان کے بعد نوید انجم صاحب کی تحریک استحقاق ہے ان کی طرف سے بھی request آئی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترمہ ثمینہ خاور حیات کی طرف سے نہ کوئی request آئی ہے اور نہ ہی انہوں نے آپ کو کوئی written representation بھیجی ہے۔جس ممبر کی تحریک استحقاق ہو اسے تو وقت پر آنا چاہئے۔

MR. ACTING SPEAKER: She requested on her behalf.

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یا تو پھر آپ اپنی طرف سے request کر کے اسے pending کر دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں۔میں بالکل ایسا نہیں کر رہا بلکہ It is from that side.

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): ان کو تو پتا ہی نہیں کہ انہوں نے کیا request کرنی ہے؟

محترمہ آمنہ جہانگیر: جناب سپیکر! ان کی تحریک استحقاق pending کر دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: چلیں، میں اسے pending کر چکا ہوں۔شکریہ

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں معذرت کے ساتھ عرض کرتی ہوں کہ in the heat of the discussion مجھ سے slip ہوا ہے۔لہذا اب میری استدعا ہے کہ پچھلی تحریک استحقاق کو refer کریں اور اسے اس طرح dispose of مت کریں۔2007 کی رپورٹ نہیں آئی۔میری غلطی ہے کہ میں بے دھیانی میں استدعا نہیں کر سکی۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں پہلے والی تحریک استحقاق کے بارے میں بات کرنا چاہتا ہوں کہ جیسے کل حکومتی بنچوں کی طرف سے assurances آتی رہیں کہ ہم lay down کر دیں گے یا lay ہو چکی ہیں اور ابھی بھی لاء منسٹر صاحب کی طرف سے assurance آئی ہے کہ وہ رپورٹ lay down ہو جائے

گی اور اگر آپ نے اپنی تحریک استحقاق میں specific time مانگا ہوتا تو پھر اور بات تھی۔آپ نے تو خود اس میں یہ لکھا ہے کہ as early as possible پھر اس میں legal بات یہ ہے کہ Ombudsman کے پاس تو یہ رپورٹ lay down ہونے کے لئے specified time ہے لیکن صوبائی اسمبلی کے سامنے یہ رپورٹ پیش کرنے کے لئے No time has been specified لہذا بنیادی طور پر اس قانون میں ترمیم کرنے کی ضرورت ہے اس لئے Let it go اور یہ رپورٹ اسمبلی میں lay down کرنے کے لئے لاء منسٹر صاحب کی طرف سے assurance آ چکی ہے۔

DR SAMIA AMJAD: I respect the assurance of Rana Sanaullah Sahib and I would also request.

کہ یہ ترمیم پیش کرنے کے لئے کچھ کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بالکل یا آپ پرائیویٹ ممبرز کے طور پر کریں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: یا پھر اپوزیشن کی طرف سے یہ ترمیم لے آتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، چونکہ واقعی اس میں ایک lacuna ہے اور اسمبلی کے سامنے رپورٹ پیش کرنے کے لئے کوئی specific time نہیں ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! ہم لاء منسٹر صاحب کے ساتھ مل کر یہ ترمیم لے آتے ہیں ورنہ ہم پرائیویٹ ممبرز ڈے پر یہ ترمیم لے آتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، شکریہ۔ تحریک استحقاق نمبر 25 میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمن رانا صاحب!

حکومت پنجاب اور پرائیویٹ کمپنی کا فیصل آباد تا لاہور سڑک کی تعمیر کے معاہدہ کو خفیہ رکھنا اور اسمبلی کو قانون سازی سے روکنا

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمن رانا: میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔معاملہ یہ ہے کہ حکومت پنجاب نے ایک پرائیویٹ ٹھیکیدار کمپنی کے ساتھ غالباً 2003 میں معاہدہ کیا، جو B.O.T کی بنیاد پر فیصل آباد سے لاہور سڑک کی تعمیر کے متعلق ہے۔اس معاہدہ میں ایک شق شامل ہے جس کے مطابق پنجاب گورنمنٹ اس معاہدہ کے متعلق قانون سازی نہیں کر سکتی۔میری دانست میں یہ شق مجوزہ قوانین کی خلاف ورزی ہے اور صوبہ کے تمام منتخب نمائندگان کے استحقاق کو

مجروح کیا گیا ہے جس کی بنا پر پنجاب اسمبلی کے ہاؤس کے ممبران کے ہاتھ باندھ کر تضحیک کی گئی ہے اور جس مقصد کے لئے یہ اسمبلی معرض وجود میں آئی، اس مقصد کو ختم کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میجر صاحب!اس پر کوئی short statemnet دینا چاہیں گے ؟

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جی۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر!کہانی یوں بنتی ہے کہ میں نے کچھ عرصہ پہلے تحریک استحقاق پیش کی جس کے اندر میں نے یہ کہا کہ ایک agreement ہے جو پچھلی پنجاب حکومت اور ایک ٹھیکیدار کمپنی کے ساتھ ہے۔اس میں ایک کلاز ہے جس کے تحت اس agreement کو خفیہ رکھا گیا ہے اور وہ کلاز یہ کہتی ہے کہ:

> "The agreement and all matters pertaining hereto shall be considered a confidential matter and shall not be disclosed to any third party without prior mutual agreement.(Save as required by law or appropriate regularity authorities to a perspective lenders or investors or professional advisors of the parties hereto.)''

میں نے اس پر تحریک استحقاق پیش کی لیکن وہ تحریک استحقاق ابھی تک pending چلی آ رہی ہے۔گورنمنٹ آف دی پنجاب کمیونیکیشن اینڈ ورکس ڈیپارٹمنٹ مجھے اس کا یہ جواب دیتا ہے اور بات یہیں پر ختم نہیں ہوئی۔ انہوں نے اپنی غلطی تسلیم کی اور نہ ہی مجھے منع کیا کہ یہ غلط ہے بلکہ اس کے ساتھ یہ add کر دیا کہ میجر صاحب آپ کیا باتیں کر رہے ہیں؟اس جواب میں دوسرا پیرا یہ ہے کہ:

> I am further directed to inform that changing the terms of agreement is also not possible under clause 5.2.1 which reads as under:

جناب والا! I repeat it again. مجھے کمیونیکیشن اینڈ ورکس ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے جو لیٹر موصول ہوا ہے اس کے پیرا (2) میں لکھا گیا ہے کہ:-

2. I am further directed to inform that changing the terms of agreement is also not possible under Clause 5.2.1 which read as under:

"Subject to terms of this agreement, the G.O.Pb undertakes that during the tenure of this agreement it will not taken any action, administrative or legislative in nature that may have the consequence of suspending, terminating or changing the terms of this agreement to the detriment of the R.B.O.C."

جناب والا! اس میں میری گزارش یہ ہے کہ ٹھیک ہے معاہدے ہوتے ہیں، یہ ایک کاروباری معاہدہ تھا، ایک سڑک کی تعمیر کرنے کا معاہدہ تھا۔ دو پارٹیاں اگر آپس میں معاہدہ کریں تو پابند ہو سکتی ہیں لیکن اسمبلی کو کس طرح روکا جا سکتا ہے، اسمبلی کو قانون سازی سے کس طرح روکا جا سکتا ہے؟ انہوں نے legislation کو درمیان میں include کر کے پابند کر دیا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ اگر کوئی بھی غلط بات ہو اور اس کے اندر یہ agreement کر لیا جائے کہ یہ غلطی اسمبلی کے اندر challenge نہیں ہو گی تو پھر ہمارا یہاں بیٹھنے کا کوئی مقصد نہیں رہتا۔ لہذا میری بھرپور گزارش ہے،

Not only on my behalf, on behalf of all the elected Members of the Punjab Assembly and all the members to come in future.

تاکہ ان کا استحقاق بھی محفوظ ہو۔ اس معاملے کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے اور اس پر جلد از جلد باقاعدہ فیصلہ آنا چاہئے تاکہ اس بیماری، وبا کو ختم کیا جا سکے۔ بہت مہربانی، شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر قانون صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ویسے تو یہ ہے کہ Any agreement against the law is void. کوئی agreement کسی قانونی پوزیشن کو تبدیل نہیں کر سکتا لیکن جو بات میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمن رانا صاحب نے کی ہے وہ درست ہے۔ یہ شق اس agreement

میں موجود ہے، میں نے خود بھی اسے دیکھا ہے۔ مناسب ہو گا کہ استحقاق کمیٹی اس سارے معاملے کو thrash out کر لے۔ اگر اس میں حکومت یا متعلقہ محکمہ کے لئے کوئی direction بنتی ہو تو وہ دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے، میں اس تحریک کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کرتا ہوں۔ یہ پہلے بھی بڑی دفعہ point raise ہوا ہے۔ وہ کون سی ایسی کمپنی ہے جو کہ گورنمنٹ سے بھی اوپر ہے؟ وزیر قانون صاحب! جب سے اسمبلی آئی ہے اور ہم نے کام شروع کیا ہے یہ point بار بار raise ہو رہا ہے لیکن ابھی تک اس کا کوئی حل نہیں نکل سکا۔ میرا خیال ہے کہ استحقاق کمیٹی کو کہا جائے کہ فوری طور پر اس مسئلے کو solve کر کے ہاؤس کے سامنے اپنی رپورٹ پیش کرے۔ اس کے بعد تحریک استحقاق نمبر 24، جناب محمد نوید انجم صاحب کی طرف سے ہے۔ ان کی طرف سے اس کو pending کرنے کی request آ گئی ہے تو یہ pending کی جاتی ہے۔

جناب طاہر احمد سندھو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، سندھو صاحب!

جناب طاہر احمد سندھو: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ International Economic Law کے تحت choice of law and choice of foreign parties کا right ہے۔ جب international agreements ہوتے ہیں تو اس میں یہ لکھا جاتا ہے کہ اگر کوئی بھی litigation ہو گی، کوئی بھی problem ہو گا تو اس پر فلاں ملک کا law apply ہو گا اور فلاں ملک کی courts اس کو decide کریں گی۔ میرا خیال ہے کہ یہ ایک legal position ہے۔ ویسے جو آپ نے فرمایا وہ ٹھیک ہے۔ میں نے تو آپ کی assistance کے لئے عرض کیا ہے۔ بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: اب تحریک استحقاق نمبر 26، سید حسن مرتضیٰ صاحب کی طرف سے ہے۔ جی، شاہ صاحب! آپ اپنی تحریک پیش کریں۔

ڈی ڈی او (آر) چنیوٹ کا معزز رکن اسمبلی کے ساتھ نامناسب رویہ

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ میرے حلقہ انتخاب کے بے شمار غریب کسان میرے پاس آئے کہ پٹواریوں نے بلاوجہ ہمیں

تنگ کیا ہوا ہے اور ہمارا جینا دوبھر کر دیا ہے۔ لہذا ہمیں ان کے ظلم سے بچایا جائے۔ اس تکلیف دہ عوامی مسئلے کے حل کے لئے میں چند روز قبل ڈی ڈی او (آر) چنیوٹ مسٹر رضوان کے دفتر گیا اور ان سے کہا کہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے انتہائی کرپٹ پٹواریوں کے خلاف ایکشن لیتے ہوئے ان سے پٹوار سرکل واپس لے لئے تھے لیکن آپ نے وزیر اعلیٰ صاحب کے احکامات کی خلاف ورزی کرتے ہوئے نہ صرف ان کرپٹ پٹواریوں کو سابقہ پٹوار سرکل دے دیئے ہیں بلکہ جو اچھی شہرت کے پٹواری کام کر رہے تھے انہیں معطل کر کے ان بدعنوان پٹواریوں کو ان پٹوار سرکلز کے اضافی چارج بھی دے دیئے ہیں۔ میری اس بات پر آفیسر موصوف سخت ناراض ہوئے اور مجھے کہنے لگے کہ ڈیپارٹمنٹ میں نے چلانا ہے آپ نے نہیں اور آپ میرے کام میں مداخلت مت کریں۔ میں نے کہا کہ میں آپ کے کام میں کوئی مداخلت نہیں کر رہا لیکن مجھے عوام نے اپنے ووٹ سے منتخب کر کے بھیجا ہے اور اگر ان کے ساتھ کوئی زیادتی ہو تو میرا فرض ہے کہ میں اس کا ازالہ کراؤں اور بنیادی طور پر آپ بھی عوام کے مسائل کے حل کے لئے یہاں بیٹھے ہیں لیکن آپ نے تو اختیارات سے تجاوز کرتے ہوئے نہ صرف وزیر اعلیٰ صاحب کے احکامات کو ردی کی ٹوکری میں پھینک دیا ہے بلکہ اپنے من پسند اور بدعنوان پٹواریوں کو پٹوار سرکل دیئے ہیں اور انہیں اضافی چارج سے بھی نواز دیا ہے تو ڈی ڈی او (آر) موصوف نے فرمایا کہ یہ سب کچھ کرنے کے لئے مجھے اوپر سے حکم ملا ہے جس پر میں نے پوچھا کہ آپ کو اوپر سے کس نے حکم دیا ہے تو ڈی ڈی او (آر) موصوف مزید سیخ پا ہو گئے اور انتہائی تحکمانہ انداز میں گفتگو شروع کر دی کہ آپ کون ہوتے ہیں یہ پوچھنے والے؟ یہ میں جانوں اور میرا کام۔ ڈی ڈی او (آر) کے اس رویہ سے میرا استحقاق مجروح ہوا ہے لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: شاہ صاحب! کیا آپ اس بارے میں کچھ اور کہنا چاہیں گے، کوئی short statement دینا چاہیں گے؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! تحریک استحقاق میں کافی وضاحت سے بات ہو گئی ہے۔ میرا خیال ہے کہ رانا صاحب نے ویسے ہی اسے کمیٹی کو بھجوا دینا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ابھی تک مجھے اس تحریک استحقاق کا محکمہ کی طرف سے جواب موصول نہیں ہوا بلکہ اس تحریک کی کاپی بھی میں ابھی حاصل کروں گا۔ لہذا آپ اسے pending فرما لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: چونکہ اس تحریک استحقاق کا ابھی تک جواب موصول نہیں ہوا اس لئے اس کو pending کیا جاتا ہے۔اس کے ساتھ ساتھ محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ کی جو تحریک استحقاق pending کی تھی وہ بھی dispose of کی جاتی ہے۔چونکہ وہ ابھی تک تشریف نہیں لا سکیں اس لئے اسے dispose of کیا جاتا ہے۔ان کی ساتھی ممبر نے کہا تھا کہ وہ پہنچ رہی ہیں لیکن ابھی تک وہ ہاؤس میں تشریف نہیں لائیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ کی تحریک استحقاق کو dispose of نہ کریں، اس کو pending کر دیں۔کیا پہلے کبھی کوئی تحریک استحقاق pending نہیں ہوئی؟ ٹریفک کی وجہ سے وہ ابھی تک نہیں پہنچ سکیں لہذا ان کی تحریک کو pending کر دیا جائے۔ تحاریک تو اگلے اجلاس تک، اگلے دن تک pending ہوتی رہتی ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔اس تحریک کو بھی pending کیا جاتا ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: مہربانی۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمن رانا: جناب سپیکر! میں ایک چیز آپ کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں۔میں نے 15 تاریخ کو ایک تحریک استحقاق پیش کی تھی وہ بھی اسی قصے سے متعلق تھی جو میں ابھی کہہ چکا ہوں لیکن وہ قصہ ذرا different ہے۔میں آپ کو یہ تحریک استحقاق پڑھ کر سنا دیتا ہوں، اس کے بعد میں اپنے comments دوں گا۔میں نے یہ تحریک پیش کی تھی کہ سوال نمبر 558 کے جواب میں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: میجر صاحب! آپ اس کو کل کے لئے رکھوالیں کیونکہ ایک دن میں ایک محرک ایک ہی تحریک پیش کر سکتا ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمن رانا: جناب سپیکر! میں یہ پیش نہیں کر رہا۔میں صرف روداد بیان کرنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: کل جب تحریک استحقاق کا وقت آئے گا تو میں آپ کو اس کے لئے وقت دوں گا۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمن رانا: جناب والا! "کون جیتا ہے تیری زلف کے سر ہونے تک" آج ہی مجھے اجازت دیجئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میجر صاحب!rules permit نہیں کرتے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمن رانا: جناب سپیکر! رولز کہتے ہیں کہ میں دو تحاریک ایک وقت میں پیش نہیں کر سکتا۔ میں نے ایک وقت میں پیش نہیں کیں۔ مجھے احساس ہے اسی لئے میں نے علیحدہ علیحدہ تحاریک پیش کی ہیں لیکن شومی قسمت کہ یہ منظور نہیں ہوئی، واپس آ گئی ہے تو میں اس کی کچھ روداد بیان کرنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اب آپ میری بات بھی سن لیں۔ آپ میرے پاس چیمبر میں آئے تھے، آپ نے بات کی تھی۔ میں نے کہا تھا کہ اس کو بالکل ہم allow بھی کریں گے اور take up بھی کریں گے۔ اس کو next coming session میں رکھیں گے اور take up بھی کریں گے۔ اس کا آج فائدہ کوئی نہیں ہے۔ اگر آپ پیش بھی کر دیں گے تو اس کا فائدہ نہیں ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمن رانا: جناب سپیکر! next coming session سے آپ کی کیا مراد ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: Monday کو اس پر بات ہو جائے گی۔ سالانہ بجٹ بابت سال 2009-10 پر بحث کا آغاز مورخہ 19۔ جون 2009 کو ہوا تھا۔ آج بھی بحث جاری رہے گی، جو اراکین اس بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں اور اپنے نام نہیں بھجوا سکے وہ اپنے نام مجھے بھجوا دیں۔ باقاعدہ بحث شروع کرانے سے پہلے عرض کر دوں کہ یہ فہرست بڑی لمبی ہے۔ جس طرح میں نے کل بھی کہا تھا کہ دس منٹ کا وقت ہو گا اور دس منٹ کے بعد bell بج جائے گی اور معزز ممبران سے میری گزارش ہے کہ voluntarily دس منٹ کے اندر اپنی تقریر کو ختم کریں تاکہ تمام دوست جو بات کرنا چاہتے ہیں وہ بات کر سکیں۔ محترمہ سیمل کامران صاحبہ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔ جی، فرمائیں!

محترمہ سیمل کامران: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! Thank you very much. You are always very kind and very accommodative. میں کل بھی ایک بات کرنا چاہتی تھی، میں اس ہاؤس کی ممبر ہوں۔ میں ایک بات کو clear کرنا چاہتی ہوں۔ شاید میرے ایوان کے بہت سارے معزز ساتھیوں کو بھی یہ confusion ہو۔ ہماری ایک معزز رکن جو پہلے حکومتی بنچوں پر بیٹھا کرتی تھیں۔ وہ پنجاب گورنمنٹ کی عہدیدار رہے، ان کے پاس Political Assistant کا عہدہ ہے تو وہ پچھلے کچھ دنوں سے یہاں اپوزیشن بنچوں پر آ کر بیٹھ رہی ہیں۔ میں اور یہ معزز ایوان جاننا

چاہتا ہے کہ کیاان کو وہاں سے بھی فارغ کر دیا گیا ہے؟کیونکہ ہم نے ان کو فارغ کر دیا ہوا ہے۔ She is no more in our partyتو میں یہ جاننا چاہتی ہوں کہ ان کا current statusکیا ہے؟ کہیں یہ تو نہیں ہے کہ "نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے" اگر ایسی بات ہے تو میں یہ وضاحت چاہتی ہوں۔ چونکہ یہ ہمارے ساتھ بیٹھی ہیں تو یہ اس بات کو clarify کریں کہ اگر یہ وہاں سے نکال دی گئی ہیں تو کیا انہوں نے ہماری leadership سے معذرت کی ہے؟ اگر نہیں کی تو at least ہم ان کے ساتھ یہاں نہیں بیٹھنا چاہتے تو اس سے ہماری loyalty، ہماری وفاداری پر بھی حرف آتا ہے۔ میڈیا جب ان تمام چیزوں کو دکھاتا ہے تو لوگ شاید یہی سمجھیں گے کہ یا یہ ہماری جیسی ہو گئی ہیں یا ہم ان جیسے ہو گئے ہیں تو یہ at least very shameful for me. اور میرے تمام ساتھیوں کو بھی اس پر reservation ہے تو براہ مہربانی اس کو clarify کیا جائے۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جناب اعجاز شفیع صاحب!

جناب محمد اعجاز شفیع: شکریہ۔ جناب سپیکر! میری محترمہ بہن نے جو بات کی ہے یہ وہی کل والی بات ہے جو کل میں بات کر رہا تھا۔ جمہوریت کے اندر بندوں کو تولا نہیں جاتا گنا جاتا ہے لیکن بد قسمتی سے۔۔۔(قطع کلامیاں)

محترمہ آمنہ الفت: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: ایک منٹ۔ آپ تشریف رکھیں۔ جب وہ بول رہی تھیں تو میں نے کسی کو بات کرنے کی اجازت نہیں دی تھی۔ ان کی بات ہو جائے پھر میں آپ کو ٹائم دوں گا۔(قطع کلامیاں)

جناب قائم مقام سپیکر: تشریف رکھیں۔ No cross talk please.

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب والا! میں نے کل بھی یہ بات کی تھی کہ ایم پی اے بننے سے جمہوری روایات یا جمہوری طور طریقے بندے کو نہیں آ جاتے۔ میں نے Chair سے request کی تھی کہ اس ہاؤس کے اندر ہمارے بہت سارے ایسے پارلیمنٹرین ہیں جو نئے آئے ہیں انہیں جمہوری تقاضوں کا نہیں پتا، انہیں جمہوری روایات کا نہیں پتا، انہیں جمہوری ٹریننگ کی ابھی ضرورت ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

محترمہ آمنہ الفت: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: ان کے بعد میں آپ کو وقت دوں گا۔.This is no way براہ مہربانی دیکھیں! جہاں پر جمہوری روایات کی بات آتی ہے ایک ممبر پہلے ہی پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر رہے ہیں Let him complete اس کے بعد میں آپ کو ٹائم دوں گا۔ آپ کیا کر رہی ہیں؟

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! میری بھی اس سلسلے میں گزارش ہے کہ یہ ہماری محترمہ بہن پہلی دفعہ اس معزز ایوان کی رکن بنی ہیں۔ اگر یہ اس بات کو سمجھ لیں کہ آج جو ہماری پاکستان مسلم لیگ (ق) ہے اس کے 84 ممبران میں سے 51 ممبران نے اپنا ایک Unification Group بنا لیا ہے اور اب ہم اکثریتی پارٹی بن گئے ہیں۔ اگر آئین کی رو سے دیکھا جائے، rules کی رو سے دیکھا جائے، جمہوریت کی رو سے دیکھا جائے تو آج یہ لوگ اکثریت میں ہیں۔ آج ہماری پارٹی کے پارلیمانی لیڈر ڈاکٹر طاہر علی جاوید ہیں۔ ان پر تو defection clause لگ سکتی ہے لیکن اس کے باوجود ہم یہ غلط روایات نہیں لے کر آئیں گے کہ ہمارے معزز ممبران کو کورٹوں میں گھسیٹا جائے یا cheap حرکات کر کے ان کو ڈرایا جائے۔ گزارش یہ ہے کہ ہم اس ہاؤس کے اندر، اس ملک کے اندر جمہوری روایات کو فروغ دینا چاہتے ہیں۔ ہم اس ایوان کے اندر ان لوگوں کا ساتھ دینا چاہتے ہیں جنہوں نے اس صوبے کو ترقی کی راہ پر گامزن کیا ہے جن لوگوں نے صوبہ پنجاب کے اندر غریب عوام کا، کاشتکار کا اور ایک صنعت کار کا ساتھ دے کر اس صوبے کو ترقی کی راہ پر گامزن کیا ہے۔ یہ ہمارا جمہوری حق ہے ہم نے اپنے اکثریتی گروپ کے اندر یہ فیصلہ کیا اور اب چاہئے تو یہ کہ یہ جو ہماری بہنیں ہیں کیونکہ یہ ہمارا حق ہے کہ ہم ان سیٹوں پر بیٹھیں۔ یہ لوگ خیراتی سیٹوں پر بیٹھے ہیں انہیں چاہئے کہ یہ خیراتی سیٹیں چھوڑ کر آپ کے پاس apply کریں۔۔۔ (قطع کلامیاں)

(اس مرحلہ پر (ق) لیگ کے معزز اراکین بطور احتجاج اپنی نشستوں سے کھڑے ہو گئے)

محترمہ آمنہ الفت: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب محمد محسن خان لغاری: نہیں، نہیں۔ .I am on a point of order

جناب قائم مقام سپیکر: آپ میری بات سنیں، انہوں نے ایک clarification مانگی ہے۔ انہوں نے ان کو یہ right دیا ہے .Let him talk اس کے بعد آپ اپنی بات کریں۔ (قطع کلامیاں)

اعجاز شفیع صاحب! آپ ایک منٹ تشریف رکھیں۔ خاموشی اختیار کریں۔ اب آپ میں سے کون بات کرنا چاہتا ہے؟ لیڈر آف دی اپوزیشن سے میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ آپ کی طرف سے کون بات کرے

گا؟ جب تک آپ ایک دوسرے کی بات سننے کا حوصلہ پیدا نہیں کریں گے تو یہ ہاؤس پھر چل نہیں سکے گا۔(قطع کلامیاں)

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب والا! میں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر رہا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اعجاز شفیع صاحب! میں آپ کو ٹائم دوں گا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر پر تقریر نہیں ہو سکتی۔ ہماری خواتین کی insult کی جا رہی ہے کہ خواتین خیراتی سیٹوں پر آئی ہوئی ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جب تک آپ ایک دوسرے کو سننے کا حوصلہ پیدا نہیں کریں گے تو یہ ہاؤس پھر چل نہیں سکے گا۔ اگر آپ ہاؤس کے اندر ایک دوسرے کے ساتھ اس طرح کریں گے تو معاملات ٹھیک نہیں ہوں گے۔ آپ اپنا پوائنٹ آف آرڈر بتائیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! This is not a point of order۔ کیا پوائنٹ آف آرڈر insult کرنے کے لئے ہوتا ہے؟ ان کی insult کی جا رہی تھی کہ خواتین خیراتی سیٹوں پر آئی ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ اپنا point بتا دیں پھر میں ان کو دوبارہ ٹائم دیتا ہوں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر تقریر کرنے کے لئے نہیں ہوتا۔ This is not a point of order. آپ خود clarification کریں۔ آپ کھرے اور کھوٹے کو ساتھ کیوں ملا رہے ہیں؟ ان میں سے کچھ یہاں بیٹھے ہیں اور کچھ وہاں پر بیٹھے ہیں۔ اگر انہوں نے ادھر بیٹھنا ہے تو یہاں پر بیٹھیں، اُدھر بیٹھنا ہے تو اُدھر بیٹھیں۔ محترمہ نے پوائنٹ آف آرڈر پر بات کی ہے اور انہوں نے clarification مانگی ہے کہ کچھ لوگ وہاں پر بیٹھے ہیں اور کچھ ادھر بیٹھے ہیں۔ آپ اس بات کی clarification دیں۔

They take offices and they have taken and accepted offices from the treasury. So they cannot be part of Opposition.

انہوں نے تو treasury کے offices لئے ہوئے ہیں۔

Sir! They want to run a rabbit and hounds hunt with the hounds.

یہ net کے دونوں طرف کھیلیں گے۔ ادھر سے service بھی خود کروائیں گے اور ادھر سے بھی جا کر اٹھائیں گے یعنی باؤلنگ بھی خود کروائیں گے اور bating بھی خود کریں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اب آپ کا پوائنٹ آف آرڈر کیا ہے؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ یہ جو division کر رہے ہیں یہ غلط کر رہے ہیں اور ہماری بہنوں کو، اکثریتی پارٹی کی بہنوں کو خیراتی سیٹوں والی کہہ رہے ہیں۔ان کی زبان کو چپ کروائیں، آپ ان کا مائیک بند کروائیں۔آپ اس کو encourage کر رہے ہیں کہ باقی لوگوں کی بھی توہین کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، میں کسی کو بھی encourage نہیں کر رہا۔آپ کی معزز رکن پوائنٹ آف آرڈر پر تھیں۔(قطع کلامیاں)

اب آپ نے بات کر لی ہے kindly تشریف رکھیں۔آپ کا point of view آ چکا ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب والا! معزز رکن نے بات کی ہے جو نئے آنے والے ہیں ان کو جمہوریت کا پتا نہیں ہوتا۔میں اپنے معزز بھائی کو یہ بتانا چاہتی ہوں کہ میں 2001 سے سیاست کر رہی ہوں اور میں یونین کونسل سے شروع کر کے ڈسٹرکٹ کونسل اور پھر یہاں پر پہنچی ہوں۔میرے لئے جمہوریت کوئی نئی چیز نہیں ہے۔کل یہ اخلاقیات کی دُہائیاں دے رہے تھے اور آج یہ جمہوریت کی دُہائیاں دے رہے ہیں۔میں نے کون سی غیر جمہوری اور غیر اخلاقی بات کی ہے۔میں نے صرف یہ point out کیا ہے بندہ سرکاری عہدیدار ہے، ایک دوسری سیاسی جماعت کی پولیٹیکل اسسٹنٹ اور یہ کوئی ایسا عہدہ نہیں ہے کہ وہ چیئرپرسن ہے۔یہ تو ایک سرکاری عہدہ ہے۔اس میں کیا غلط بات ہے؟ ایک بندہ سرکاری عہدہ لے رہا ہے یا تو آپ یہ عہدہ چھوڑ دیں اور as a voluntary جائیں اور جا کر لوگوں کی خدمت کریں۔یہاں پر پیپلز پارٹی کے لوگ بھی بیٹھے ہوئے ہیں مسلم لیگ (ن) کے لوگ یہاں بیٹھے ہوئے ہیں، مخدوم صاحب بھی یہاں بیٹھے ہوئے تھے میں ان کو سلام پیش کرتی ہوں کہ انہوں نے کہا ہے کہ ہم نے as a voluntary میاں محمد شہباز شریف کو support کیا ہے تو پھر یہ لوگ کیوں عہدوں کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں؟ غیر جمہوری حرکتیں تو یہ خود کرتے ہیں۔میرے اپنے معزز مسلم لیگ (ن) کے اور دوسری سیاسی پارٹی کے جو سیاسی قائدین ہیں ان کو سبق سیکھنا چاہئے۔اگر مسلم لیگ (ق) نے ایک غلطی کی ہے اور آپ ہر وقت کہتے رہتے ہیں کہ ہم مشرف کی غلطیاں دہرا رہے ہیں اور ہم مشرف کے supporters رہے ہیں تو پھر آپ ان غلطیوں کو کیوں دہرا رہے ہیں؟ میں تو کہتی ہوں کہ یہ black mailers کا وہ ٹولہ ہے جو آپ کا سگا تھا، نہ ہمارا سگا تھا۔یہ بنے اس لئے ہیں کہ حکومت میں جائیں۔"لڑھک کر اُدھر لڑھک کر ادھر" مجھے یہ بتائیں کہ کوئی بھی پارٹی اس طرح حکومت

کر سکتی ہے۔ کوئی بھی ان لوٹوں کے ساتھ نہیں چل سکتا۔ انہیں چاہئے کہ یہ مجھ سے معذرت کریں۔ انہوں نے ہی مجھ پر attack کیا ہے کہ انہیں جمہوریت کا نہیں پتا۔ میں نئی آئی ہوں۔ یہ خواتین پر attack کیوں کرتے ہیں؟ یہ پہلے اپنی political حیثیت بتائیں۔ یہ پہلے اپنی یہاں پر وضاحت کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ

محترمہ ساجدہ میر: جناب والا! میں یہ عرض کرنا چاہتی ہوں patriot کس نے بنایا تھا؟

جناب قائم مقام سپیکر: ساجدہ میر صاحبہ! ایک منٹ آپ تشریف رکھیں۔ پہلے آپ میری بات سنیں۔ میں اپنے معزز ممبران سے اتنی بات کروں گا کہ آپ "گھوڑے" اور "گدھے" کا لفظ استعمال کر رہے ہیں، "لوٹے" کا لفظ استعمال کر رہے ہیں۔ تمام معزز ممبران سکون سے بات سنیں۔ ایک معزز ممبر نے بات کی اور سب نے سکون سے سنی۔ ہاؤس کے اندر سب کو بات کرنے کا right ہوتا ہے اور اگر کوئی معزز ممبر بات کر رہا ہوتا ہے تو باقی بے شک اس کی بات سے اختلاف کریں لیکن اپنی باری پر کریں جمہوریت کی یہی روح ہے اور اس ہاؤس کی اعلیٰ روایات بھی یہی ہیں کہ ہم میں بات کرنے اور سچی بات سننے کا بھی حوصلہ ہونا چاہئے تو جو بات ہو رہی ہے وہ سچی ہے، جھوٹی ہے جو بھی ہے وہ معزز ممبر کا استحقاق ہے کہ وہ بات کرے اگر وہ بات کر رہے ہیں تو ان کی بات کو complete ہونے دیں اس کے بعد اگر آپ ان کی بات سے اختلاف کرتے ہیں تو بالکل کریں میں آپ کو ٹائم دوں گا۔ میں نے بجٹ پر بحث کا آغاز کیا تھا اس کو بھی ہم تھوڑا سا پیچھے کر رہے ہیں تاکہ آپ نے جو point raise کیا ہے اس پر اعجاز شفیع صاحب بات کر رہے ہیں ان کے بعد اس کے اوپر جو بات کرنا چاہتا ہے وہ کر لے۔(شور وغل)

اعجاز شفیع صاحب! آپ نے خیراتی سیٹوں کی کوئی بات کی ہے؟

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! میرا خیراتی سیٹیں کہنے کا مقصد یہ تھا۔(شور وغل)

اگر یہ اس طرح interrupt کریں گے تو۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ اپنی بات جاری رکھیں، یہ Chair کا کام ہے۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! میں نے یہ اس sense میں گزارش کی تھی کہ مخدوم سید احمد محمود صاحب حکومت کے partner ہیں مگر انہیں یہاں P.M.L(Q) کے ساتھ سیٹ دی گئی ہے، نیازی صاحب ایم ایم اے سے ہیں وہ بھی حکومت کے partner ہیں انہیں بھی یہاں پر سیٹ allocate کی گئی ہے۔ اب P.M.L(Q) ہے۔ آج بھی P.M.L(Q) ہے۔(شور وغل)

MR ACTING SPEAKER: No cross talking, no cross talking. This is no way.

جب آپ جمہوری روایات کی بات کرتے ہیں اور ان کے ساتھ اعتراض ہے تو کھڑے ہو کر بات کیجئے گا میں آپ کو موقع دوں گا جب آپ کا ٹائم آئے گا۔ (شور وغل)

لغاری صاحب! This is no way. جب Chair ایک بات کر رہی ہے اور اگر کوئی معزز ممبر سو باتیں غلط کرے آپ کھڑے ہو کر بتائیں کہ وہ غلط ہے لیکن اپنی باری پر، پلیز۔ ہم نے اس ہاؤس کے اندر discipline قائم رکھنا ہے۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! میں بات کر رہا تھا کہ ہاؤس سے باہر دونوں اطراف پر لگے ہوئے map کے مطابق یہ سیٹیں P.M.L کو دی گئی ہیں۔ ہم اسی جماعت سے ہیں۔ ہم نے نہیں کہا کہ ہم نے جماعت change کی ہے۔ اب ہم majority میں آ گئے ہیں۔ اب یہ ہمارا right ہے کہ اب ہمارا پارلیمانی لیڈر یہاں بیٹھے گا۔ یہ سیٹ جو allocate کی گئی ہے یہ ہمارا حق ہے۔ انہیں چاہئے کہ آپ کے پاس جائیں کیونکہ یہ اب پاکستان مسلم لیگ (خیراتی) پارٹی بن گئے ہیں تو اب ان کا حق ہے کہ آپ کے پاس جا کر اپنی سیٹوں کے لئے apply کریں جس طرح مخدوم احمد محمود صاحب اور ایم ایم اے نے اپنی اپنی جماعت کے لئے apply کیا تھا۔ (شور وغل)

(اس مرحلہ پر پاکستان مسلم لیگ (ق) کے معزز اراکین
احتجاجاً ایوان سے walkout کر گئے)

ڈاکٹر طاہر علی جاوید: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر طاہر علی جاوید: جناب سپیکر! آپ کا بہت بہت شکریہ۔ میں آج مبارکباد پیش کر رہا ہوں کہ آپ کوشش کر رہے ہیں کہ اس ہاؤس کو ایک اچھے طریقے سے handle کیا جائے۔ میں کسی کے خلاف بات نہیں کر رہا ہوں اور میری بہنیں پتا نہیں کیوں ایوان سے باہر چلی گئی ہیں؟ میں اصل میں اپنے ساتھی کی تصحیح کرنا چاہتا ہوں۔ میں پاکستان مسلم لیگ (ق) so-called کو criticize نہیں کر رہا، میں تو اپنے ساتھی کی تصحیح کرنا چاہ رہا ہوں، اعجاز شفیع صاحب بڑے سمجھ دار parliamentarian ہیں لیکن آج انہوں نے اس کو گروپ پاکستان مسلم لیگ (خواتین) کہہ دیا ہے۔ میں تھوڑا پڑھائی لکھائی کا شوقین ہوں لہذا میں صرف یہ تصحیح کروں گا کہ الیکشن کمیشن میں خواتین کا لفظ use نہیں ہوتا۔ خواتین کی

translation ladies ہے۔آئندہ سے ہم پاکستان مسلم لیگ ہیں اور یہ P.M.L(L) کے طور پر پہچانے جانے چاہئیں، یہ (L) پارٹی ہے جیسے (N) یا (F) پارٹی ہوتی ہے۔(شور وغل)

(اس مرحلہ پر ممبران حزب اختلاف واک آؤٹ ختم
کر کے ایوان میں واپس تشریف لے آئے)

جناب قائم مقام سپیکر: .No cross talk لیڈر آف دی اپوزیشن کھڑے ہیں انہیں بات کرنے دیں۔ .Silence in the House, silence in the House لنگڑیال صاحب! پلیز بیٹھیں۔جی، لیڈر آف دی اپوزیشن!

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! شکریہ۔ میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ہم ہاؤس کو چلانے کی حد تک کافی چیزیں برداشت کر کے آپ کے ساتھ co-operate کر رہے ہیں۔ ہم نے Treasury Benches پر بیٹھ کر ایسی اپوزیشن کو بھی دیکھا ہے جنہوں نے ہاؤس کو صرف شور مچا کر block کیا اور شور مچانے کے لئے دو چار ہی کافی ہوتے ہیں۔ میں آپ سے گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ایک issue raise کیا گیا آپ نے اس پر بات کر دی کہ میں بعد میں decision دوں گا۔ اگر آپ نے daily ایک آدمی کو وہاں سے سکھا کر لانا ہے، آدمی ایک طرف کا ہوتا ہے یا دوسری طرف کا ہوتا ہے، مرد ہوتا ہے یا عورت ہوتی ہے جو "ہیوں" میں نہ "شیوں" میں ہوتے ہیں وہ شرم سے شام کو نکلتے ہیں۔ یہ اس قسم کی چیز ہے جس نے ہماری بہن کو کہا ہے کہ پہلی دفعہ اسمبلی میں آئی ہے اس کو بات نہیں کرنی چاہئے۔ یہ پہلی دفعہ تشریف لائے تھے چودھری پرویز الٰہی نے انہیں وزیر بنا دیا تھا۔ پہلی دفعہ آنے یا دوسری دفعہ آنے کی کوئی بات نہیں ہے۔ ایک چھوٹی سی بات ہے، یہ سپیکر سے پارلیمانی لیڈر شپ مانگ رہے ہیں، میں یہاں پر سب کے سامنے کہہ رہا ہوں کہ وہ سپیکر صاحب انہیں دے نہیں سکتے البتہ آپ نے اپوزیشن لیڈر کا فیصلہ کرنا ہے، آپ کی کابینہ، پارلیمانی سیکرٹری شپ سب کچھ complete ہونے کے بعد آپ بلائیے گا۔ یہ اپنا candidate لے کر آئیں ہم اپنا candidate لے کر آئیں گے یہاں پر فیصلہ ہو گا اور notification کیجئے گا۔ آپ نے یہاں پر ایک فیصلہ کیا تھا ہر فیصلے کو exploit کیا جاتا ہے۔ سکیورٹی کی میٹنگ میں، میں بھی موجود تھا اور آپ نے فیصلہ کیا تھا کہ اس گیلری کا پاس کسی کو نہیں دیا جائے گا۔ آج اس صوبے کا سب سے بڑا لوٹا گر خواجہ احسان یہاں پر بیٹھا ہوا، یہاں پر کیوں بیٹھا ہوا ہے۔ انہوں نے یہ لوٹے بنانے والی مشین یہاں پر بٹھائی ہوئی ہے۔ یہ کس لئے یہاں پر آیا ہے؟ یہ

لوٹے بنانے کے لئے یہاں پر آیا ہے۔ یہ بے عزتی کروانے کے لئے یہاں پر آیا ہے یا خوشامد کروانے کے لئے آیا ہے؟ (شور و غل)

میں آپ سے گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ لاء منسٹر یہاں پر تشریف فرما ہیں اور ان سے پہلے یہ عرض کر چکا ہوں کہ ہمارا کوئی لفظ، ہماری کوئی زبان، ہماری طرف سے کوئی لہجہ اگر روایات یا اصول کے خلاف ہو تو ہمیں بتائیں۔ ہم ذو معنی باتیں سنتے آ رہے ہیں۔ آپ خود قانون اور رولز بناتے ہیں اور میٹنگ کر کے کہتے ہیں کہ یہاں کوئی نہیں آئے گا۔ یہ لوٹا یہاں پر کس لئے آ کر بیٹھا ہوا ہے جو یہاں پر آ کر میٹنگز کرتا ہے؟ (شور و غل)

جناب قائم مقام سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ خلیل طاہر سندھو صاحب کافی دیر سے کھڑے ہیں پہلے وہ بات کریں گے۔ (شور و غل)

جی، چودھری صاحب!

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میری طرف سے، میرے معزز ساتھیوں کی طرف سے، ہمارے ڈپٹی اپوزیشن لیڈر کی طرف سے کسی ایک عزیز کو، کسی پارٹی کے بندے کو کارڈ دینے کے لئے ہم نے اس لئے درخواست نہیں دی تھی کہ آپ نے لاء منسٹر کی موجودگی میں فیصلہ کیا تھا کہ گیلری میں کوئی بھی نہیں آئے گا۔ میں یہاں پر آپ سے استدعا کرتا ہوں کہ آپ جس issue پر فیصلہ کر چکے ہوتے ہیں اس کو daily دوبارہ نہ کھولا جائے اور یہ صرف توہین کے زمرے میں آتا ہے، اگر یہ کرانا چاہتے ہیں تو ہم اس کا جواب سیاسی طور پر دیں گے۔ اس شخص کو یہاں سے اٹھائیں کیونکہ اس کی خوشامد کرنے کے لئے ایسا بولا جا رہا ہے۔ جب تک اس کو یہاں سے اٹھایا نہیں جاتا، تب تک ہم یہاں نہیں بیٹھیں گے اور ہم walkout کر رہے ہیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف واک آؤٹ کر کے
ایوان سے باہر تشریف لے گئے)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، چودھری عبدالغفور صاحب!

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا۔ اس وقت چودھری ظہیر صاحب اٹھ کر چلے گئے ہیں۔ یہ اپنے آپ کو بڑا پرانا پارلیمنٹیرین سمجھتے ہیں لیکن انہیں قانون کا پتا ہے نہ ہی یہ روایات پر عمل کرتے ہیں۔

جناب سپیکر! گیلری میں بیٹھے ہوئے کسی شخص کے بارے میں کوئی بات کر سکتا ہے اور نہ ہی کوئی اشارہ کر سکتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ آئینے میں اپنا چہرہ نظر آتا ہے۔ جس شخص کے بارے میں انہوں نے بات کی ہے یہ کسی صورت اور کسی طریقے سے ان پر اعتراض نہیں کر سکتے۔ آج جو لوگ اسمبلی کی روایات کی بات کرتے ہیں، جمہوریت کی بات کرتے ہیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: چودھری صاحب! میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت ہم نے اس مسئلے کا حل نکالنا ہے۔ میں سمجھا تھا کہ آپ گورنمنٹ کا نقطہ نظر بیان کریں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جناب خلیل طاہر سندھو!

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق و اقلیتیں (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! یہاں وہی ہوا ہے جس کا خوف تھا۔ میں سمجھتا ہوں کہ محسن لغاری صاحب نے کہا کہ اعجاز شفیع صاحب نے اقلیتوں کے بارے میں بات کی ہے۔ انہوں نے قطعاً ہمارے بارے میں بات نہیں کی بلکہ انہوں نے اس اقلیتی گروپ کے بارے میں بات کی ہے جو اسمبلی میں بن گیا ہے۔

جناب سپیکر! آج پنجابی روایات اور جمہوری روایات کی جس طرح چودھری ظہیر صاحب نے نفی کی ہے۔ میں اس بارے میں ایسا کوئی لفظ نہیں بولنا چاہتا حالانکہ ہمارے پاس بھی یہ حق تھا کہ ہم بات کرتے۔ ایسی قطعاً کوئی روایت نہیں ہے کہ گیلری میں بیٹھے مہمان کے بارے میں بات کی جا سکے ورنہ جس دن یہ اجلاس شروع ہوا تھا اس دن اس صوبے کا سب سے بڑا لوٹا چودھری پرویز الٰہی یہاں پر آ کر بیٹھا ہوا تھا۔ ہم نے کوئی بات نہیں کی تھی۔ لہذا یہ اپنے الفاظ واپس لیں اور ان کو حذف کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، اعجاز شفیع صاحب!

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ چودھری ظہیر صاحب نے جو چیلنج کیا ہے ہم اس کو آپ کی ruling کے بعد قبول کرتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ صبا صادق صاحبہ! آپ مختصر بات کیجئے گا کیونکہ میں نے گورنمنٹ کا point of view لینا ہے۔

محترمہ صبا صادق: جناب سپیکر! میں سمجھتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے مجھے ہدایت دی۔ میں اپنے اکثریتی گروپ کے ساتھ اور اپنے پورے ایمان کے ساتھ آج اپنے اس ہاؤس کی عزت کو سنبھالے ہوئے بیٹھی ہوں۔ میں سمجھتی ہوں کہ اس وقت یہاں پر جو سارا سلسلہ چل رہا ہے، ہماری یہ

معزز بہنیں خواہ ان کو آئے ہوئے چند دن ہوئے ہوں یا کافی عرصہ ہوا ہو میرے لئے سب باعث احترام ہیں۔ میری خواہش ہوگی کہ چاہے چودھری ظہیر الدین خان ہوں یا کوئی بھی معزز رکن ہو۔ کیا ہی اچھا ہوتا کہ یہ اس ملک کی نازک صورتحال پر aggressive ہو کر بات کرتے، عورتوں کے مسائل پر یہ خواتین aggression سے بات کرتیں، یہ ملک کے اندر I.D.Ps کے حوالے سے مشورے دیتے، یہ ملک کی بدلتی ہوئی دہشت گردی کی صورتحال پر بات کرتے مگر مجھے افسوس ہے کہ ہم اپنی قومی ذمہ داری ادا نہیں کر رہے ہیں۔ میں ان لوگوں سے درخواست کروں گی کہ آپ کے گلے اپنی جگہ، سیاست اپنی جگہ، ایک دوسرے سے رقابت اپنی جگہ، سیاسی اختلافات اپنی جگہ ہیں مگر اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ ہمت دی ہے کہ میں نے جو فیصلہ یونیفکیشن بلاک میں آنے کا کیا ٹھیک کیا۔ میں ایک سیٹ تو کیا میں میاں محمد شہباز شریف اور میاں محمد نواز شریف کے اصولوں کے لئے دس سیٹیں بھی قربان کرنے کے لئے تیار ہوں۔ ان کو بھی چاہئے تھا کہ یہ اپنا فیصلہ بدل کر یونیفکیشن بلاک کا حصہ بنتے۔ یہاں پر چار لوگوں نے شور مچایا ہوا ہے۔ یہ روزانہ ایک ہی بات کرتے ہیں، یہ روزانہ ایک ہی مسئلہ کھڑا کرتے ہیں۔ کیا ان کو کسی عورت کے ساتھ ہوتی ہوئی زیادتی نظر نہیں آتی، کیا ان کو کوئی عورت بھوکی نظر نہیں آتی، کیا ان کو کوئی عورت بیمار نظر نہیں آتی اور کیا یہ میڈیا یا اخبار کو study نہیں کرتے؟ انہیں کیا پتا کہ عورتوں کے کیا حالات ہیں، کیا یہ یہاں پر عورتوں کے مسائل کی نشاندہی نہیں کر سکتے؟ یہ یہاں نوک جھونک کرتے ہیں، ہر وقت کی نوک جھونک کا بڑا بُرا تاثر جا رہا ہے۔ میری درخواست ہے کہ اس issue کو ہماری ساری قیادت چاہے وہ چودھری ظہیر الدین ہوں، میں ان کی بھی عزت کرتی ہوں۔ پیپلز پارٹی کی قیادت اور ہم سب مل کر اس issue کو سمیٹ لیں۔ پنجاب کی عورتیں ہماری منتظر ہیں کیونکہ ہم ان کی نمائندہ ہیں۔ ہم نے آج تک ان کے لئے کیا کیا ہے؟ مجھے صرف اس چیز کا جواب چاہئے اور اللہ کا شکر ہے کہ میں اکثریتی پارٹی میں ہوں اور جو فیصلہ ہمارا ہے انشاء اللہ پنجاب کی عوام کے مفاد کے لئے ہے اور وہ پالیسی جو میاں محمد شہباز شریف کی ہے ہم اس کی بھرپور حمایت کرتے ہیں۔ ہم ان سے ڈریں گے اور نہ جھکیں گے۔ یہ ایک کیس کیا دس کیس کر لیں انشاء اللہ میں اپنے موقف پر قائم رہوں گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ خواجہ عمران نذیر صاحب!

خواجہ عمران نذیر: جناب سپیکر! ابھی محترم اپوزیشن لیڈر نے بات کہی تھی تو میں نے صرف یہ بات کرنی ہے کہ ان کو اتنا بھی بتا دیں کہ یہ ہاؤس آئین اور ہاؤس کے تقاضوں کے تحت چلنا چاہئے نہ کہ ان کی بلیک میلنگ کے تحت چلنا چاہئے کہ یہ بلیک میل کرتے ہیں اور شور مچاتے ہیں۔ اگر یہ شور مچانے کا

ایجنڈا لے کر آتے ہیں اور شور کی dictation لے کر آتے ہیں تو پھر ان کو باہر بیٹھ کر شور مچانے دیں اور ہاؤس کو اپنا کام کرنے دیں۔ اس کے علاوہ انہوں نے آج ہمارے ایک معزز بھائی پر الزام لگایا ہے۔ اس سے ان کا وہ کرب اور جو چوٹ لگی ہوئی ہے شاید وہ آج زندہ ہو گئی ہے کہ جب داتا گنج بخش ٹاؤن کے ممبران نے خواجہ احمد حسان کی سربراہی میں ایک بڑے لوٹے کے خلاف علم بغاوت بلند کر دیا تھا اور تمام تر کوششوں کے باوجود ان میں سے کوئی جھکا تھا اور نہ کوئی بکا تھا اس لئے آج ان کا یہ کرب جاگا ہے۔ ان کا کوئی قصور نہیں ہے۔ ان کے پیٹ میں جو درد اٹھا ہے وہ خواجہ صاحب کو دیکھ کر اٹھنا ہی تھا۔

محترمہ ساجدہ میر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ ساجدہ میر صاحبہ!

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! معزز رکن اسمبلی جنہوں نے خواتین کے بارے میں کہا ہے کہ یہ خیراتی سیٹوں پر آئی ہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ ان کی پارٹی میں ایسا رواج ہوگا۔ ہم political work کر کے بیس بائیس سال محنت کر کے اس ایوان میں پہنچی ہیں۔ ہماری commitment کی تذلیل کی گئی ہے۔ ان کو چاہئے کہ یہ اپنے الفاظ واپس لیں اور آپ اس پر ruling دیں۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! میں وضاحت کرتا ہوں کہ میرا مقصد خواتین سے متعلق نہیں تھا بلکہ جو دس بارہ کا ٹولہ چوں چوں کا مربہ بچ گیا ہے ان کے متعلق تھا کہ وہ اقلیت میں آگیا ہے۔ یہ ہماری سیٹیں ہیں۔ میں نے خواتین کو نہیں کہا۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس سلسلے میں گورنمنٹ کا point of view وزیر قانون بتائیں گے۔ جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس سلسلے میں میری یہ گزارش ہے کہ آج کا دن بجٹ پر بحث کے لئے مختص تھا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ انتہائی اہمیت کا حامل معاملہ ہے۔ اس سے زیادہ کسی اور چیز کی اہمیت نہیں ہو سکتی۔ یہ اربوں روپیہ جو کہ ہمارا نہیں بلکہ اس ملک کے عوام کا ہے اور ان کے ٹیکس سے یہ finance یا فنڈ create کیا گیا ہے اسے ہم نے جس طرح سے خرچ کرنا ہے اس کے متعلق ایک پلاننگ یا حکمت عملی ہم نے اس ایوان کے سامنے رکھی ہے۔ اس پورے ایوان کے سامنے رکھنے کا مقصد یہی ہے کہ پورے صوبے کی عوام کے سامنے رکھی ہے۔ آج میڈیا، پریس اور تمام صوبے کے عوام کی نظریں اس ایوان پر ہیں کہ کس انداز میں بجٹ پر بحث ہوتی ہے، کس انداز سے اپوزیشن

حصہ لیتی ہے اور کس انداز سے حکومتی بنچوں کی طرف سے بہتری لائی جاتی ہے اس لئے میری آپ سے گزارش ہے کہ جہاں تک ہماری اپوزیشن کی ایک محترمہ بہن نے آج یہ issue create کیا ہے اس پر قائد حزب اختلاف کو بھی اس بات کا خیال رکھنا چاہئے، انہیں بھی آج کے ایجنڈے کی اہمیت کا احساس ہونا چاہئے۔ اس وقت بات یہ ہے کہ اس مرتبہ seats by name allot نہیں کی گئیں۔ یہ تمام کی تمام پارلیمانی پارٹی کے حساب سے allot ہوئی ہیں کہ پاکستان مسلم لیگ (ن) کے لوگ اس جگہ پر بیٹھیں گے۔ پاکستان پیپلز پارٹی کے لوگ اس جگہ پر بیٹھیں گے اور پاکستان مسلم لیگ (ق) کے لوگ اس جگہ پر بیٹھیں گے۔ اب ان کا within پارلیمانی پارٹی مسئلہ پیدا ہو گیا ہے۔ اس مسئلے کو کل اعجاز شفیع صاحب نے اٹھایا تھا اس کے بعد قائد حزب اختلاف نے اپنی بات کی اور اس کے بعد آپ نے اپنی ruling کی ہوئی ہے۔ آج قائد حزب اختلاف نے بھی اس پر بالکل صحیح refer کیا کہ آپ اس اجلاس کے بعد اپنی ruling دیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کے بعد اس issue پر further discuss اور debate نہیں ہونی چاہئے، اپوزیشن کو بھی واپس آنا چاہئے اور آج کے ایجنڈے پر بات کرنی چاہئے۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ اب قائد حزب اختلاف کون ہو گا، کون کہاں پر بیٹھے گا تو یہ میں سمجھتا ہوں کہ آپ کی ruling کے ساتھ اس وقت تک pending رہے گا جب تک آپ ruling نہیں دے دیتے۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، سینئر منسٹر صاحب!

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہے کہ اپوزیشن کے جو دوست باہر چلے گئے ہیں کوئی کمیٹی بنا کر انہیں واپس بلا لیں۔

سید ناظم حسین شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ناظم شاہ صاحب!

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ رانا ثناء اللہ صاحب نے بھی کہا ہے اور آپ نے بھی کہا ہے بڑا ہمیشہ وہی ہوتا ہے جو چھوٹوں کی ناجوازیاں برداشت کرے۔ میں یہ جانتا ہوں اور حقیقت بھی ہے کہ tropical countries میں by the age of thirteen, physical maturity تو آ جاتی ہے مگر It is the mental maturity which is better itself, not the physical

maturity. دونوں طرف سے mental maturity ہونی چاہئے۔ اپوزیشن لیڈر میرے لئے بڑے قابل احترام ہیں، میں یہ نہیں سمجھتا کہ ان کو اس طریقے سے چلے جانا چاہئے۔ میں نے بھی اخبار میں پڑھا ہے کہ اسمبلی میں کسی مہمان کا داخلہ نہیں ہو گا۔ ہم یہاں گیلری میں دیکھ رہے ہیں کہ مہمان بیٹھے ہوئے ہیں اور یہ آپ کی discretion ہے کہ آپ جس کو permission دیں مگر میں یہ سمجھتا ہوں کہ ان کو بھی سارا وزن اسی بات پر نہیں ڈالنا چاہئے کیونکہ وہ اپوزیشن لیڈر ہیں جس کا فیصلہ بعد میں جو بھی ہو گا اس کا مجھے تو علم نہیں ہے لیکن آپ کو پتا ہے۔ لہذا میری گزارش یہ ہے کہ ہمیشہ بڑا وہی ہوتا ہے جو چھوٹوں کی ناجوازیاں برداشت کرے اور بڑے کو ہی کچھ دینا پڑتا ہے اس لئے میری آپ سے گزارش ہے جیسے راجہ ریاض صاحب نے بھی کہا کہ اسمبلی کے حسن میں اس وقت نکھار آئے گا جب اپوزیشن یہاں پر موجود ہو گی۔ آپ کمیٹی بنائیں جو انہیں منا کر لائے۔ میں سن رہا تھا جو آپ نے فرمایا ہے کہ ہر ایک کا اپنا نقطہ نظر ہے وہ سن کر ہر ایک کو جواب دینا چاہئے۔ جب تک یہاں پر maturity نہیں آئے گی، جب تک ہم خود اپنے آپ پر کنٹرول نہیں کریں گے تب تک ہم صوبے کا کوئی بھی مسئلہ حل نہیں کر سکتے۔ انگریزی کی quotation ہے کہ:

If you can't be master of yourself, your can not be master of masses, first of all, we have to master of ourselves.

ہم نے اپنے آپ پر یہ ضبط کرنا ہے اور اپوزیشن کا جمہوریت کا فلسفہ جس پر یقین رکھتے ہیں تو اس کو ماننے کے لئے اگر کوئی اعتراض کر رہا ہے تو ہمیں ماننا چاہئے۔ میں تو اس چیز کا اس حد تک قائل ہوں کہ بابر نے ایسے نہیں کہا تھا کہ "Adversary is a good school of training." اور اقبال کا شعر بھی ہے کہ:۔

تندیٔ بادِ مخالف سے نہ گھبرا اے عقاب
یہ تو چلتی ہے تجھے اونچا اڑانے کے لئے

آپ دیکھیں کہ جب جہاز بھی take off کرتا ہے تو against the wind کرتا ہے اور land بھی کرتا ہے تو against the wind کرتا ہے۔ یہ بکاولی نے بھی کہا ہے کہ "Fortune favours, foe becomes ladder". دشمن ہمیشہ سیڑھی کا کام دیتے ہیں اس لئے ہمیں کسی کے اعتراض یا نکتہ چینی سے گھبرانا نہیں چاہئے بلکہ ان کا مشکور ہونا چاہئے کیونکہ ہماری وہ خامیاں جو ہمیں نظر نہیں آ رہیں وہ ہمیں point out کر رہے ہیں اس لئے میں آپ سے گزارش کروں گا کہ ان دوستوں کو واپس لایا جائے۔

دوسرا میری آپ کی وساطت سے سب دوستوں سے request ہے کہ ہم اس ہاؤس کا اس طریقے سے تشخص برقرار رکھیں تاکہ پریس والے اور باہر والے بھی کہیں کہ واقعی سنجیدگی کے ساتھ یہاں پر معاملات چلتے ہیں۔ لہذا ہمیں سنجیدگی کا مظاہرہ کرنا چاہئے تاکہ مسائل کا حل ہو، جن لوگوں نے ہمیں یہاں بھیجا ہے ان کے متعلق کچھ سوچ سکیں اور کر سکیں۔ یہی میری گزارشات ہیں۔ بہت شکریہ

محترمہ عارفہ خالد پرویز: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! اس وقت اپوزیشن موجود نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہاؤس کا حسن ہی اس وقت ہوتا ہے جب اپوزیشن موجود ہو۔ ابھی بجٹ پر بحث ہونی ہے and let me decide that point اس کے بعد پھر میں آپ کو موقع دوں گا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ آپ بجٹ پر بحث کا آغاز کروائیں جو کوئی بھی ممبر اپنی بات کرنی چاہتا ہے وہ شروع کرے۔ meantime ہم اپوزیشن کو منا کر لے آتے ہیں۔ انہوں نے جو مسئلہ کھڑا کیا تھا اور اس پر واک آؤٹ کیا تھا وہ ویسے بھی حل ہو چکا ہے اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ اب ان کو واپس آ جانا چاہئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں یہ سمجھتا ہوں کہ فاروق یوسف گھرکی صاحب، ناظم حسین شاہ صاحب، ملک ندیم کامران صاحب اور ٹوانہ صاحبہ پر مشتمل کمیٹی چلی جائے اور جا کر اپوزیشن سے مذاکرات کرے اور انہیں convince کرے کہ وہ اندر ہاؤس میں آئیں اور اسمبلی کی کارروائی میں شریک ہوں۔ جی، عارفہ خالد پرویز صاحبہ!

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب سپیکر! ہم اپوزیشن کے role کو پوری طرح سمجھتے ہیں اور جانتے ہیں کہ ان کی تنقید ہمارے لئے ضروری ہے۔ ہم healthy criticism کو welcome کرتے ہیں لیکن جیسی language وہ continuous پچھلے دنوں سے use کر رہے ہیں آپ اس کا نوٹس لیں۔ کبھی وہ گدھے گھوڑوں کی مثال دیتے ہیں، کبھی ہندو مسلمان کی مثال دیتے ہیں۔ ان کی continuous sarcasm ہم لوگوں کو محسوس ہوتی ہے۔ مسلسل اعتراضات چاہے وہ ہماری پارٹی کے لئے ہیں چاہے پیپلز پارٹی کے لئے ہیں اس میں کہیں نہ کہیں sarcastic remarks ہوتے ہیں جس کے بعد کوئی نہ کوئی friction cause ہوتی ہے تو میرا خیال ہے کہ یہ deliberately کر رہے ہیں اور بجٹ سیشن میں بجائے healthy criticism کرنے کے یہ وقت ضائع کر رہے ہیں۔

سرکاری کارروائی

سالانہ بجٹ برائے سال 10-2009 پر عام بحث

(۔۔۔ جاری)

جناب قائم مقام سپیکر: اب ہم بجٹ پر بحث کا باقاعدہ آغاز کرتے ہیں۔ سب سے پہلے شیخ علاؤالدین صاحب سے میں گزارش کروں گا کہ وہ اپنی تقریر کا آغاز کریں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ بالآخر آپ نے مجھے floor عنایت کیا ہے لیکن میں اپنی بات شروع کرنے سے پہلے یہ عرض کروں گا کہ کل بھی اڑھائی گھنٹے اسی مسئلے میں ضائع ہوئے اور آپ کی کوشش کے باوجود معاملہ ٹھیک نہ ہوا۔ آپ کا particularly کسی بھی معزز رکن کے لئے soft heart ہونا بالکل اعتراض کی بات نہیں ہے۔ آپ بالکل مہربانی فرماتے ہیں لیکن جس طریقے سے آپ کی مہربانیوں کو غلط استعمال کیا جاتا ہے اس کا نتیجہ یہ ہے کہ کل بھی اڑھائی گھنٹے ضائع ہو گئے اور آج بھی ایک محترمہ نے بات شروع کی اور کل والے topic کو ہی لے کر شروع کی جس پر آج پھر ایک گھنٹہ ضائع ہو گیا ہے۔ اس ایوان میں جو لوگ کچھ کہنا چاہتے ہیں یا اپنی عقل کے مطابق بات کرنا چاہتے ہیں ان کا وقت بہت ضائع ہوتا ہے۔ آپ کا soft corner ہونا بہت اچھی بات ہے لیکن اس میں جو زیادتی ہو رہی ہے اس کو بھی دیکھیں۔

جناب سپیکر! میں سب سے پہلے اپنے بھائی محترم وزیر خزانہ کو ایک متوازن بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں لیکن اپنی گزارشات شروع کرنے سے پہلے اپنی تاریخی حقیقت بیان کرنا چاہتا ہوں جو اس طرح سے ہے کہ برٹش انڈیا کے زمانے میں جنرل سیلز ٹیکس پر صوبہ مدراس نے ایک writ فیڈرل کورٹ میں فائل کی۔

جناب والا! بات شروع کرنے سے پہلے میری ایک گزارش ہے کہ بجٹ تقریر کے دوران جو کوئی رکن بھی بول رہا ہو تو اس دوران آپ کی توجہ چاہئے ہوتی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: فنانس منسٹر صاحب بیٹھے ہیں وہ تمام points note کر رہے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ ہاؤس کے custodian ہیں میں نے تو آپ کو بات سنانی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں بالکل سن رہا ہوں۔ آپ جاری رکھیں۔

شیخ علاؤالدین: میں نے اکثر دیکھا ہے کہ جب بھی میں بات شروع کرتا ہوں تو درمیان میں کچھ نہ کچھ interruption ہو جاتی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ شروع کریں۔

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب سپیکر! صوبہ مدراس نے فیڈرل کورٹ میں ایک دعویٰ دائر کیا کہ انہوں نے جنرل سیلز ٹیکس لگایا تھا اور برٹش فیڈرل گورنمنٹ نے یہ کہا کہ یہ سیلز ٹیکس نہیں لگا سکتے۔ میں اس کے صرف دو فقرے عرض کروں گا جس سے میں یہ ظاہر کرنا چاہتا ہوں کہ پنجاب کے ساتھ آخر ہو کیا رہا ہے؟ یہ برٹش فیڈرل کورٹ کا فیصلہ ہے کہ:

> The Federal Court held that the Provincial legislature has exclusive power to impose the tax on sales. It was within the competence of the Provincial legislature and there was nothing wrong in the Madras Sales Tax Act.

جناب! 1939 میں پورے ہندوستان میں سیلز ٹیکس صوبوں کو دے دیا گیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ صوبوں میں پیسے کی لہر بہر ہو گئی۔ 1939 میں جب یہ واقعہ ہوا تو پنجاب میں بھی ہو گیا اور جب پاکستان بنا تو پنجاب جہاں ہم اس وقت بیٹھے ہیں ان کے پاس سیلز ٹیکس کی مد میں اتنا پیسا تھا کہ آج یہاں پر تصور نہیں کر سکتے۔ وفاق سے پیسا لینے کی کوئی ضرورت نہیں تھی لیکن ہوا کیا کہ ملک غلام محمد نے وزیر خزانہ کی حیثیت سے پاکستان بننے کے صرف سات ماہ کے بعد یہ کہہ کر یہ ایکٹ واپس لے لیا کہ وفاقی حکومت کے پاس کوئی ایسا head نہیں ہے کہ جہاں سے ہمیں پیسا مل سکے۔ انہوں نے کہا کہ پانچوں صوبوں کا بشمول مشرقی پاکستان سیلز ٹیکس ہم وصول کریں گے اور ہم آپ کو دیا کریں گے۔ یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ اس پر اعتراض صرف مشرقی پاکستان نے کیا جبکہ چاروں صوبوں نے کوئی اعتراض نہیں کیا لیکن اس وقت ملک غلام محمد نے یہ کہا کہ میں یہ صرف دو سال کے لئے لگانا چاہتا ہوں۔ دو سال گزر گئے اور ان کے بعد جب چودھری محمد علی وزیر خزانہ آئے تو انہوں نے 1952 میں ہمیشہ کے لئے صوبوں سے یہ حق واپس لے لیا اور اس کے ساتھ ہی صوبوں کو ہمیشہ کے لئے محتاج کر دیا گیا اس لئے یہ بنیادی حقیقت ہے جس کے لئے میں ظاہر کرنا چاہتا ہوں اور 1962 میں اس وقت کے National Finance Commission نے ہمیشہ کے لئے اس کو آئینی طور پر خود اٹھا لیا۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہی وجہ ہے کہ موجودہ حکومت

نے بہت سالوں کے بعد پہلی دفعہ سٹیٹ بنک سے قرضہ لیا ہے حالانکہ محترم وزیر خزانہ نے اس قرضے کے مارک اپ کا کہیں بھی ذکر نہیں کیا لیکن میں یہ کہتا ہوں کہ discount window سے بھی اگر وہ قرضہ لیا ہے تو 13 اور 14 فیصد سے کم نہیں لیا ہوگا اور اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ ہمارا سیلز ٹیکس کا حق وفاقی حکومت ہمیں نہیں دے رہی۔ اب اس کا جواب تو وزیر خزانہ ہی دیں گے لیکن میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ہماری اس حکومت کو آج میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ 45۔ارب ڈالر resident pakistans پاکستانیوں کا ہے جو اس وقت پاکستان میں رہ رہے ہیں اس لئے اگر انہوں نے سٹیٹ بنک سے ہی پیسا لینا ہے تو ان کو چاہئے کہ یہ ایک ایسی سکیم شروع کریں جس کے تحت وہ پاکستانی جن کا ڈالروں میں یہاں پیسا موجود ہے وہ پنجاب گورنمنٹ 6/5 فیصد پر لے لے تاکہ ان کو جو زیادہ مارک اپ ادا کرنا پڑ رہا ہے اس سے جان ہماری جان چھوٹے جائے۔

جناب سپیکر! جو بجٹ پیش کیا گیا ہے اس میں 26۔ارب روپے کا resource gap ہے۔ وہ resource gap کہاں سے پورا ہوگا؟ میرے خیال میں وزیر خزانہ صاحب یہ سوچ رہے ہوں گے کہ ہم وفاقی حکومت سے tax recovery کا کہہ کر لے لیں گے لیکن وفاقی حکومت کے حالات یہ ہیں کہ موجودہ بجٹ میں بھی انہوں نے یہ کہہ کر ہمارے پنجاب کا پیسا پورا نہیں دیا کہ ان کے ہاں recovery نہیں ہو رہی تو اگر ان کے ہاں recovery نہ ہوئی اور ہمیں پیسا نہ ملا تو یہ پیسا کہاں سے آئے گا؟ ایک ہی حل رہ جائے گا کہ کمرشل بنکوں سے قرضہ لیا جائے اور کمرشل بنکوں سے قرضہ لیا جائے گا تو وہ کسی صورت 19/18 فیصد مارک اپ سے کم پر نہیں لیا جائے گا۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف واک آؤٹ ختم کر کے
ایوان میں واپس تشریف لے آئے)
(نعرہ ہائے تحسین)

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب! میں آپ کی بات کو interrupt کروں گا۔ میں اپوزیشن کو خوش آمدید کہتا ہوں اور قائد حزب اختلاف اگر کوئی بات کرنا چاہیں یا کمیٹی کا کوئی ممبر بات کرنا چاہے تو کر سکتے ہیں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میری ایک دو گزارشات کرنے کے بعد لغاری صاحب ہماری طرف سے بات کریں گے۔ میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ہم یہاں پر جس کام کے لئے منتخب ہو کر آئے ہیں اس کے لئے چاہے ہم چند ایک بھی ہوں ہمارا کام رہنمائی کرنا، تنقید کرنا

ہے۔ مدح سرائی ہم سے ہو نہیں پائے گی اور اس کا کوئی غصہ بھی نہیں کرتا اور نہ ہی کرنا چاہئے۔ یہ جو نیا طریقہ شروع کیا گیا ہے اس کو agitate کرنے کا ہمارے پاس کوئی طریق کار نہیں ہے۔ ایسی باتیں ہمیشہ سننے میں آتی رہی ہیں کہ stereotype tapes ہوتی ہیں۔ کچھ لوگ کہا کرتے تھے کہ چودھری پرویزالٰہی کی خاطر سیٹیں تو کیا ہم جان بھی دے دیں گے، کچھ لوگ اب کہتے ہیں کہ ہم شہباز شریف کی خاطر سیٹیں تو کیا جان بھی دے دیں گے۔ یہ کیسٹ ہے جو بار بار چل رہی ہوتی ہے اس پر بھی ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔ میں صرف یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ آپ کی نشست سے، آپ کی کرسی سے، آپ کی ذات سے اور جناب وزیر قانون سے ہمیں یہ توقع ہے کہ جو طے کیا جائے گا اس پر عمل کیا جائے گا۔ دوسری بات یہ کہ اگر عمل نہیں کیا جائے گا تو اپوزیشن کو brute majority کے ساتھ کسی طرح بھی رول کیا جا سکتا ہے لیکن ہمارے پاس ہمیشہ جو traditional طریق کار ہوتا ہے وہی ہے کہ اگر ہمیں سنا نہیں جانا۔ ہمیں جس طرح یہاں توہین کرنے کے لئے بلایا جاتا ہے ہم اس کا بھی برا نہیں مناتے کیونکہ ہمیں اپنے آپ پر confidence ہے ایسے چند الفاظ سے ہمارا کچھ نہیں بگڑتا۔ ہمیں ان کے وزن کا بھی پتا ہے اور اپنا بھی پتا ہے۔ آپ نے ایک دن پہلے فیصلہ کر دیا تھا اور اس کی بازگشت بھی ابھی یہاں پر ہے اور سیدھی سی بات ہے کہ پارلیمانی لیڈر میں ہوں۔ چاروں صوبوں میں پارلیمانی لیڈر کا سپیکر نے آج تک کبھی فیصلہ کیا اور نہ ہی کرنا ہے۔ اپوزیشن لیڈر کا فیصلہ سپیکر نے کرنا ہے اور آپ نے کل فرمادیا تھا کہ سیشن کے بعد جو candidate آئے گا، consent کروائیں گے اور اس کے بعد آپ کے چیمبر میں بات ہو گی۔ یہ بات کل آپ نے کر دی اس کے بعد بار بار بات کرنا ایک مخصوص مقصد ہوتا ہے اس لئے یہ وہ شخصیات، میں وہ الفاظ استعمال نہیں کرنا چاہتا جس طریقے سے ان کے برآمدوں میں کھڑے ہو کر زانوئے تلمیذ طے کئے جاتے ہیں ان کے سامنے سرخ رو ہونے کے لئے پھر ایسا ماحول پیدا کیا جاتا ہے۔ میں نے ایک چیز کی نشاندہی کی ہے اور اس بات کی نوبت نہ آئے کہ مجھے دوسری نشاندہی کرنی پڑے۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ہم نے صرف یہاں پر بجٹ پر بات کرنی ہے اور میں جناب وزیر قانون کو یقین دلاتا ہوں کہ جب بھی انہوں نے reasons اور logic سے بات کی ہے تو ہم نے ان کی بات مانی ہے اور آئندہ بھی ہم نہیں سمجھتے کہ اگر وزیر قانون ٹھیک بات کر رہے ہیں تو اس پر ہم اختلاف کریں لیکن یہ ایک نئی روایت کہ break کرنے کے لئے جو طریق کار نئے ہیں کہ بٹھا کر ان کو آپ کی طرف سے اور حکومتی بنچوں کی طرف سے covering دے کر اور یہ insulting covering attitude کی نہیں ہونی چاہئے۔ جب آپ رولنگ دے چکے ہوں تو اس پر پہرہ دینا آپ کا کام ہے اس

کے علاوہ ہمارے پاس کوئی راستہ نہیں رہ جاتا کہ ہم سوائے اس کے کہ آپ کی عزت کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے آپ کو اور کچھ نہیں کہہ سکتے۔یہاں پر نہیں آ سکتے، اس "D" کو block نہیں کر سکتے۔ آپ کے اوپر کاغذ پھاڑ کر نہیں پھینک سکتے۔ بد تمیزی نہیں کر سکتے، وہ چیزیں نہیں کر سکتے جو کہ یہاں پر کی جاتی رہی ہیں۔ ہم یہ نہیں کر سکتے کہ کسی قسم کی کیسٹ چلا دیں۔ ہم یہی کریں گے کہ ایک اچھے پارلیمنٹیرین کی طرح یہاں سے چلے جائیں تاکہ کسی نے اپنی مدح سرائی کا ماحول پیدا کرانا ہے تو کراتے رہیں لیکن میں توقع رکھوں گا کہ ہمیں سنا جائے اور اگر اس میں کوئی اچھی بات ہے تو اس پر عمل کیا جائے۔ بہت بہت شکریہ

محترمہ شہزادی عمر زادی ٹوانہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ٹوانہ صاحبہ! آپ باہر گئیں تھیں پہلے آپ بات کر لیں پھر میں بات کروں گا۔

محترمہ شہزادی عمر زادی ٹوانہ: شکریہ۔ جناب سپیکر! جو خواتین مخصوص نشستوں پر آئی ہیں وہ اس ہاؤس کی اتنی ہی باعزت ممبر ہیں جتنی کہ ہم ووٹ لے کر آئے ہیں۔ یہ اپنی اپنی پارٹی کی نمائندگی کر رہی ہیں تو میری male members سے بھی گزارش ہو گی کہ براہ مہربانی ان کی عزت کریں اور کوئی ایسا لفظ نہ بولیں جس سے ان کی عزت میں کمی آئے۔ بہت بہت شکریہ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب قائم مقام سپیکر: میں صرف اتنی بات کروں گا کہ جس طرح قائد حزب اختلاف نے فرمایا ہے اللہ کے فضل سے جب میں اس کرسی پر بیٹھتا ہوں تو میں اس کرسی کے تقدس کا خیال رکھ کر بیٹھتا ہوں اور اللہ کے فضل سے آج تک میں نے اپنی impartiality پر کبھی حرف نہیں آنے دیا۔ بات صرف اتنی سی ہے کہ جب ایک چیز کا فیصلہ ہو گیا تھا، جب ہم لوگ بھی اپوزیشن میں بیٹھتے تھے تو اس وقت ہماری پارٹی کو رانا ثناء اللہ صاحب lead کرتے تھے تو ہم لوگ جب ہاؤس میں آتے تھے تو اپنے لیڈر سے پوچھ کر آتے تھے کہ آج کیا ایجنڈا ہے اور ہم نے کیا بات کرنی ہے۔ بات آپ کی ایک معزز ممبر نے شروع کی اور انہوں نے جب ایک سوال پوچھا تو اس کا جواب میں نے لینا ہی تھا۔ اب بات صرف اتنی سی ہے کہ آئندہ سے ہم حکومتی بنچوں اور اس طرف سے بھی اگر یہ بات طے کر لیں کہ جب ہم نے ہاؤس میں آنا ہے تو یہ عوام کا وقت ہے اور عوام کے لئے ہم نے یہاں پر آکر بات کرنی ہے اور میں بالکل شیخ علاؤالدین صاحب کی بات سے اتفاق کرتا ہوں کہ آپ یہ دیکھیں کہ کل بھی میں نے پورے وقت پر ہاؤس شروع کیا تھا اور آج بھی پورے وقت پر شروع کیا ہے۔ صرف اس لئے کہ بجٹ پر زیادہ

سے زیادہ معزز اراکین اپنی بات کر سکیں، اپنا نقطہ نظر بیان کر سکیں اور اس اسمبلی کے floor پر جو وہ بات کریں through press ان کی بات ان کے حلقوں میں عوام کے سامنے جا سکے کہ ان کے منتخب ممبران ہاؤس میں جا کر کیا خیالات رکھتے ہیں۔ میری تمام ممبران سے مؤدبانہ گزارش ہے کہ آج جو حالات پاکستان کے ہیں، پنجاب کے ہیں، ہم نے اپنا مثبت کردار ادا کرنا ہے اور اس کردار کے لئے ہمیں اپنے وہ مسائل جو ہم چیمبر میں بیٹھ کر حل کر سکتے ہیں براہ مہربانی ان کو on the floor of the House زیر بحث نہ لائیں۔ چیمبر میں آئیں انشاء اللہ تعالیٰ ان کا وہی حل نکلے گا جو ایک چیئر کے تقدس کو سامنے رکھ کر نکلنا چاہئے۔ میں شیخ علاؤالدین صاحب سے گزارش کروں گا کہ وہ اپنی تقریر کو جاری رکھیں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! پہلے لغاری صاحب کی بات سن لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، لغاری صاحب!

جناب محسن خان لغاری: جناب سپیکر! جہاں تک اپوزیشن کے رویے کا تعلق ہے یہ جو آج وقت پر بجٹ کا اجلاس شروع ہونا اور ہمارے حکومتی بنچوں کے بھائیوں کا وقت پر آنا میرے خیال میں اس کا سہرا بھی ہمارے سر جاتا ہے کیونکہ کل ان میں سے کوئی بھی نہیں تھا اور آج ان کو ناشتہ پر بلا کر یہاں پر لایا گیا۔ کل بھی ہم نے co-operate کیا۔ آدھے گھنٹے کے بجائے ہم نے ڈیڑھ گھنٹہ انتظار کیا۔ ہم تو آئے ہی اس لئے ہیں کیونکہ ہمیں پتا ہے کہ حکومتی بنچوں والوں نے یہی بات کرنی ہے کہ اس جیسا بجٹ آج تک کبھی نہیں آیا۔ آسمانی صحیفہ آ گیا ہے جس نے آ کر سب مسائل حل کر دینے ہیں۔ اس کی کمیاں اور کوتاہیاں ہم نے ہی سامنے لانی ہیں، عوام کے مفاد کے لئے اس وقت جو role ہوتا ہے وہ اپوزیشن کا role ہی ہوتا ہے کہ اپوزیشن کمیوں اور کوتاہیوں کی نشاندہی کرے۔ ہمارے آنے کا مقصد بھی یہی ہے اور آج بھی ہم لوگ اسی کے لئے ہی آئے ہیں لیکن درمیان میں جس وقت اس قسم کی باتیں ہوتی ہیں اور آپ سے میری مؤدبانہ گزارش یہ ہے جس وقت کوئی بھی اگر میں بھی کوئی غلط بات کر رہا ہوں اور کسی کے لئے میں کوئی insulting لفظ استعمال کر رہا ہوں تو آپ مجھے بھی چپ کرائیں اور میرا مائیک بھی بند کروا دیں۔ اسی طرح جس وقت یہ مسئلہ کھڑا ہوا جب اعجاز شفیع نے ہماری بہن کو خیراتی سیٹوں والا کہا اس سے یہ مسئلہ کھڑا ہوا ایک تو مہربانی کر کے میرے خیال میں ان سے apology بنتی ہے۔ بات یہ ہے کہ اس ایوان میں جو بھی جس طرح بھی آیا ہوا ہے وہ ایک معزز ممبر ہے اور وہ الیکشن جیت کر آیا ہے۔ اعجاز شفیع صاحب کسی پر ذاتی مہربانی نہ کریں لیکن اعجاز شفیع صاحب ہماری پارٹی کے نشان کے اوپر الیکشن لڑ کر آئے ہیں۔ آج ان کا مزاج کسی وجہ سے بدل گیا ہے اور پچھلے سے پچھلے اسمبلی اجلاس کا ریکارڈ اٹھا کر دیکھ

لیں تو حکومت کے بارے میں ان کے خیالات اور آج ان کے خیالات پتا نہیں پچھلے چار مہینے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان پر کوئی وحی نازل ہوئی ہے کہ جس سے ان پر انکشاف ہوا ہے کہ چیزیں بہت بہتر ہو گئی ہیں لیکن کسی کے بارے میں insulting remarks کے بارے میں آپ سے گزارش ہے کہ یہ ان پر apology دلوادیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس پر بہت بات ہو چکی ہے اور انشاللہ تعالیٰ آج سپیکر چیمبر میں بیٹھ کر اجلاس کے بعد discussion کریں گے اور اس کے اوپر Let me go through the transcript پہلے میں وہ دیکھ لوں کہ انہوں نے کہا کیا ہے؟ ٹھیک ہے میں وہ ریکارڈنگ دیکھ اور سن لوں پھر اس کے بعد I have gone through that

خواجہ محمد اسلام: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

خواجہ محمد اسلام: شکریہ۔ جناب سپیکر! فاضل ممبر نے کہا ہے کہ اعجاز شفیع صاحب پر وحی نازل ہوئی ہے تو میں اس کی تصحیح کرنا چاہتا ہوں کہ وحی تو صرف پیغمبروں پر نازل ہوتی ہے۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! انہوں نے خیراتی سیٹوں کا کہا ہے---

جناب قائم مقام سپیکر: اعجاز شفیع صاحب! آپ نے کیا فرمایا ہے؟

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! میں اپنی بات پر stand کر رہا ہوں کہ اس ایوان کے باہر یہ سیٹیں چارٹ پر PML(Q) کو mark ہوئی ہیں---

جناب محمد محسن خان لغاری: ہماری پارٹی پاکستان مسلم لیگ ہے...No a,b, c

جناب قائم مقام سپیکر: No cross talk لغاری صاحب! یہ کیا کر رہے ہیں؟

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! یہ سیٹیں ہمیں allot ہوئی ہیں اور اب ہم PML majority میں ہیں تو جس پارٹی کو یہ سیٹیں allot ہوئی ہیں تو اب اس پارٹی کے اکثریتی ممبران کا اپنا ایک گروپ ہے اور یہ ہمارا حق بنتا ہے کیونکہ یہ جس پارٹی کو سیٹیں allot ہوئی ہیں تو اس کا اکثریتی گروپ ہم لوگ ہیں اور یہ جو ان سیٹوں پر بیٹھے ہیں اس کا minority group ہے لہذا انہیں چاہئے کہ یہ پیچھے جائیں اور ہمیں ہماری سیٹوں پر بیٹھنے دیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے، یہ چیمبر میں فیصلہ ہوگا۔No more talk ابھی آپ کے اپوزیشن لیڈر نے کہا ہے کہ یہ فیصلہ تو میرے پاس ہےLet me decide that یہاں پر ہر ایک کا حق ہے---

جناب شیر علی خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! جو ماحول خراب کرتا ہے اسے آپ کچھ نہیں کہتے اور جو شرافت سے بیٹھا رہے اسے آپ کہتے ہیں۔ یہ میرے پاس بیٹھ کر کہہ رہے ہیں کہ یہ خیراتی سیٹوں پر آئے ہیں تو ہم نے کس سے خیرات مانگی ہے؟ یہ کیسے ہمیں کہتے ہیں کہ خیراتی سیٹوں پر آئے ہیں؟ ہم میں سے کوئی خیراتی سیٹوں پر نہیں آیا۔ یہ غلط بات ہے اورHe should apologize

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اس پر آپ کاpoint of view کیا ہے؟

MR ACTING SPEAKER: Let me decide that in the Chamber

اس کو آج دیکھیں گے۔ لغاری صاحب! آپ نے بھی میرے ساتھagree کیا ہے کہ Let me go through the transcript اگر میراpoint of view پوچھتے ہیں تو یہاں پر اس اسمبلی میں کوئی ایک ممبر بھی خیراتی سیٹ پر نہیں آیا ہوا ہے۔ ہر ایک اپنے میرٹ پر آیا ہوا ہے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

قائد حزب اختلاف (چوہدری ظہیر الدین خان): شکریہ۔ جناب سپیکر! آپ نے بجا ارشاد فرمادیا اور آپ کے کہنے سے ہماری تسلی ہو گئی حالانکہ ہم نے ایک بات روکی ہوئی ہے کہ لائن میں لگ کر دو بئی سے چودھری منیر کی سفارشیں ڈلوا کر ٹکٹ لے کر اور سائیکل کے نشان پر الیکشن جیت کر پھر اُدھر چلے جانا۔ خیراتی بن کر تو وہ گئے ہیں، ہم یہ نہیں کہنا چاہتے تھے۔ خیراتی تو یہ ادھر سے اُدھر گئے ہیں تو اب ان کو اپنے پاس بٹھالیں اور براہ مہربانی ایک بندہ وہاں اپنے پاس لے جائیں جو کہ آپ کا بہتloyal ہے۔ میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے یہ کہہ دیا کہ اس ایوان میں کوئی خیراتی نہیں ہے لیکن آپ انہیں منع کر دیجئے گا کہ یہ اس لفظ کا استعمال نہ کریں۔ شکریہ

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): شکریہ۔ جناب سپیکر! اس ایوان میں جتنے ممبران ہیں وہ ہمارے لئے انتہائی قابل احترام ہیں اور تمام لوگ یہاں پر منتخب ہو کر آئے ہیں جنہیں میں سمجھتا ہوں کہ اپنی پارٹیوں کا اور اپنے حلقہ کے عوام کا اعتماد حاصل ہے اور جو indirect سیٹوں پر آئے ہیں انہیں اپنی پارٹیوں کا اعتماد حاصل ہے۔ اعجاز شفیع صاحب میرے چھوٹے بھائی ہیں تو میں ان سے گزارش کروں گا کہ وہ اس ایوان کے ماحول کو بہتر کرنے کے لئے اس پر وہ معذرت کر لیں اگر انہوں نے ایک لفظ کہا ہے تو اس سے ان کی کوئی بے عزتی نہیں ہو گی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب قائم مقام سپیکر: اب کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں اور No further point of order that I will decide in my Chamber ندیم کامران صاحب اپوزیشن کو منانے کے لئے باہر گئے تھے تو اب میں صرف ان کا موقف سنوں گا اور اس کے بعد شیخ علاؤالدین صاحب اپنی بات مکمل کریں گے۔ جی، ندیم کامران صاحب!

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران): شکریہ۔ جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ آپ نے بڑی مہربانی فرمائی اور ہاؤس کی request پر کمیٹی بنا کر آپ نے ہمیں باہر بھجوایا اور اپوزیشن کے معزز ممبران کے ساتھ ہماری بات ہوئی۔ میں ان کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے ہماری بات سنی اور اپنا نقطہ نظر بھی ہمارے سامنے رکھا۔ اس سلسلے میں ایک ایسی بات تھی جو in House طے ہوئی تھی تو وہ میں نے انہیں clear کیا کہ جو in House آپ کی بات ہوئی تھی تو وہ معاملہ resolve ہو چکا ہے۔ یہ انہیں بتایا گیا۔

خواتین کے بارے میں بات تھی کہ جس بارے میں آپ نے یہاں پر بات کر دی ہے کہ اس کو سنا بھی جائے گا اور دیکھا بھی جائے گا اور اس کے بعد آپ باقاعدہ اپنے دفتر میں بیٹھ کر اس کے بارے میں رولنگ بھی دیں گے اور بات بھی کریں گے۔ اگر اس میں کوئی ایسے الفاظ ہیں جو کہ غلط اور نامناسب ہیں تو اس سلسلے میں جو بھی آپ رولنگ دیں گے اس کے مطابق یہاں پر عملدرآمد ہو گا۔ یہ بھی ان سے بات طے ہو گئی تھی۔ میں سمجھتا ہوں کہ اب اس کے بعد House کا یہ حق ہے کہ معزز ممبران جس مقصد کے لئے یہاں بیٹھے ہیں تو اس کی طرف ہم توجہ دیں۔

آخر میں ایک بات میں ضرور کہوں گا کہ یہاں پر اپوزیشن لیڈر اور معزز اراکین نے بات کی تو میں نے بھی ان سے ایک گزارش کی تھی تو آپ بھی مہربانی کریں کہ جب کوئی ممبر بات کر رہا ہو تو چار پانچ ساتھی اکٹھے کھڑے نہ ہوا کریں بلکہ ایک معزز ممبر کھڑے ہو کر اپنی بات convey کر لیں لیکن جب آپ

آٹھ دس یک دم کھڑے ہو جاتے ہیں تو اس سے شاید آپ کی ایک ایسی بات جو واقعی صحیح ہو وہ بھی ہمارے تک نہیں پہنچتی تو یہ بھی میں ان سے request کرنا چاہتا ہوں کہ ہم اس ماحول میں چلیں کہ جب ایک شخص بات کر رہا ہو تو اس کی بات مکمل ہو تو پھر دوسرے کو اختیار ہو۔

جناب سپیکر! آپ جب بھی یہاں پر بیٹھتے ہیں اور سپیکر صاحب بھی بیٹھتے ہیں تو ہم بھی بیٹھے ہیں کہ آپ مکمل طور پر اپوزیشن کا خیال بھی رکھتے ہیں اور انہیں مکمل ٹائم بھی دیتے ہیں اور یہ نہیں کہ حکومتی بنچوں کو زیادہ اور اپوزیشن بنچوں کو کم، اس لحاظ سے انہیں بھی آپ پر اعتماد کرنا چاہئے اور اسی طرح ہاؤس چلنا چاہئے جو اس کی روایات کے مطابق ہے اور قانون کے مطابق ہے۔ ہم یہاں جس مقصد کے لئے آئے ہیں تو اس کے مطابق ہاؤس چلنا چاہئے۔ میں اپوزیشن ممبران سے یہ request کروں گا کہ ایک بات ختم ہو چکی ہے تو مہربانی کر کے اس بحث کو آگے نہ بڑھائیں اور جس مقصد کے لئے ہم یہاں پر بیٹھے ہیں تو اس کی طرف آگے بڑھیں۔ شکریہ

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب سپیکر! دل تو نہیں کرتا کہ میں اپنی بات کو آگے بڑھاؤں کیونکہ مجھے بھی یہ لگتا ہے اور میرا بھی دل یہی کرتا ہے کہ میں اسی بحث میں پڑا رہوں کیونکہ یہ بڑا اچھا کام ہے۔ ایک گھنٹہ پینتیس منٹ گزر گئے ہیں اور کسی کو پتا نہیں کہ بجٹ میں جو shortfall ہے اس کا کیا کرنا ہے، کیا بات کرنی ہے اور ہم نے کیا مشورہ دینا ہے؟ یہاں پر تو یہی ہو رہا ہے کہ وہ (ن) ہے، وہ (ق) ہے اور یہ وہ ہے۔ اگر اب interruption ہوئی کیونکہ صرف اللہ کی طرف سے مجھ پر یہ ذمہ داری ہے جو میں یہاں پر کھڑا ہوں ورنہ میرا بالکل دل نہیں کرتا کہ میں اپنی گزارشات اب جاری رکھوں۔ بہر حال میں اب پھر شروع کر رہا ہوں۔

محترم وزیر خزانہ نے بڑی اچھی بات کی ہے کہ فیڈرل بورڈ آف ریونیو کی طرح ایک پنجاب بورڈ آف ریونیو بھی بنایا جائے گا لیکن میری گزارش یہ ہے کہ اگر basic source of income جو سیلز ٹیکس ہے وہ اگر پنجاب کو واپس نہ ملا اور source نہ ملا تو ایسے پنجاب بورڈ آف ریونیو کے بنانے کا کیا فائدہ ہوگا؟ میں دوبارہ دہراتا ہوں کہ 26۔ ارب روپے کے source gap کا اس وقت بھی سامنا ہے۔ اگر وفاقی حکومت نے جیسا کہ اس سال کہا ہے کہ ان کی ریکوریاں نہیں ہو رہی ہیں because law and order اور اگر انہوں نے کل کو پنجاب کو کہہ دیا کہ ہم آپ کے divisional pool میں حصے کو کم کر رہے ہیں تو یہ یقیناً کمرشل بنکوں سے قرضہ لیا جائے گا جو موجودہ حالات میں inflation کی وجہ سے 22,23 فیصد سے کم نہیں ہوگا اور وہ alarming situation ہوگی۔ 175۔ ارب روپے کا

ADP بہت اچھا ہے، یہ بہت اچھی بات ہے لیکن ریکارڈ سے میں ثابت کر سکتا ہوں کہ جو ہمارا پچھلا بجٹ ہے اس میں ریکارڈ lapse ہوا ہے۔ بجائے اس کے کہ موقع پر پراجیکٹ کو مکمل کیا جاتا پیسا transfer account میں دکھا کر اس کو کسی حد تک یہ دکھایا گیا ہے کہ ادائیگیاں ہو گئی ہیں لیکن میں یہ ثابت کر سکتا ہوں کہ موقع پر کام نہیں ہوئے اور پچھلے بجٹ کی بھی بہت بڑی تعداد lapse ہو رہی ہے۔ اس کے علاوہ recovery of tax کے اندر 28۔ارب سے اٹھا کر 49۔ارب روپے کر دیا گیا ہے۔ موجودہ حالات میں اگر جناتی کام بھی کئے جائیں گے تو 49۔ارب روپیہ پنجاب حکومت recover نہیں کر سکے گی۔ یہ میری apprehension ہے اور یہ میں ریکارڈ پر لا رہا ہوں۔ اب میں گزارش کرتا ہوں جیسا کہ ہمیں معلوم ہے کہ اس وقت پنجاب کو شدید بجلی کے بحران کا سامنا ہے۔ دس دس، گیارہ گیارہ گھنٹے بجلی جا رہی ہے اور ہمارے دیہاتی علاقوں میں سولہ تا اٹھارہ گھنٹے بجلی جا رہی ہے۔ فوری طور پر ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ ہم solar energy کی طرف توجہ دیتے اور کوئی چھوٹی موٹی ایک ٹاسک فورس ہی بنا دیتے کہ یہ ٹاسک فورس چائینا جائے۔ انہوں نے جو Nation Development and deform Commission بنایا ہوا ہے جس کی بنیاد پر اس وقت گوادر میں roads and streets اسی solar energy سے چلا دی ہیں۔ آپ کو یاد ہو گا کہ آج سے پندرہ بیس سال پہلے ہمارے دیہاتوں میں peter engine ایک بڑا عجوبہ سمجھا جاتا تھا کہ peter engine آگیا ہے اور اس نے پانی نکال دیا ہے۔ اب الحمدللہ ہمارے چھوٹے چھوٹے دیہاتوں میں بھی دس بارہ پندرہ سال کے لڑکے peter engine ٹھیک کر لیتے ہیں اور اب یہ تقریباً ہر گھر میں موجود ہیں ہے۔ میری آپ کے توسط سے جناب وزیر خزانہ سے گزارش ہے کہ فوری طور پر ابھی بھی بجٹ میں ایک solar energy کے لئے کوئی نہ کوئی شق رکھی جائے اور اس پر کام کیا جائے۔ جو حالات چل رہے ہیں اس میں کالا باغ ڈیم تو اب خوابوں میں بھی نظر نہیں آ رہا ہے اس لئے فوری طور پر solar energy پر توجہ دی جائے یہ کوئی اتنا مہنگا issue نہیں ہے۔ اس کے اندر سویڈن نے بھی بہت ترقی کی ہے ہم چائینا سے لے سکتے ہیں اور اس پر ہمیں فوری طور پر کام کرنا چاہئے۔ میں اس معزز ایوان کے سامنے ایک اہم مسئلہ لانا چاہتا ہوں کہ یکم جولائی سے مالی سال شروع ہوتا ہے اور ہر ڈیپارٹمنٹ کا fund allocate ہو جاتا ہے لیکن آپ کو حیرانگی ہو گی کہ کوئی کام نہیں ہوتا یہاں تک کہ فروری مارچ کا مہینہ آ جاتا ہے۔ فروری مارچ میں اچانک purchase کے ٹینڈر آنے شروع ہوتے ہیں اور اس پر short tender بھی آتے ہیں، نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جیسے آج کل آپ لاہور میں دیکھ رہے ہیں کہ ہر سڑک پر پائپ ہیں۔ جہاں پائپ بچھ

رہے ہیں، کھدائی ہو رہی ہے وہاں ساتھ ہی رنگ والا اپنی زیبرا کی لائنیں لگا رہا ہے وہ کیوں لگا رہا ہے ؟اس لئے کہ وہ 30۔ جون سے پہلے پہلے اس کی recovery کرنا چاہتے ہیں جو فنڈ اس میں رکھا گیا ہے۔ میں ثابت کر سکتا ہوں کہ اس سال بھی ایک ایک محکمے میں بے حساب loses ہوئے ہیں۔ جب اس قسم کے ٹینڈر نومبر یا دسمبر میں ہوتے ہیں تو وہ فائلیں محکمہ فنانس میں روک لی جاتی ہیں چاہے وہ پراجیکٹ کی ہوں یا purchase کی ہوں جو وہ مارچ یا اپریل میں واپس جاتی ہے اس طرح ریٹ کہیں سے کہیں جا چکا ہے۔ جب وہ ریٹ کہیں سے کہیں جا چکا ہوتا ہے تو وہ negotiation میٹنگ بلائی جاتی ہے۔ میں یہ ثابت کر سکتا ہوں کہ اس سال بھی کروڑوں روپے کا نقصان ہوا ہے اور میرے پاس figures ہیں۔ ہوتا یہ ہے کہ جب negotiation میں دوبارہ پارٹیاں آتی ہیں چاہے وہ contractors ہوں، چاہے suppliers ہوں وہ کہتے ہیں کہ ان کا ریٹ کہاں چلا گیا، ڈالر کہاں چلا گیا؟ ہم نے چھ ماہ پہلے دیا تھا اور پندرہ دن validity تھی آپ نے ہمیں بلا لیا ہم کیا کریں؟ اب اس کے اندر ہوتا یہ ہے کہ فائلوں میں کوئی نہ کوئی lame excuse لکھی جاتی ہے کہ فلاں صاحب چھٹی پر تھے، فلاں صاحب کو یہ ہو گیا اور فلاں صاحب عمرے پر چلے گئے۔ اس کے بعد اس کو retender کیا جاتا ہے اور losses کئے جاتے ہیں اس لئے میری گزارش یہ ہے کہ آئندہ سے جب financial year شروع ہو یکم جولائی اور اس کے بعد جتنا جتنا allocation ہے ان کو period دیا جائے اور دسمبر سے پہلے پہلے purchase اور project کے tenders جاری کر دیئے جائیں۔

جناب سپیکر! پنجاب حکومت نے گندم ساڑھے نو سو روپے فی من کے حساب سے خرید کر واقعی ایک تاریخی کارنامہ سرانجام دیا لیکن کچھ حقائق ایسے ہیں جو میں ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں۔ الحمدللہ تقریباً 21 ملین ٹن کی فصل ہوئی ہے جس میں سے 6 ملین ٹن پنجاب حکومت نے خریدی ہے۔ 15 ملین ٹن کا straightaway فائدہ ہمارے کاشتکار کو ہوا ہے جو بہت بڑا احسان ہے لیکن میں بتانا یہ چاہتا ہوں کہ آڑھتی وہ کردار ہے جو موقع بے موقع کاشتکار کو قرضے دیتا ہے۔ شادی بیاہ پر، بیماری پر اور ناگہانی واقعات ہو جاتے ہیں اور دیہاتوں میں بنک available نہیں ہیں۔ ریکارڈ پر لانے والی بات یہ ہے کہ تمام تر کوشش کے باوجود بنک 250۔ ارب روپے سے زیادہ قرضے نہیں دے سکتے 250۔ ارب روپے سے زیادہ نہیں دے سکتے۔ 800۔ ارب روپے کا پورا circle ہے، ساڑھے 500۔ ارب روپے آڑھتیوں سے لیا جاتا ہے اور آڑھتیوں کو اس ریٹ پر بھی مال خریدنے کی اجازت نہیں دی گئی جو گورنمنٹ نے allow کیا تھا۔ اس لئے میری گزارش یہ ہے کہ حکومت ہندوستان آج بھی گندم آڑھتیوں

کے throughایک معقول مناسب کمیشن لگاکر خریدتی ہے۔حکومت ضرور کسانوں سے direct گندم خریدے لیکن آڑھتیوں کو بھی اگر دس،پندرہ، بیس،پچیس روپے فی من دے دیا جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔وہ on the spot payment کرتے ہیں،کھیتوں سے اٹھاتے ہیں اس لئے ضروری ہے کہ جو پندرہ ملین ٹن رہ گیا ہے اس پر لوٹ کھسوٹ ہو رہی ہے کیونکہ اب گورنمنٹ نے خریداری بند کر دی ہے اب کسان آڑھتیوں کے رحم وکرم پر ہیں۔اگر آڑھتیوں کو بھی ساتھ ہی کہا جاتا کہ تم بھی اسی ریٹ پر خرید سکتے ہو تو اس سے کسان کا بھی بھلا ہوتا اور آڑھتیوں کو بھی ایک رزق حلال ملتا۔

جناب سپیکر!ایک تلخ حقیقت یہ ہے کہ اس وقت پنجاب میں جنگلات صرف تین فیصد رہ گئے ہیں جو کم از کم پچیس فیصد ہونے چاہئیں۔ٹمبر مافیا نے جنگلات کا بیڑہ غرق کر دیا۔خود میرے حلقے میں چھانگا مانگا کا جنگل ہے جس کو میں بچپن سے دیکھتا آرہا ہوں۔جب میں بچپن میں اپنے باپ کے ساتھ وہاں جاتا تھا تو دن کے وقت بھی وہاں اندھیرا ہوتا تھا۔وہاں اتنے اچھے درخت ہوتے تھے کیونکہ وہ ہم نے British government سے takeover کئے تھے۔یہ میں 1960 کی بات کر رہا ہوں۔آج میں جب وہاں سے گزرتا ہوں تو وہاں ایک چٹیل میدان ہے بلکہ کئی جگہ تو مجھے ایسے لگتا ہے کہ میں ایک صحرا سے گزر رہا ہوں۔اس کی وجہ یہ ہے کہ ہر سال محکمہ جنگلات یہ کہتا ہے کہ اتنے کروڑ پودے لگا دیئے،اتنے کروڑ یہ کر دیا اور وہ کر دیا،وہ کہاں لگ رہے ہیں؟یہ آپ بھی جانتے ہیں کہ جنگلات کا صفایا ہو چکا ہے۔میں آج آپ کو عجیب بات بتاتا ہوں کہ محکمہ جنگلات میں daily wages پر کام کے لئے لوگوں کو رکھا جاتا ہے،حکومت ان کو کروڑوں روپیہ wages میں pay کرتی ہے۔ہوتا یہ ہے کہ ان کے ساتھ گارڈ ملے ہوتے ہیں اور انہیں ان کی تنخواہیں نہیں دیتے،ان کو کہتے ہیں کہ تم ہر روز چھ سات من یہاں سے لکڑی لے جاؤ اور یہ میں دعوے سے کہتا ہوں۔خدا جانتا ہے کہ بہترین قسم کی چھوٹی چھوٹی ٹاہلیاں دو،اڑھائی سال کی کاٹ کر piece بنا کر سائیکل پر لے جاتے ہیں اور یہ ساری تنخواہیں جنگلات کا عملہ خود کھاتا ہے اور اسی وجہ سے جنگلات نہیں بڑھ رہے اور پنجاب میں جنگلات کی تباہی ہو گئی ہے اور یہاں جنگلات کا کوئی حال نہیں ہے۔forest میں دیا جانے والا سارا پیسا تباہ ہو رہا ہے۔میں اس کو ثابت کر سکتا ہوں کہ جنگلات پاکستان کا،ہمارا،ہماری آنے والی نسلوں کا ہمارے پاس بہت بڑا اثاثہ ہے۔اس کے اوپر توجہ دی جائے اور جنگلات کے لئے اس ہاؤس کی ایک کمیٹی بنائی جائے جو بغیر اطلاع کے جنگلات کو جا کر check کرے اور میں یہ ثابت کر سکتا ہوں کہ جنگلات میں daily چوری ہو رہی ہے۔ہم عجیب قوم

ہیں کہ چھانگا مانگا جنگل کی 1885 کی جو پرانی ریلوے لائن تھی وہ بھی بیچ کر کھا گئے اور اس کا پرچہ ہوا اور آج تک یہ recover نہیں ہو سکی کہ وہ اندر کی ریلوے لائن کون لے گیا جس پر چھوٹی ٹرین چلتی تھی۔ یہ حالات ہیں grounds پر لیکن اگر آپ ٹی وی پر دیکھیں تو بڑی خوبصورت documentary دکھائی جاتی ہے۔ پتا نہیں کون سے ملک کی دکھائی جاتی ہے، درخت ہی درخت نظر آتے ہیں اس میں بچے ضرور پاکستانی ہوتے ہیں۔ میں یقین سے کہتا ہوں کہ وہ documentary اب ہماری نہیں ہے اسے کہیں نتھیا گلی کے کسی علاقے سے لا کر پنجاب سے جوڑ دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر! یہ گھنٹی کل تو نہیں بج رہی تھی، شاید اب خراب تھی میری وجہ سے بج رہی ہے۔ درمیان میں جو جھگڑا ہوتا رہا ہے وہ بھی تو نکلوائیں۔ Solid Waste کے لئے نہ صرف بجٹ میں پیسا رکھا گیا بلکہ Solid Waste Department کے لئے foreign exchange میں بھی قرضہ مانگا جا رہا ہے۔ آپ سے زیادہ کون جانتا ہو گا کہ جب صبح ہم اُٹھتے ہیں اور نماز فجر کے بعد باہر نکلتے ہیں تو تمام طرف لاہور میں سوائے دو تین جگہوں کے، کینٹ کا کچھ ایریا، جی او آر۔I کا کچھ ایریا، جی او آر۔II کا ایریا، تمام لاہور میں مٹی کے تیل اور ماچس کے ساتھ کوڑے کو آگ لگائی جاتی ہے اور ہر اس جگہ پر بھی لگائی جاتی ہے جہاں لکھا ہوتا ہے کہ 'کوڑا جلانا جرم ہے' تو Solid Waste پر جو کروڑوں روپیہ ڈیزل کا اور اس کا دیا جا رہا ہے انہوں نے ڈالروں میں اتنا پیسا مانگا ہے اور اب قرضہ بھی لیا جائے گا یہ کہاں جائے گا؟ میں سمجھتا ہوں کہ اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ ورلڈ بنک سے یہ قرضہ لیا جائے گا اور یقیناً یہ تین سال بعد payable ہو گا تو وہ کیسے payable ہو گا؟ پہلے بھی ورلڈ بنک اور جاپان سے قرضہ لے کر ہم نے Solid Waste چلایا اس کی کوئی کارکردگی مجھے تو نظر نہیں آتی۔ جہاں میرا گھر ہے گلبرگ۔II میں، وہاں پر بھی تمام کا تمام کوڑا جلایا جاتا ہے تو میں نہیں سمجھتا کہ Solid Waste کا محکمہ جو ہے کوئی کارکردگی کر رہا ہے۔ ہمیں بجٹ کے document کے ساتھ reduction in expenses کا letter دیا گیا تھا تمام معزز ممبران نے وہ دیکھا ہے اس میں یہ کہا گیا ہے کہ گاڑیاں نہیں خریدی جائیں گی، بڑی اچھی بات ہے، نہ خریدی جائیں لیکن میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آخر ان حالات میں بھی آٹھ آٹھ، دس دس کنال کے گھروں کا کیا جواز ہے؟ ایک کنال بیس گریڈ تک اور بیس سے اوپر دو کنال کے گھر بنائے جائیں۔ آٹھ کنال کا گھر جو ہے اس کو maintain کرنا کتنا مشکل ہے، یہ آپ بھی جانتے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

اس کو صرف maintain ہی کرنا جبکہ اس کا مالی ہی نہیں مان۔ آٹھ کنال کے گھر کی مالیوں کی اپنی یونین بنی ہوتی ہے۔ میرا چار کنال کا گھر ہے، وہ مالی روز ہی جب میں اخبار پڑھتا ہوں تو وہ میرے

دوالے کوئی نہ کوئی چیز لے کر ہوتا ہے، مجھے پتا ہے تو یہ کیسے ممکن ہے؟ آخر reduction کی جا رہی ہے اور چیزوں میں کی جا رہی ہے تو یہ اتنے اتنے بڑے گھروں میں کیوں نہیں کی جا رہی ہے؟ میں آج اس ایوان کو ایک عجیب بات بتاتا ہوں ابھی بھی دس کروڑ روپیہ اس بجٹ میں صرف جی او آرز کے لئے رکھا گیا ہے تو کا ہے کی reduction in expenses کہ دس کروڑ روپیہ صرف جی او آرز کے لئے اور ایک اور بات سُنیے کہ پچھلے چھ مہینے کے اندر جو foot path جی او آر-I میں بنائے گئے تھے وہ فٹ foot paths رات دو دن پہلے توڑ دیئے گئے ہیں۔ دو کروڑ روپیہ اس پر لگا تھا اور وہ green belts بنا دیئے گئے، ان پر کس نے چلنا ہے؟ آپ مجھے بتائیں کہ جی او آر-I میں یہ جو فٹ پاتھ راتوں رات توڑے گئے ہیں اور پی ایچ اے کی پوری ٹیم لگا کر green belts بنا دی گئی ہیں۔ آپ کے اور میرے گھر کے سامنے اس طرح within 24 hours یا within 8 hours It is not possible, why?

محترمہ طیبہ ضمیر: جناب سپیکر! ٹائم ہو گیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، وہ چار منٹ جوان کے لئے گئے تھے وہ چار منٹ ان کے بڑھا دیئے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں آپ کی ایک توجہ چاہتا ہوں کہ non elected لوگوں کو ٹاسک فورس کے تحت ڈیڑھ ڈیڑھ لاکھ روپے مہینہ پر رکھا جا رہا ہے۔ اس ایوان میں اتنے اتنے قابل لوگ بیٹھے ہیں، اتنے اتنے اچھے ذہین لوگ بیٹھے ہیں۔

وعدے کر کے آئے ہیں، لوگوں کو جانتے ہیں، ground realities کو جانتے ہیں کہ لوگ کس مصیبت میں رہ رہے ہیں، وہ ٹاسک فورس والوں کو لائے ہیں جو ویسے ہی بائیس گریڈ سے ریٹائر ہوئے ہیں، ساری عمر انہوں نے جیسے حکومت کی ہے وہ مجھے اور آپ کو بھی پتا ہے، اب وہ ٹاسک فورس میں آ گئے ہیں۔ یہاں سے لوگوں کو لیا جائے، یہ لوگ ووٹ لے کر آئے ہیں اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں۔ میں اپنے ان تمام ارکان کی طرف سے گارنٹی دیتا ہوں کہ یہ ایک پیسا extra نہیں لیں گے۔ یہ ڈیڑھ ڈیڑھ لاکھ روپیہ جواُن کو without privilege مہینے کا دیا جا رہا ہے اور گاڑیاں یہ زیاں ہے۔ آپ یہاں سے لوگ لیں۔

جناب سپیکر! میں نے دو تین ڈیپارٹمنٹس کے بارے میں صرف دو تین باتیں کرنی ہیں۔ ایک سی اینڈ ڈبلیو، ایک ہیلتھ اور ایک اریگیشن۔ میں یہ چاہتا ہوں اور اللہ کبھی مجھے موقع دے، اس کے ہاں کوئی کمی نہیں ہے اور میں اس معزز ایوان کے سامنے دعوے سے یہ بات کر رہا ہوں کہ آج بھی اگر

ایک کمیٹی بنادی جائے اور ان کے تمام ٹینڈرز کی negotiation meeting میں یہاں کے لوگوں کو بٹھایا جائے تو 15 فیصد کی straightway بچت ہو سکتی ہے جو over and above کھایا جاتا ہے، کھایا تو بہت جاتا ہے لیکن 15 فیصد کی straightway بچت ہو سکتی ہے۔ میری گزارش یہ ہے کہ یہاں کے لوگوں کو ہر negotiation meeting میں شامل کیا جائے، چاہے 10 لاکھ کا کنٹریکٹ ہو یا 10 کروڑ کا ہو میں ثابت کر سکتا ہوں۔ میرے پاس proof ہے، میں نے اپنے علاقے کے ای ڈی او (ورکس) کو کہا کہ میرے علاقے کے جو سکول ہیں ان پر مجھے دس فیصد بچت چاہئے، اس کو بڑی تکلیف ہوئی۔ وہ بہت اُچھلا، کہنے لگا یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ میں نے کہا کہ میں ٹینڈر کا کام جانتا ہوں، یہ ایسے ہو سکتا ہے۔ آپ یقین کریں کہ اس نے کیا کیا؟ کیونکہ میں نے ٹی ایم او کے تحت ہمیشہ بچت کی ہے پچھلے tenure میں بھی اور اب بھی تو اس نے کیا کام دکھایا، اس نے پندرہ کے پندرہ کنٹریکٹروں سے مل کر ٹینڈر نہیں ہونے دیئے اور مجھے اطلاع دی کہ ان کو پتا لگ گیا ہے کہ یہ شیخ صاحب کے ٹینڈر ہیں اس میں کوئی نہ آئے۔ میں نے کہا کہ شیخ صاحب جن ہیں؟ شیخ صاحب نے آپ کو کیا کہنا ہے؟ میں نے کہا کہ میں آپ کو دیکھ لوں گا۔ اب اس نے پھر ٹینڈر لگایا ہے اور مجھے پتا ہے کہ وہ پھر scrap کرے گا اور جب وہ scrap کرے گا تو اس وقت حکومت پنجاب کو چاہئے کہ ایسے ای ڈی او کو ٹانگ دے، اس کو dismiss ہونا چاہئے کیونکہ اس نے یہ فون کروایا ہے اور میں آپ کو بتا دوں کہ جتنے projects میں گڑ بڑ ہوتی ہے وہ ان ورکس والوں اور ایکسیئن وغیرہ کی ہوتی ہے۔

جناب سپیکر! irrigation کی بھل صفائی میں جو کروڑوں روپیہ کھایا جاتا ہے وہ سب ان کی وجہ سے کھایا جاتا ہے۔ جب پانی آ جاتا ہے تو اس کے بعد یہ کہتے ہیں کہ جی بند، قطعاً کچھ نہیں کرتے، ٹریکٹر بھی بیچارے زمینداروں سے لیتے ہیں تو میں یہ چاہتا ہوں کہ اس ایوان کے یہاں جو کمیٹیاں بنی ہوئی ہیں، اللہ جانے وہ کمیٹیاں کیا کرتی ہیں، کبھی کبھی مجھے تو گھر letter آ جاتا ہے کہ فلاں کمیٹی کا آج اجلاس ہے، ویسے کبھی ایک فون بھی آتا ہے لیکن اگر اس طرح کی کوئی کمیٹی بنائی جائے جس سے یہ لوگ جا کر اس کی صرف negotiation meeting میں بیٹھ جائیں اور دیکھیں کہ یہ negotiation ہوتی کیسے ہے تو میں کہتا ہوں کہ 15 percent of the state recovery ہو گی۔

جناب سپیکر! سرکاری ہسپتالوں میں پیسا دیا گیا ہے۔ میں اب مختصر کرنا چاہ رہا ہوں، اس کے اندر جو پروفیسر حضرات ہیں ان کے کردار کو مدنظر رکھا جائے، جن دوائیوں کی کمپنیوں سے وہ ملے ہوئے ہیں ان کو دیکھا جائے۔

جناب والا! آپ ایک عجیب بات سُنیں گے کہ ابھی U.N.O نے، کسی عام ادارے نے نہیں U.N.O نے یہ کہہ دیا ہے، میرے پاس detail report ہے کہ پاکستان میں بننے والی جتنی ٹی بی کی ادویات ہیں وہ سب substandard ہیں اور ان کی purchases بند کر دی جائیں۔ اب بتائیے کہ جو ٹی بی کے مریض بیچارے ہیں ان کا کیا حال ہو گا؟ لیکن پروفیسر حضرات میں زیادہ تر لوگ، میں اور آپ، مجھے دو دو، تین تین سال ہو جاتے ہیں، مجھے free offers ہوتی ہیں میں جس کام میں ہوں، مجھے free offers ہوتی ہیں، میں پاکستان سے باہر نہیں جا سکتا، خدا جانتا ہے۔ یہ ہر مہینے کیسے چلے جاتے ہیں؟ عجیب سی بات ہے میں بتانا نہیں چاہتا کہ کس کس کو لے جاتے ہیں تو یہ پیسا کہاں سے آتا ہے؟ ان کو کون پیسا دیتا ہے اور ان کے گھر، مطلب یہ کہ میں ثابت کر سکتا ہوں کہ ڈیفنس میں گھر، گلبرگ میں گھر، کینٹ میں گھر کیسے، یہ کیسے؟ تو یہ check ہونا چاہئے اور پھر جب ٹی وی پر آتے ہیں تو ان سے بڑا مسیحا کوئی نہیں ہوتا۔ الحمد للہ سے بات شروع ہوتی ہے تو میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ خدا کے لئے ان پروفیسروں سے ہمیں نجات دلائیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! چونتیس ہزار ایجوکیٹرز حکومت بھرتی کر رہی ہے بڑی اچھی بات ہے۔ کہا یہ گیا ہے کہ یہ سارے کے سارے میرٹ پر ہیں۔ میں افسوس سے کہنا چاہتا ہوں کہ یہ سارے کے سارے میرٹ پر نہیں ہیں۔ ایم پی ایز کو discourage کر کے بیوروکریٹس کے ہاتھ میں دینے سے حالات اچھے نہیں ہوں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

میں یہ بات واضح کرنا چاہتا ہوں کہ یہاں بڑے بڑے اچھے lawyers بیٹھے ہیں، ایک لفظ اور آپ خود ماشاء اللہ ایک renowned lawyer ہیں، ایک لفظ derived ہے جو انکم ٹیکس ایکٹ کا لفظ ہے۔ ہم سے derive کی جا رہی ہیں powers گورنمنٹ کو اور ہمیں دیا کچھ نہیں جا رہا اور ہم سے derive power کر کے کس کو دیا جا رہا ہے؟ جو پیسوں سے کام کر رہا ہے تو یہ اچھی بات نہیں ہے۔ ہم پر اعتماد کیا جائے۔ ہم کوئی غلط لوگ تو بھرتی نہیں کریں گے۔ ایک سپاہی بھرتی کرنے کے لئے، ہم کہتے ہیں کہ آپ میرٹ پر رکھ لیں لیکن ہم جن سے کوئی وعدے کر کے آئے ہیں، یقین کریں کہ وہ اب ہمیں جن نظروں سے دیکھتے ہیں ہم کسی کو رکھ ہی نہیں سکتے۔ میں نے تو اپنے حلقے میں جب میں ایسی جگہوں پر جاتا ہوں جہاں کوئی اس قسم کے وعدے کئے ہوئے ہیں تو میں وہاں بلیک نیٹ لگا لیتا ہوں، یقین کریں کہ میں بلیک نیٹ لگا لیتا ہوں تاکہ مجھے یہ نہ دیکھیں کیونکہ مجھے تو بڑی شرم آتی ہے۔ ہم ایک استاد نہیں رکھ سکتے۔ یہ بڑی عجیب بات ہے۔

جناب سپیکر! بڑی اچھی بات ہے کہ حکومت ٹریکٹروں کے لئے پیسا دے رہی ہے لیکن میری گزارش صرف اس میں یہ ہے کہ یہ جو پیسا دیا جائے گا کیا یہ گارنٹی ہے کہ یہ ٹریکٹر کھیتوں میں ہی چلیں گے؟ میرا دعویٰ ہے کہ یہ ٹریکٹر ابھی بھی اینٹیں ڈھوئیں گے اور یہ جو ٹریکٹر ٹرالیوں سے اینٹیں ڈھوئی جا رہی ہیں انہوں نے سڑکوں اور accidents کی بھی تباہی مچا دی ہے۔ Rate of accidents نکال لیں، سب سے زیادہ rate of accidents جو ہیں ان ٹریکٹر اور ٹرالیوں کی وجہ سے ہیں اور یہ دنیا میں کہیں کسی civilized ملک میں نہیں ہے، Mediam ligh weight ٹریکٹر چلائے جاتے ہیں جو تقریباً اسی رینج میں بن جاتے ہیں لیکن ان ٹریکٹر ٹرالیوں نے جو تباہی مچائی ہے، ان کو ٹریکٹر ضرور دیں بڑی اچھی بات ہے، ہمارے کسان کو زیادہ سے زیادہ subsidy ملنی چاہئے لیکن کوئی ایسا طریقہ بنایا جائے کہ یہ ٹریکٹر ٹرالیاں بلڈنگ میٹیریل میں استعمال نہ ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب! ایک منٹ میں wind up کریں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں دو منٹ لوں گا بس۔ شکریہ۔ طالبعلموں کے لئے جو کتابوں کی تجویز دی گئی ہے کہ مفت کتابیں دی جائیں گی لیکن میں اس ایوان کو ایک حیران کن بات بتانا چاہتا ہوں، میں یہ ثابت کرنا چاہتا ہوں اور کر سکتا ہوں کہ پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ نے پچپن روپے کلو والا نیوز پرنٹ 82 روپے کلو میں خریدا اور 82 روپے کلو میں خرید کر صرف دو پارٹیوں کو کہا کہ ان سے خریدو اور پبلشر کو کہا کہ ان سے خریدو جس کی وجہ سے پچھلے سال یعنی 2008 اسی حکومت کے دور سے اب کتابوں کے ریٹ 66 فیصد بڑھ گئے ہیں تو وہ پیسا کون دے گا؟ یہی طالبعلموں کے ماں باپ دیں گے۔ اس بات کی انکوائری ہونی چاہئے۔ میری حکومت سے گزارش ہے کہ یہ 55 روپے کلو والا نیوز پرنٹ جو ہے یہ 82 روپے کلو میں انہوں نے insist کر کے کیوں دیا؟ چیئرمین پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ کو یہاں بلایا جائے۔ اس کے لئے علیحدہ کمیٹی بنائی جائے اور ان سے پوچھا جائے کہ یہ کس طریقے سے پرچیز ہوئی اور اس کا open tender کیوں نہیں ہوا، اس کی open bid کیوں نہیں ہوئی؟

جناب سپیکر! یہ بہت اچھا فیصلہ ہے کہ سرکاری اراضی کو فروخت کر کے 13- ارب روپیہ لیا جائے گا لیکن میری اس میں صرف گزارش یہ ہے کہ یہ جہاں سے بھی اراضی فروخت کی جائے یہ اس علاقے کے unemployed youth کو دی جائے، چاہے ان سے پیسے نہ لئے جائیں، کم لئے جائیں، ان کو لیز کر دی جائے لیکن اس کے اندر investors کو نہ لایا جائے۔ اگر آپ نے یہ اراضی investors کو دے کر پیسا لے لیا تو ان لوگوں کا کوئی حال نہیں ہو گا اور پھر محرومیاں create ہوں گی۔ میں اب اس

کو تیزی سے ختم کر رہا ہوں کیونکہ گزارشات کچھ ایسی ہیں اور ٹائم کافی ضائع ہو گیا ہے۔ایک عجیب بات ہے۔کل میرے بھائی سید احمد محمود صاحب نے بڑی اچھی باتیں کہیں۔ان کو حق حاصل ہے کہ وہ اپنے حلقے کی باتیں کریں۔ساؤتھ پنجاب کے سارے میرے بھائی اللہ کرے تاعمر وہ یہاں پر اپنے حلقے کی باتیں کریں لیکن ایک اتنا سینئر پارلیمنٹیرین اور ایک اتنے عظیم باپ کا بیٹا،اس نے پنجاب حکومت پر ایک عجیب الزام لگایا،وہ الزام یہ تھا کہ 70۔ارب روپیہ صرف فوڈ سپورٹ سکیم پر دیا گیا،یہ figures کی ہی غلطی تھی جس کی وجہ سے پاکستان ٹوٹا تھا،میں چھوٹی سی بات کروں گا کہ شیخ مجیب الرحمٰن نے سائیکل پر پاکستان کے لئے ووٹ مانگا تھا اور اسی مجیب الرحمٰن نے،آپ جانتے ہیں کہ جب اس نے figures میں گڑ بڑ کر کے یہ کہا تھا کہ سنہار بنگال کہ میرا سونا جو ہے وہ تم نے اس اسلام آباد میں لگایا ہے وہ یہی حالات تھے،وہ اتنا بڑا پارلیمنٹیرین ہے،کل انہوں نے بار بار یہ کہا کہ ان کے کوئی ulterior motive نہیں ہیں،نہیں ہوں گے لیکن میں ایک بات افسوس سے کہنا چاہتا ہوں کہ جس دن بجٹ میرے بھائی نے پیش کیا،میں یہاں بیٹھا ہوا تھا،ساؤتھ پنجاب کے کچھ لوگ یہاں بیٹھے ہوئے تھے،جب ساؤتھ کے لئے allocation کی بات،throughout وہ کہتے رہے کہ لاہور کے لئے،لاہور کے لئے،لاہور کے لئے،جب ساؤتھ کے لئے وزیر خزانہ نے بات بتانی شروع کی کہ اتنے ارب،اتنے ارب،اتنے ارب تو وہ اس وقت بھی کہتے رہے کہ لاہور کے لئے،لاہور کے لئے،لاہور کے لئے،خدا کی قسم ساؤتھ کے حالات اور سنٹرل پنجاب کے حالات میں کوئی فرق نہیں ہے۔آپ سے زیادہ کون جانتا ہے،ہم دونوں لاہور سے ہیں،لاہور کے اندر کئی علاقے ایسے ہیں میں ثابت کر سکتا ہوں کہ جن کے حالات ساؤتھ پنجاب سے زیادہ بُرے ہیں۔میرا حلقہ چالیس منٹ کی drive پر ہے،میں دعویٰ کرتا ہوں کہ سید احمد محمود میرے ساتھ چلیں اگر ان کے حالات میرے حلقے سے زیادہ بہتر نہ ہوئے تو میں resign کر دوں گا لیکن بلاوجہ سنٹرل پنجاب کو بُرا بھلا کہنا،ہم پتا نہیں کہ کس طریقے سے اپنے آپ کو چلا رہے ہیں یا تو یہ ہے کہ ہم کوئی بہت زیادہ ماڈرن علاقے میں رہتے اور خرمستیاں کرتے ہیں،یہ بڑی زیادتی ہے،70۔ارب روپیہ انہوں نے دکھایا ہے جبکہ پنجاب حکومت نے جو روپیہ دیا ہے وہ صرف 14۔ارب روپے ہے تو ایسی باتیں نہیں ہونی چاہئیں اور ایک ایسی شخصیت کی طرف سے نہیں ہونی چاہئیں جو کہ ویسے ہی ایک land mark شخصیت ہے تو یہ میں ثابت کرنا چاہتا ہوں کہ یہ سکیم بہت اچھی ہے لیکن فوڈ سپورٹ سکیم کو جس طرح سے بھی ہو اس کو post office سے نکال دیا جائے۔post office میں بہت بڑا فراڈ ہوا ہے،اس کو صرف بنکوں کے ذریعے دیا جائے۔میں اس کی سکیم دے سکتا ہوں کہ صرف بنکوں کے ذریعے ان کو payment کی

جائے اور جہاں بنک نیچے نہیں جا سکتے وہاں بنکوں سے کہا جائے کہ وہ تحصیل level پر نیچے جا کر، موبائل پر جا کر payments کریں۔(قطع کلامیاں)

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں معذرت چاہتا ہوں کہ میں نے ان کی تقریر کے دوران interfere کیا ہے۔ پریس والے چلے گئے ہیں، ان کے بارے میں ذرا پتا کرنا چاہئے۔ وہ اشارہ یہی کر رہے تھے کہ شاید بائیکاٹ کا معاملہ ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اس بارے میں ذرا پتا کر لیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میرا خیال ہے کہ پھر آپ اور ساتھ خلیل طاہر سندھو صاحب، مرتضیٰ صاحب چلے جائیں اور پتا کریں کہ وہ باہر کیوں چلے گئے ہیں؟

شیخ علاؤالدین: جناب! کس وجہ سے چلے گئے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جا کر پتا کریں کہ کیوں گئے ہیں؟(قطع کلامیاں)

شیخ علاؤالدین: نہیں۔ کس وجہ سے چلے گئے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: پتا نہیں، مجھے نہیں معلوم، وہ جا کر پتا کرتے ہیں۔(قطع کلامیاں)

ہاؤس کے اندر بیٹھ کر آپ کوئی اشارہ concentrate نہ کریں۔ شیخ صاحب! اب آپ کے پاس ایک منٹ ہے کیونکہ اب آپ کے چودہ منٹ ہو گئے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! مجھے صرف دو منٹ دے دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: وہ پہلے بھی آپ نے دو منٹ کہے تھے۔ پلیز!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ جو جرنلسٹ چلے گئے ہیں ان کا انتظار کروں یا اپنی بات جاری رکھوں؟

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں۔ آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

شیخ علاؤالدین: سرکاری ملازمین کو ریٹائرمنٹ پر مکان دینا اچھی بات ہے لیکن اس کے اندر یہ ثابت کرنا ضروری ہے کہ سولہ گریڈ سے نیچے والوں کا حصہ کتنا ہو گا جو میرے خیال میں 75 فیصد ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر! میں نے پچھلے سال بھی بیوٹی پارلر پر ٹیکس لگانے کی گزارش کی تھی۔ آج بھی اس general recession کے دور میں۔۔۔(قطع کلامیاں)

MR. ACTING SPEAKER: Order in the House.

جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں نے پچھلے سال بھی گزارش کی تھی کہ بیوٹی پارلر پر ٹیکس لگنا چاہئے لیکن آج بھی اس general recession کے دور میں جبکہ ہر مارکیٹ میں مندا ہے، آپ جانتے ہیں کہ بیوٹی پارلروں پر کوئی مندا نہیں ہے۔ یہ پچاس ہزار روپے سے لے کر ڈیڑھ لاکھ روپے تک دلہن بنانے کا لے رہے ہیں تو ان پر ٹیکس اس دفعہ بھی کیوں نہیں لگایا گیا؟ اس لئے ان پر ٹیکس لگنا ضروری ہے۔

جناب والا! میں آخر میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میں نے آج سے تین، ساڑھے تین سال پہلے گاڑیوں کی رجسٹریشن کے بارے میں ایک جامع پالیسی دی تھی جو اس وقت کے سیکرٹری ایکسائز سے بھی میری بڑی تفصیلی بحث ہوئی تھی۔ آج بار بار اخبارات میں یہ کہا جاتا ہے کہ رجسٹریشن پر انتشار ہے، لوگ پریشان ہیں۔ پوری دنیا میں طریق کار یہ ہے کہ جب گاڑی deliver ہوتی ہے تو اس سے پہلے گاڑی رجسٹرڈ ہوتی ہے اور بغیر رجسٹرڈ کے گاڑی deliver نہیں ہوتی تو میری آپ سے گزارش ہے کہ میرے پاس اس کا پورا پلان بنا ہوا ہے، فوری طور پر اس کا ایک ایسا طریقہ بنایا جائے کہ بغیر رجسٹریشن گاڑی کمپنی سے deliver نہ ہو اور یہی ایک کرپشن کی جڑ ہے کہ جب گاڑی بغیر رجسٹریشن کے سڑک پر جاتی ہے تو اس کے بعد ہزاروں کی تعداد میں لوگ وہاں پہنچتے ہیں اور لوگ پریشان ہوتے ہیں تو اس قسم کے جو معاملات ہیں، جو بہت آسانی سے حل ہو سکتے ہیں ان کو فوری طور پر حل کرنا ضروری ہے۔

جناب سپیکر! اس کے ساتھ ہی میں آپ سے یہ چاہوں گا کہ یہ جو جنرل سیلز ٹیکس پر میں نے گزارش کی ہے میرے بھائی وزیر خزانہ اس کا ضرور جواب دیں گے جب وہ اپنی تقریر کریں گے۔ بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ اب تھوڑا سا میں ممبران سے پھر گزارش کروں گا کہ interruption چلیں رہی، سارے کچھ معاملات کی وجہ سے تو یہ شیخ صاحب کے پندرہ منٹ ہوئے ہیں۔ اس کے اندر دس منٹ کو ہم voluntarily follow کریں۔ اب میں ڈاکٹر محمد اختر ملک صاحب سے گزارش کروں گا کہ وہ اپنی بات کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (ڈاکٹر محمد اختر ملک): بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! میں سب سے پہلے میاں محمد شہباز شریف، وزیر خزانہ جناب تنویر اشرف کائرہ اور پوری کابینہ کو مبارکباد دینا چاہوں گا۔ موجودہ حالات میں جب پورا ملک اضطراب کی کیفیت میں ہے، دو صوبوں میں جنگی حالات ہیں بلکہ میں تو سمجھتا ہوں کہ ہمارا پورا ملک جنگ کی حالت میں ہے۔ ان حالات میں اس طرح کا

متوازن بجٹ پیش کر کے انہوں نے ایک کارنامہ سرانجام دیا ہے۔لہذا میں اس پر میاں صاحب اوران کی پوری کابینہ کو مبارکباد دینا چاہتا ہوں۔(نعرہ ہائے تحسین)
میں تاریخ کی تھوڑی سی ورق گردانی ضرور کرنا چاہوں گا کہ قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو نے پہلی دفعہ 1975 میں surplus بجٹ پیش کیا اور اس کا اثر پورے صوبوں پر پڑا تھا۔ پھر ڈکٹیٹر کے آنے سے جو ملکی حالات ہوئے۔

جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ چاہوں گا۔ میں عرض کر رہا تھا کہ ڈکٹیٹر کے آنے سے ملک غیر ملکی قرضوں کے نیچے دبتا چلا گیا اور جمہوریت کو لگاتار نقصان پہنچتا رہا۔میں سمجھتا ہوں کہ ہماری وہ بدقسمتی ضیاء دور سے شروع ہوئی اوراس ڈکٹیٹر نے ہمارے ملک کو تباہی کے دہانے پر کھڑا کر دیا۔اس کے بعد جمہوریت کی پٹڑی چلی تو پھر ایک اور ڈکٹیٹر براجمان ہوا جس کے گند کو صاف کرتے ہوئے ہمیں ابھی بھی ایک عرصہ لگے گا ان حالات کو دیکھتے ہوئے میں سمجھتا ہوں کہ پچھلی حکومت کی liabilities اتارتے اتارتے بھی ہمیں ایک عرصہ لگے گا لیکن پنجاب حکومت میں ایک متوازن بجٹ پیش کر کے ایک کارنامہ سرانجام دیا ہے۔ میں زیادہ وقت نہیں لوں گا بلکہ مختصر بات کروں گا کہ آج سے سال ڈیڑھ سال پہلے پیش گوئیاں ہونے لگ گئی تھیں کہ خدانہ کرے یہ ملک خطرے میں ہے لیکن میرا یہ راسخ ایمان ہے، آپ کا بھی ہونا چاہئے اور پوری قوم کا ہوگا کہ یہ ملک ہمیشہ ہمیشہ قائم رہنے کے لئے بنا ہے اور انشاء اللہ رہے گا۔کوئی مایوسی کی بات نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ آج ملک کی قیادت چاہے وہ سنٹر میں ہے یا پنجاب میں، وہ اس ملک کے ساتھ مخلص ہے اور جو اس ملک کی کشتی منجدھار میں پھنسی ہوئی تھی اس کو نکالنے کے لئے عوام اور اسمبلیوں کے تعاون سے کامیابی سے ہمکنار ہوں گے اور یہ ملک ہمیشہ ہمیشہ ہماری آنے والی نسلوں کے لئے قائم ودائم رہے گا۔میں ان مایوس لوگوں کو یہ امید دلانا چاہتا ہوں کہ جو مایوسی کی باتیں کر کے بدامنی پھیلانا چاہتے ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ آج وہ حالات بدل چکے ہیں اور ملک صحیح track پر چڑھ گیا ہے اور انشاء اللہ اس کے اثرات آنے والے وقتوں میں نظر آئیں گے۔

جناب سپیکر! میں بجٹ سے متعلق دو تین main باتیں عرض کر کے آپ سے اجازت چاہوں گا۔یہ ایک tax free بجٹ ہے۔کوئی نیا ٹیکس نہیں لگایا گیا بلکہ وراثتی انتقال پر جو ٹیکس لگتا تھا وہ بھی ختم کیا گیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ پہلا tax free بجٹ ہے۔قوم جو پہلے ہی کسمپرسی کی حالت میں ہے اس پر مزید ٹیکس لگانے کی بجائے پہلے ٹیکسوں کی بھی چھوٹ دی گئی ہے۔ میں دوسری یہ بات عرض کرنا چاہتا ہوں کہ بے گھر لوگوں کے لئے جو ہاؤسنگ سکیموں کا اعلان کیا گیا ہے اس سے عوام کو فائدہ ہوگا۔

جناب والا! تعلیم کے لئے خاطر خواہ بجٹ رکھا گیا ہے میں خاص طور پر دانش سکول سسٹم کا ضرور ذکر کرنا چاہوں گا کہ مدرسوں میں جو بمبار بن رہے تھے انہیں counter کرنے کے لئے حکومت نے یہ ایک نئی سکیم شروع کی ہے۔ جو لوگ غربت کی وجہ سے اپنے بچے مدرسوں میں پھینک آتے تھے کہ ان کا کھانا پینا کریں، ان کو کپڑے دیں اور انہیں تعلیم بھی دیں لیکن چند مدرسے ایسے تھے جو اپنی لائن سے ہٹ کر ملک کے خلاف دہشت گردی کی سرگرمیوں میں ملوث ہو گئے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جو لوگ بچوں کو نہیں پڑھا سکتے یا ان کا خرچہ برداشت نہیں کر سکتے انہیں دانش سکول سسٹم سے فائدہ ہو گا۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ اس بجٹ میں nondevelopment expenditure کم کئے گئے ہیں اس کا directly and indirectly عوام کو ہی فائدہ ہو گا۔ پچھلی دفعہ ڈویلپمنٹ کے لئے 160۔ارب روپے رکھے گئے تھے اب بڑھا کر 175۔ارب روپے کر دیئے گئے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بجٹ کا ایک بہت اچھا پہلو ہے اور اس میں بہتری نظر آ رہی ہے۔ میں ایک اور بات کرنا چاہتا ہوں کہ صوبائی حکومت نے فوڈ سپورٹ پروگرام کے تحت پیسے رکھے ہیں اور وفاقی حکومت نے بھی پیسے رکھے ہیں اس سے غریب کا چولہا جلنا شروع ہو گیا ہے۔ ہماری کابینہ کے وزراء fool-proof policy مرتب کرنے کے لئے لگے ہوئے ہیں تاکہ ڈاکخانوں کی سطح پر جو شکایات ہیں یا جو لوگوں کو پیسے نہیں پہنچتے انشاء اللہ جلد اس میں بہتری کے رزلٹ آئیں گے۔

جناب والا! چونکہ بجلی کا بحران ہے اور پچھلے دس گیارہ سالوں میں بجلی کی پیداوار کے لئے کوئی عملی قدم نہیں اٹھایا گیا لیکن اب اس بجٹ میں ڈیم بنانے کے لئے پیسے رکھے گئے ہیں۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ ان حالات میں سکیورٹی فورسز کو مضبوط کرنے کا پروگرام اس ملک کی اہم ضرورت ہے۔ میں اس میں ایک چھوٹی سی تجویز دینا چاہتا ہوں کہ ہم جو tracking system میں ایجنسیوں پر depend کر کے پولیس والوں کو کہتے ہیں ان سے تعاون حاصل کریں۔ میرے خیال میں ہمیں خود tracking system پولیس کو دینا چاہئے۔ خاص طور پر سٹریٹ کرائمز، موبائل کی ڈکیتیاں ہوتی ہیں یا ڈکیتیوں میں موبائل چلے جاتے ہیں یا ملک دشمن عناصر جو ملک دشمن سرگرمیوں میں ملوث ہوتے ہیں ان کی باتیں سننے کے لئے اگر tracking system پولیس کے حوالے کر دیا جائے تو آنے والے وقتوں میں بڑا فائدہ ہو گا۔

جناب سپیکر! میں آخر میں ایک بات کر کے اجازت چاہوں گا کہ جنوبی پنجاب اور اپر پنجاب میں یہ باتیں پھیلنا شروع ہو گئی ہیں کہ کچھ لوگوں کو محرومیاں ہیں۔ لہذا ان محرومیوں کو ضرور مدنظر

رکھنا چاہئے۔کچھ وجوہات ہوتی ہیں جن کی وجہ سے لوگوں میں محرومیاں آتی ہیں لہذا میری استدعا ہے کہ اس پر ایک کمیشن مقرر کر کے جنوبی پنجاب اور اپر پنجاب کے لوگوں کو بٹھا کر ان چیزوں کی وضاحت ہونی چاہئے۔ان محرومیوں کا خاتمہ ہو گا تو پھر آنے والا وقت پاکستان اور صوبہ پنجاب کے لئے بہتر ہو گا۔میں اس کے حق میں ہوں کہ اگر جنوبی پنجاب یا پنجاب کا انتظامی بنیادوں پر کوئی اس طرح کا لائحہ عمل بنا کر کوئی راستہ نکال لیا جائے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جو آج یہ باتیں ہو رہی ہیں شاید ہمیں کل پچھتانا پڑے لہذا اس پچھتاوے سے بہتر ہے کہ ہمیں وقت سے پہلے اسے take up کرنا چاہئے۔میں ان الفاظ کے ساتھ ہی آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ۔محترمہ طیبہ ضمیر صاحبہ!

محترمہ طیبہ ضمیر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ I am grateful to you that you provided me a chance to express my views میں 2009-10 کا انتہائی تعمیری، متوازن، عوام دوست اور غریب دوست بجٹ پیش کرنے پر صوبائی حکومت، وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف، سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، سینئر وزیر راجہ ریاض صاحب اور وزیر خزانہ تنویر اشرف کائرہ صاحب، سیکرٹری صاحبان اور تمام team کو مبارکباد پیش کرتی ہوں۔ان حالات میں وہ مبارکباد deserve کرتے ہیں جبکہ ملک کو داخلی اور خارجی طور پر مشکلات اور سنگین challenges کا سامنا ہے۔یہ tax free بجٹ اس وقت بنایا گیا جب عوام مصائب اور مشکلات سے دوچار ہیں، عدم تحفظ کا شکار ہیں۔ بجلی اور گیس کا شدید بحران ہے۔ ملکی اور غیر ملکی سرمایہ دار اپنا سرمایہ باہر لے جا رہے ہیں۔سابق دور کی کانٹوں بھری اور پُر آشوب ایک لمبی داستان ہے کہ جس میں سرمایہ تیزی کے ساتھ باہر چلا گیا اور اب بھی لوگ سرمایہ کاری کرتے ہوئے ڈرتے ہیں اور اپنے سرمایہ کو باہر لے کر جا رہے ہیں۔یہ امر قابل تحسین ہے کہ اس وقت پنجاب میں امن وامان کی صورتحال کو کنٹرول کیا گیا ہے اور اس مد میں 43۔ارب روپے کی رقم مختص کی گئی ہے۔

جناب سپیکر! صنعتی ادارے بند ہو چکے ہیں، گرانی اپنے عروج پر پہنچ چکی ہے اور پیداوار کے سلسلے میں بالکل کوئی پیشرفت نہ تھی۔ان حالات میں صحت اور تعلیم کے شعبوں کے لئے خطیر رقوم مختص کی گئی ہیں۔

(اس مرحلہ پر صحافی حضرات پریس گیلری میں واپس آ گئے)

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! ذرا ایک منٹ تشریف رکھیں۔ ملک ندیم کامران صاحب ہاؤس میں واپس آئے ہیں ان سے پوچھتے ہیں کہ کیا معاملہ ہوا؟

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! آپ کے حکم کے تحت میں اور میرے ساتھی ابھی باہر گئے تھے اور ہم نے پریس کے معزز ساتھیوں کے ساتھ بات کی ہے، ان سے بائیکاٹ کرنے کی وجہ پوچھی ہے تو ان کا ایک معاملہ ہمارے سامنے آیا ہے جس کے بارے میں وعدہ کر کے آیا ہوں کہ اسے ہاؤس کے سامنے رکھوں گا۔ سب سے پہلے تو میں پریس والوں کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ ہماری درخواست کو مانتے ہوئے وہ ہاؤس میں واپس تشریف لے آئے ہیں۔ انہوں نے ہمارے ساتھ یہ بات کی ہے کہ ہمارے دو معزز صحافی بھائی سجاد شفیق بٹ اور سہیل شفیق بٹ صاحب ہیں۔ ان کے ایک بھائی نے suicide کر لی ہے۔ ان کا تعلق فیصل آباد سے تھا۔ ایک "ساحل C.N.G سٹیشن" ہے جو کہ ہمارے ایک ایم پی اے رانا افضل خان صاحب کی ملکیت بتائی جا رہی ہے۔ ان کا کہنا یہ ہے کہ یہ لڑکا اس C.N.G سٹیشن پر کام کرتا تھا اور ایک security agency کے ذریعے ان کو وہاں پر hire کیا گیا تھا۔ جب وہاں پر اس کو دو یا تین ماہ کی تنخواہ نہیں ملی تو اس نے دل برداشتہ ہو کر خودکشی کر لی۔ معاملہ عدالتی بنتا ہے اور ابھی انہوں نے بتایا ہے کہ اس بارے میں ہائی کورٹ کی طرف سے بھی ایکشن لیا جا رہا ہے اور concerned لوگوں کی گرفتاریاں بھی ہو چکی ہیں۔ انہوں نے اس بات کی نشاندہی کی ہے کہ ہمارے جو ایم پی اے ہیں وہ اس C.N.G سٹیشن کو own ہی نہیں کرتے، وہ کہتے ہیں کہ یہ میرا نہیں ہے۔ جبکہ صحافی حضرات بتاتے ہیں کہ یہ C.N.G سٹیشن ایم پی اے صاحب کا ہی ہے۔ دوسرا اگر بچہ وہاں پر ملازمت کرتا تھا تو انہیں مالک ہونے کی حیثیت سے اس بچے کی support کرنی چاہئے تھی کیونکہ یہ بچہ ان کے پاس کام کرتا رہا ہے اور اگر وہ کسی تکلیف سے گزرا ہے تو ان کو ہمارے ساتھ مل کر ہماری problem کو resolve کرنا چاہئے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بڑا جائز مطالبہ ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ اس بارے میں کوئی ایکشن لیں اور ہمارے اس معزز ممبر سے بھی یہ request کی جائے کہ وہ ان سے مل کر ان کے case کو proceed کریں۔ جہاں جہاں ان کی معاونت کی ضرورت ہے وہ ان کے ساتھ مل کر اس معاملے کو حل کروائیں تو میں یہی آپ کے گوش گزار کرنا چاہتا تھا کہ آپ اس بارے میں ذاتی دلچسپی لے کر اس مسئلے کو حل کروائیں۔ میں پریس کے تمام حضرات کا ایک مرتبہ پھر شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، رانا صاحب!

رانا محمد افضل خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! بہت اچھا ہوتا کہ اگر سجاد شفیق بٹ صاحب اور سہیل شفیق بٹ صاحب میرے ساتھ ایک دفعہ بھی رابطہ کر لیتے۔ میں یہ معاملہ خود بھی ایک تحریک استحقاق کی صورت میں اسمبلی میں لانا چاہتا تھا لیکن پھر میں نے مناسب جانا کہ یہ بہتر نہ ہوگا کیونکہ یہ معاملہ کافی حد تک resolve ہو گیا تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ معاملہ فیصل آباد کا نہیں ہے اور یہ C.N.G سٹیشن بھی لاہور میں ہے۔اس معاملے پر جناب چیف جسٹس لاہور ہائی کورٹ نے suo-motu notice لیا ہے۔ایک انگریزی اخبار میں بڑی سرخی کے ساتھ خبر لگی کہ P.M.L(N) کے ایم پی اے کا C.N.G سٹیشن ہے جس پر یہ افسوسناک واقعہ پیش آیا۔ایک دن شام کو تقریباً چھ سات بجے ایک معروف ٹیلیویژن چینل پر پٹی چلنے لگی کہ P.M.L(N) کے ایم پی اے، رانا افضل پر پرچہ درج ہو گیا ہے۔ مجھے اس کا علم اس طرح سے ہوا کہ میرے حلقے سے مجھے بار بار ٹیلیفون آنے شروع ہو گئے تو پھر میں نے ٹی وی پر دیکھا تو وہ پٹی چل رہی تھی۔ میں نے اس ٹیلیویژن چینل کے ساتھ رابطہ کیا۔اس کے بعد میرا S.H.O علامہ اقبال ٹاؤن کے ساتھ رابطہ ہوا اور رات کو دس بجے میں نے وہ F.I.R منگوائی جس کا نمبر شاید 672 ہے۔اس میں ذکر یہ تھا کہ رانا محمد افضل خان کا C.N.G سٹیشن ہے، اس کا نام" ساحل C.N.G سٹیشن "ہے۔اس پر ایک security company پندرہ ہزار روپے مہینہ گارڈز کی تنخواہ لیتی رہی ہے لیکن گارڈز کو تنخواہ ادا نہیں کی گئی۔اس میں میرے بارے میں جو ذکر تھا وہ یہ تھا کہ رانا افضل خان پہلے تو ٹیلیفون کال پر مان گئے کہ یہ C.N.G سٹیشن ان کا ہے اور بعد میں وہ مکر گئے۔ یہ "مکر گئے" والے الفاظ اس کے اندر لکھے گئے ہیں۔ میرے ساتھ ٹیلیفون پر ایک دو صحافیوں کی بات ہوئی، میں اپنے آپ کو clear کرنے کے لئے ٹیلیویژن سٹیشن پر بھی گیا اور پھر رات کو میں نے press release بھی جاری کی۔ میں نے press release میں لکھ کر دستخط کر کے دیئے کہ میں اس C.N.G سٹیشن کا مالک نہیں ہوں۔ میری فیملی اس کو own کرتی ہے۔ مالک ہونے کے لئے آپ کو اس کا director ہونا چاہئے۔ آپ کے پاس اس کمپنی کے اندر signing power ہونی چاہئے۔ میں نے ان کو بتایا کہ اس C.N.G سٹیشن کو میری فیملی own کرتی ہے۔ میرے اوپر کوئی الزام نہیں لگایا گیا۔ security company کو دیئے گئے پیسوں کی رسیدیں اسی دن ایس۔ ایچ۔ او متعلقہ C.N.G station manager سے لے گیا تھا۔ تصدیق ہو گئی کہ ہماری کمپنی نے ان security guards کو payments کی ہے۔ اب انہوں نے یہ کہا کہ اس بچے نے خودکشی کر لی ہے۔ یہ بڑا افسوس ناک واقعہ ہے۔ کوئی بھی ذی شعور شخص اس پر افسوس نہ کرے تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ ایک اچھا انسان ہی نہیں

ہے۔پورا عملہ وہاں ان کے گھر گیا۔ نماز جنازہ میں شرکت کے لئے گئے لیکن میرے علم میں یہ بات تیسرے دن آئی جب اخبار میں آیا کیونکہ میں فیصل آباد میں تھا۔اب میرے اوپر الزام لگایا جارہا ہے کہ میں عدالتی کارروائی میں رکاوٹ بن رہا ہوں۔

جناب سپیکر! میں اس floor پر اپنے آپ کو احتساب کے لئے پیش کرتا ہوں۔ میں اس floor پر کھڑا ہو کر یہ کہوں گا کہ اس ہاؤس کی ایک کمیٹی بنادی جائے۔ میں حلفاً کہنے کو تیار ہوں کہ پولیس والوں نے مجھے بلایا نہ میں تھانے گیا۔ میں نے SP(Operation) کو ٹیلیفون کیا کہ کیا میرے اوپر پرچہ درج ہو گیا ہے تو اس نے کہا کہ نہیں، آپ کا ذکر ضمناً اس پرچے میں ہے کہ آپ اس کے مالک ہیں۔اس کے بعد میں نے F.I.R کی کاپی منگوائی۔ پریس ہمارے لئے بڑی اہم ہے۔ پریس اس معاشرے کی آنکھیں ہیں۔اس معاشرے کے لئے وہ لکھتے ہیں اور میں پریس کو اس طرح سے خوش کرنا چاہوں گا کہ آپ اس بارے میں ایک کمیٹی بنادیں جو اس چیز کی تحقیق کرے کہ آیا میرا یا میری فیملی کا اس میں کوئی کردار ہے، میرے بچوں کا کوئی کردار ہے تو ہم پوری compensation دینے کے لئے تیار ہوں گے۔چونکہ پریس کے لوگ معاشرے کی آنکھیں ہیں۔اگر انہوں نے مجھے دیکھا ہو کہ میں کسی عدالت میں ان کی مخالفت میں گیا ہوں یا اس security company کی ہمدردی میں کہیں گیا ہوں تو میں گنہگار ہوں۔اگر میں نے کسی کو ٹیلیفون بھی کیا ہو تو میں سزاوار ہوں۔اس سے زیادہ میں صفائی نہیں دے سکتا۔آپ کوئی کمیٹی بنادیں وہ اس چیز کا جائزہ لے کہ کن حالات میں، کیوں ایسا افسوسناک واقعہ پیش آیا ہے؟ میں درخواست کروں گا کہ ہم سب اس مرحوم کے لئے ہمدردی کا اظہار کریں اور اس کے لئے دعائے مغفرت بھی کریں۔بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ بات بالکل اس طرح ہے کہ ایوان کے ایک معزز رکن پر بات آرہی ہے اور پریس کے دوستوں کا مسئلہ ہے۔ سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ ابھی یہاں پر موجود تھے میں یہ سمجھتا ہوں کہ ان کے پاس سہیل شفیق بٹ صاحب اور سجاد شفیق بٹ صاحب اور ہمارے یہاں پریس گیلری کے جو صدر ہیں وہ اور رانا صاحب، آپ سردار صاحب سے بات کر کے اور اکٹھے بیٹھ کر اس سارے معاملے کو resolve کریں۔ ملک ندیم کامران صاحب چونکہ آپ گئے تھے آپ بھی ان کے ساتھ ہو جائیں اور وہاں پر جو فیصلہ ہو وہ آپ ہاؤس کے سامنے پیش کریں گے۔

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران): جناب والا! میں حاضر ہوں لیکن مجھے یہ بھی بتانا چاہئے تھا جو کہ میں miss کر گیا کہ رانا ثناء اللہ خان اس کیس کو پہلے ہی deal کر رہے ہیں اس لئے بہتر ہو گا کہ ان کے علم میں بہت سی باتیں ہیں میری جگہ پر اگر رانا صاحب اس میں شامل ہو جائیں تو زیادہ اچھا ہو جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: رانا صاحب! آپ اس سلسلے میں کیا فرماتے ہیں؟

رانا محمد افضل خان: مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن رانا ثناء اللہ صاحب نے مجھے تو ایک دفعہ بھی اس سلسلے میں نہیں بلایا۔ البتہ فون پر انہوں نے مجھے ایک دفعہ کہا تھا کہ انصاری صاحب میرے پاس بیٹھے ہیں اور وہ چاہتے ہیں کہ سکیورٹی کمپنی سے کہا جائے کہ وہ اپنے ملازم کو look after کرے۔ میں نے وہ بھی قبول کیا تھا اگر مزید کچھ کہنا چاہیں تو میں حاضر ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس میں پھر یہی ہے کہ سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ صاحب، رانا ثناء اللہ خان صاحب اور اس کے علاوہ جو پریس کے دوست ہیں وہ اور آپ ان کے پاس چلے جائیں اور جو بھی وہاں کی رپورٹ ہے وہ پھر ہاؤس کے سامنے پیش کر دی جائے۔ سوموار تک آپ یہ مکمل کر لیں۔ جی، محترمہ طیبہ ضمیر صاحبہ!

محترمہ طیبہ ضمیر: جناب سپیکر! شکریہ۔ 4 کھرب 89۔ارب 80 کروڑ روپے کا بجٹ تخمینہ بنایا گیا ہے۔ اس میں وفاق کی جانب سے قومی مالیاتی ایوارڈ کے تحت قابل تقسیم محاصل 321۔ارب روپے اور وفاق سے پنجاب کو براہ راست ادائیگی اور گرانٹ کی مد میں 11۔ارب روپے ملنے کی توقع ہے۔ یہ بجٹ انشاء اللہ تعالیٰ ان جذبوں کا امین ہے جو پنجاب کے خادم اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف نے درد کی کسک کو محسوس کرتے ہوئے بنایا ہے۔ میں مانتی ہوں کہ ہمارے اندر بہت سی برائیاں جنم لے چکی ہیں۔ کرپشن نے مادر وطن کو دیمک کی طرح چاٹا ہے اور یہاں پر بہت سی بے ہودگیاں جو میرے بھائی شیخ علاؤالدین صاحب نے مجھ سے پہلے بیان کی ہیں میں ان کو endorse کرتی ہوں لیکن میں اپوزیشن لیڈر چودھری ظہیر الدین خان جو کہ جمہوریت کا حسن ہیں لیکن اس ستون کی تعمیری اور اصلاحی تنقید کرنا ان کا فرض بنتا ہے۔ آج میں بڑے افسوس سے کہوں گی کہ ایوان کا تقدس ہم سب پر مقدم ہے۔ ہم یہاں پر بہت بے معنی اور فضول باتوں میں الجھے رہتے ہیں۔ آپ کو بھی بار بار اسی وجہ سے ہاؤس کو in order کرنا پڑتا ہے۔ قائد حزب اختلاف نے کہا کہ وزیر قانون رانا ثناء اللہ خان بڑے solid arguments کرتے ہیں اور logic بات کرتے ہیں۔ کیا ہی اچھا ہو اگر ہماری یہ اپوزیشن اسی روش کو

اختیار کرلے۔ یہ ہم سب کا ملک ہے، یہ نہیں کہ یہ ڈیوٹی صرف میاں محمد شہباز شریف کی ہے بلکہ ہم سب ممبران کی ہے، ہم سب افراد کی ہے۔

افراد کے ہاتھوں میں ہے اقوام کی تقدیر
ہر فرد ہے ملت کے مقدر کا ستارہ

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا! میں یہ بھی آپ کے گوش گزار کروں گی کہ:۔

نالہ بلبل سنوں کہ ہمہ تن گوش رہوں
میں بھی کوئی گل ہوں کہ خاموش رہوں

(نعرہ ہائے تحسین)

ہم خواتین جو reserve seats پر آئی ہیں ہماری بھی ایک political history ہے۔ ہماری ایک جدوجہد کی داستان ہے۔ ہمارا بھی اتنا ہی right ہے جتنا elected members کا ہے۔ جب ہم ٹکٹ کے لئے apply کرتے ہیں اور ہمیں ٹکٹ نہیں دیئے جاتے تو ہم اس پر صبر کرتے ہیں۔ اپنی پارٹی کے احکامات کو سر آنکھوں پر رکھتے ہیں لیکن ہمیں بھی حلقے میں جانا ہوتا ہے۔ ہم لوگ بھی اپنی پارٹی کو مضبوط کرنے کے لئے پارٹی کے منشور کو لے کر آگے بڑھتے ہیں۔ ہماری عوام کے root level پر زیادہ نظریں ہوتی ہیں۔ان سے ہم اس بات کا اظہار بھی نہیں کر سکتے کہ ہم دو نمبر کے شہری ہیں یا دو نمبر کے ایم پی ایز ہیں۔ ہمیں بھی اتنا ہی حق دیا جائے جتنا کہ منتخب ایم پی ایز کو دیا جاتا ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں آج اپریل مئی اور جون کے مہینوں کی یاد کو تازہ کروں گی جس وقت اس گندم کے سلسلے میں اس کے شدید بحران جو ہمیشہ سے رہتے تھے اور گندم کہیں باہر سپلائی ہو جاتی تھی یا کسانوں کی اتنی سکت ہی نہیں ہوتی تھی کہ وہ ہمیں اچھی پیداوار provide کر سکیں۔ میں سلام پیش کرتی ہوں وزیر اعلیٰ پنجاب اور اس کی پوری کابینہ کو جنہوں نے کہا کہ:۔

جس کھیت سے دہقان کو میسر نہ ہو روزی
اس کھیت کے ہر خوشہ گندم کو جلا دو

میں معزز ایوان سے یہ گزارش کروں گی کہ مجھے اپنے وقت میں کچھ بات کرنے کا موقع دیں۔ بھیس بدل کر جناب وزیر اعلیٰ نے اور تمام سیکرٹریوں نے جس طریقے سے اس شدید بحران کو

کنٹرول کیا ہے اور گندم کی فراوانی ہوئی ہے اور کسانوں کو encouragement ملی ہے اس پر میں انہیں سلام پیش کرتی ہوں۔(نعرہ ہائے تحسین)

صحت کے محکمے کو آپ دیکھیں۔لاہور اور دیگر شہروں کے ہسپتالوں میں مفت ادویات مل رہی ہیں۔ڈاکٹر اپنی ڈیوٹی کو احسن طریقے سے سرانجام دینے کے لئے ذہنی طور پر تیار ہو چکے ہیں اور ہو رہے ہیں۔ میرے شہر سرگودھا میں میری درخواست پر پنجاب حکومت نے 67 کروڑ روپے دیئے ہیں لیکن اس وقت وہاں پر ایڈمنسٹریشن بہت poor ہے ۔ وہاں پر لوگوں کو ادویات نہیں ملتیں اس کے علاوہ ڈاکٹروں کی negligences بھگتنا پڑتی ہیں۔اس سے قیمتی جانیں ضائع ہو جاتی ہیں اور لوگ ہسپتال کی انتظامیہ سے بالکل بھی مطمئن نہیں ہیں۔یہ بات ہمیں discredit کرتی ہے جبکہ وزیراعلیٰ کے یہ احکامات ہیں کہ ہسپتالوں کا نظام بہتر کیا جائے۔خود انہوں نے جب ایک ہسپتال کا معائنہ کیا تو میں اس معزز ایوان کو بتانا چاہتی ہوں کہ انہوں نے wash room تک check کئے۔ہم ممبران کا بھی یہ فرض بنتا ہے کہ اپنے اپنے علاقوں کے ہسپتالوں کو check کریں۔جہاں پر غفلت ہوتی ہے---

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: طیبہ ضمیر صاحبہ ایک منٹ۔ سید حسن مرتضیٰ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! محترمہ یہاں تقریر کر رہی ہیں۔وزیر خزانہ بھی موجود نہیں ہیں۔کم از کم سیکرٹری فنانس بیٹھے ہوتے وہ ہی ان کی بات سن لیتے لیکن وہ بھی اس وقت یہاں موجود نہیں ہیں۔یہ تو انتہائی زیادتی ہے کم از کم وزراء کو پابند کیا جائے کہ وہ یہاں پر بیٹھیں اور ہماری باتیں سنیں۔ ہم صبح 9 بجے سے یہاں موجود ہیں۔

چودھری عبداللہ یوسف: جناب والا! میں بھی گزارش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری عبداللہ یوسف: جناب والا! میں محترمہ سے یہ گزارش کروں گا کہ انہوں نے جو شعر پڑھا ہے۔ہر فرد ہے ملت کے مقدر کا ستارہ۔وہ دوبارہ ارشاد فرمائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: کامران مائیکل صاحب! آپ بھی کوئی بات کرنا چاہ رہے ہیں؟ کھڑے ہو کر بتا دیں۔

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب کامران مائیکل): جناب والا! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہاں پر ہم وزراء بیٹھے ہوئے ہیں اور یہاں پر proper notes لے رہے ہیں۔ ہر ایم پی اے جو اپنی speech deliver کر رہا ہے ہم اس کے notes لے رہے ہیں۔ (قطع کلامیاں)

سید حسن مرتضیٰ: جناب والا! آپ دیکھ لیں یہ کوئی notes نہیں لے رہے۔ (قہقہے)

جناب قائم مقام سپیکر: اصل میں وہ شعر لکھ نہیں سکتے تھے۔ تشریف رکھیں۔ میرا خیال یہ ہے کہ وزیر خزانہ صاحب ابھی اٹھ کر باہر گئے ہیں وہ صبح سے موجود تھے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (ڈاکٹر محمد اختر ملک): جناب والا! میں پارلیمانی سیکرٹری فنانس ہوں اور یہاں پر موجود ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری برائے فنانس یہاں پر موجود ہیں۔ آپ کے محکمے کی طرف سے بھی کوئی موجود نہیں ہے، بجٹ پر بحث ہو رہی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (ڈاکٹر محمد اختر ملک): جناب والا! موجود ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ایڈیشنل سیکرٹری موجود ہیں۔ بس ٹھیک ہے۔ طیبہ ضمیر صاحبہ! آپ اپنی بات wind up کریں۔

محترمہ طیبہ ضمیر: جناب سپیکر! عبداللہ یوسف صاحب میرے بھائی بھی ہیں میں ان کے کہنے پر ایک اور شعر عرض کرتی ہوں۔

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

جناب سپیکر! ہمارے سرگودھا میں ایکسپریس ٹرین 60 سال سے چلائی جارہی تھی۔ سرگودھا کا بیشتر حصہ جہاں زراعت پر مشتمل ہے وہاں پر کاروباری لوگ بھی بہت زیادہ ہیں جن کا کراچی میں آنا جانا رہتا ہے۔ ایکسپریس کا وہاں چند منٹ کا سٹاپ ہوتا ہے جسے بند کر دیا گیا ہے۔ ایکسپریس کو دوبارہ چلانے کے لئے ہم نے اپنی معروضات وفاقی حکومت تک بھیجی ہیں جہاں پر شنوائی نہیں ہوئی اس لئے میں وزیر اعلیٰ سے درخواست کروں گی کہ سرگودھا کے لئے ایک night coach کے حوالے سے وفاقی حکومت کو اپنی سفارشات بھجوائیں۔

جناب سپیکر! سرگودھا کے سول ہسپتال میں ایک ایڈمنسٹریٹر لگایا جائے کیونکہ ڈاکٹروں کی لابی اس ہسپتال کو golden sparrow سمجھتے ہیں اور وہاں پر مریضوں کو علاج معالجے میں بہت زیادہ قباحتیں ہیں۔ میں پنجاب حکومت کو خراج تحسین پیش کرتی ہوں کہ تعلیم کے شعبے میں جس طرح محنت کی جارہی ہے اور صلاحیتوں کو سامنے لایا جارہا ہے، غرباء کے لئے scholarships مختص کئے جا رہے ہیں اور اس محکمے میں اندر خانے بھرتیوں کی بجائے پہلی بار open merit پر کی جارہی ہیں۔

جناب والا! ہم اپنے میڈیا کے بھائیوں کے ساتھ ہیں تاکہ وہ اپنے قلم کی حرمت کے پاسباں ہوتے ہوئے اپنی صلاحیتوں کو ملک و قوم کے لئے بہتر انداز میں سامنے لا سکیں، ان کے لئے کالونیاں بنائی جارہی ہیں اور پریس کلبوں کو گرانٹس دی جارہی ہیں تاکہ وہ اپنے پریس اور الیکٹرانک میڈیا کے بھائیوں کے مسائل کو حل کر سکیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ میجر (ر) عبدالرحمٰن رانا صاحب!

میجر (ر) عبدالرحمٰن رانا: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں سب سے پہلے وزیر خزانہ اور حکومت پنجاب کو خصوصی طور پر مبارکباد پیش کرنا چاہوں گا کہ انہوں نے ایسے حالات میں ایک متوازن اور tax free budget پیش کیا۔ جب میں حالات کی بات کرتا ہوں تو میرا مطلب ہے کہ دنیا کے اندر معیشت کا جو recession شروع ہے اور اس کے ساتھ ساتھ میرے پیارے ملک پاکستان میں دہشت گردی کی وباء جڑیں پکڑ رہی ہیں ان حالات کے اندر ایک متوازن بجٹ دینا بہت مشکل کام تھا۔ اللہ تعالیٰ کا شکر گزار ہوں کہ جس طریقے سے وفاقی اور صوبائی حکومت نے معیشت کی recession اور دہشت گردی کے مسئلے کو tackle کر رہی ہے وہ اس بجٹ میں عیاں ہے۔ میں اس امید پر چند سفارشات پیش کرنا چاہتا ہوں کہ ان کا حشر بھی وہی نہ ہو جو پچھلے سال بجٹ پر ایسی ہی بحث کے دوران دی گئی تھیں جو pre-budget کے اندر سفارشات دی گئی تھیں، میں امید کرتا ہوں کہ ان سفارشات پر seriously غور کیا جائے گا۔

جناب سپیکر! میں سب سے پہلے گزارش کرنا چاہوں گا کہ حکومت پاکستان بھی دوبارہ غور کر رہی ہے کہ ملازمین اور پنشنروں کے لئے 15 فیصد اضافہ ناکافی ہے اسے بڑھایا جائے تو پنجاب حکومت سے میری گزارش ہو گی کہ مہنگائی کو دیکھتے ہوئے 15 فیصد کی بڑھوتی بہت ہی ناکافی ہے اس کو کم از کم 25 فیصد کیا جائے۔

جناب والا! اگر آپ Annual Budget Statement 2009-10 کا غور سے مطالعہ کریں تو صفحہ نمبر 2 کے اوپر provincial tax revenue estimate receipt دکھائی گئی ہے وہ 49647.187 ملین ہے جبکہ budget estimate 2008-09 میں وہ 40362.174 ملین تھی اور اس کے اندر revised estimate 28141 ملین آیا تو estimate of receipts میں یکدم جو اتنی بڑی بڑھوتری کی گئی ہے کیا یہ ممکن ہو گی اس کے لئے کیا طریق کار اختیار کیا گیا ہے کیونکہ اگر ان اعداد و شمار میں فرق ہوا اور ہم اس target پر نہ پہنچے تو پھر شاید بجٹ کو پایہ تکمیل تک پہنچانا ممکن نہ ہو۔

جناب والا! اسی طرح provincial non tax revenue کا پچھلے سال revised estimate 62662 ملین تھا جسے کم کر دیا گیا ہے۔ اس کی وجوہات کیا ہیں حالانکہ میرا خیال ہے کہ اگر بڑھائی نہ جاتیں تو کم از کم انہیں وہیں پر رہنا چاہئے تھا۔

جناب والا! مجھے اس بجٹ کے اندر جو چیز بہت حوصلہ افزاء نظر آئی جو آج تک بہت سی حکومتوں سے نہیں ہو سکی، وہ Arrears of Land Revenue Act کے تحت وصولی ہے۔ 2007-08 کے اندر 1128 ملین وصولی ہوئی، 09-2008 میں 39927 ملین جبکہ اس سال 43900 ملین کا target رکھا گیا ہے اور جو revised estimate 39927 ملین ہے یہ 1700 ملین کے بجٹ کے against تھا اس کے لئے میں حکومت پنجاب کو مبارکباد دینا چاہوں گا۔

جناب سپیکر! اس کے بعد اگر ہم page No. 30 پر جائیں تو ایک نئی مثال قائم کی گئی کہ 08-2007 کے اندر چیف منسٹر سیکرٹریٹ میں 306.490 ملین روپیہ خرچ کیا گیا اور 09-2008 کے اندر اس کا estimate 126.734 ملین لگایا گیا اور actual خرچہ 268 ملین ہوا جو estimate سے زیادہ تھا۔ اس دفعہ انہوں نے اس کو reduce کر کے 165.323 ملین رکھا ہے اور میں امید کرتا ہوں کہ یہ خرچ اسی limit کے اندر رہے گا۔

جناب سپیکر! میں نے پچھلی دفعہ بھی یہ گزارش کی تھی کہ ایسے departments جو development budget کو ختم نہیں کر سکتے ان کے خلاف کبھی بھی کوئی کارروائی نہیں ہوئی اسی لئے departments کو یہ encouragement ہو رہی ہے کہ allocate شدہ پیسے کو خرچ کریں یا نہ کریں، میری دانست میں کرپشن سے زیادہ بڑا گناہ اور جرم یہ ہے کہ ایک پیسا حکومت دے اور ایک department اسے خرچ نہ کر سکے اور اسی پروگرام کو پورا کرنے کے لئے دو یا چار سال کے بعد اس کے

پر دگنی رقم خرچ کی جائے تو اس لئے departments کو پابند کیا جائے کہ انہیں جو development budget allocate کیا گیا ہے وہ وقت پر خرچ کریں۔

جناب والا! پچھلی دفعہ بھی یہ گزارش ہوئی تھی کہ ہم دکان سے پیسوں کے عوض کوئی چیز لینے جاتے ہیں تو ہم اس سودے کو چھان پھٹک کر لیتے ہیں اور چیز کو وصول کرتے ہیں۔ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ حکومت departments کو پیسا دیتی ہے لیکن اس کے لئے ان کے goals fix نہیں کرتی، کسی department or secretary کے لئے ان کے targets fix نہیں کرتی کہ وہ اس سال اپنے department کے اندر کیا achieve کرے گا۔ کسی محکمے کے head کے لئے یہ متعین نہیں کیا جاتا کہ ہم جو پیسا دے رہے ہیں اس سے وہ کیا targets achieve کرے گا۔ ہمارے ملک کے لئے یہ بہت ضروری ہے کہ ہمارے ہاں ہر محکمے کے لئے اور ہر محکمے کے سربراہ کے لئے targets and goals مقرر کئے جائیں اور سال کے آخر میں اس سے جواب طلبی کی جائے کہ وہ ان کو کیوں حاصل نہیں کر سکا۔

جناب سپیکر! ہم ابھی تک نالیوں کی اینٹوں پر سیاست کر رہے ہیں یا سڑکوں پر کر رہے ہیں۔ ہم منتخب نمائندے اس میں برابر کے شریک ہیں کیونکہ ہمیں ووٹ ملتے ہیں لیکن حکومت کو کون روکتا ہے کہ وہ بجٹ کو maintain نہ رکھے۔ جہاں پر C.C.B کا بجٹ آیا اور اس کو سکیورٹی دی گئی اور اس کو ensure کیا گیا کہ وہ پیسا کسی اور مد میں خرچ نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح بجٹ میں جب آپ نئی چیزوں کے لئے، نئی تعمیر کے لئے پیسا دیتے ہیں تو ساتھ ہی پرانی چیزوں کی حفاظت بھی کرنی چاہئے اور بجٹ میں mandatory O & M بجٹ رکھنا چاہئے اور اس کی separate maintenance کی ذمہ داری محکموں پر ہونی چاہئے۔

جناب والا! میں زراعت کے محکمے کو لیتا ہوں کہ P.A.M.C.O یعنی Punjab Agriculture Marketing Company کے لئے lump sum ایک بہت huge رقم رکھی گئی ہے۔ مجھے شک ہے کہ اس کی اتنی capacity نہیں ہے یا تو اس کی capacity کو بڑھانے کے لئے کوئی نہ کوئی طریقہ اختیار کیا جائے اور اس بات کو یقینی بنایا جائے کہ اس بڑی رقم کو خرچ کیا جائے گا۔

جناب سپیکر! ایگریکلچر ریسرچ کے لئے ایک بلین روپے سے زیادہ رقم رکھی گئی ہے۔ یہ بہت ضروری ہے۔ اگر تعلیم کے میدان کے بعد کوئی فیلڈ اہم ہے تو وہ ایگریکلچر ریسرچ ہے لیکن میرا سوال یہ ہے کہ ایوب ایگریکلچر ریسرچ انسٹیٹیوٹ جو واحد ریسرچ کا ادارہ ہے، جس کے ماتحت پنجاب کے اندر اور ادارے ہیں۔ ان کے سٹاف کی تنخواہ ہی ایک بلین روپے سے زیادہ بنتی ہے۔ اب جو ایک بلین سے

زیادہ کچھ کروڑ روپے دیئے گئے ہیں۔ ان سے کیا ریسرچ ہو گی جبکہ آج کے زمانے میں ہمارا ہمسایہ بائیو ٹیکنالوجی کے اندر اتنا آگے جا چکا ہے کہ ہم اس سے چوری کر کے اور سمگل کر کے بیج لاتے ہیں جو کہ ہمارے environment میں بہتر نہیں ہے اس سے ہمارا نقصان ہوتا ہے۔ ہم کیوں اپنی بائیو ٹیکنالوجی کی ریسرچ کو بہتر نہیں کرتے؟ ہم کیوں prison agriculture کو بہتر نہیں بناتے؟ ہم کیوں climate change پر ریسرچ کا آغاز نہیں کرتے؟ آپ ہر اخبار کو اٹھائیے اور دیکھئے کہ یہ ذکر ہے کہ climate change ہو رہی ہے اور پانی کی کمی آ رہی ہے لیکن ابھی تک اس سطح پر ریسرچ شروع نہیں ہوئی اور نہ ہی اس بجٹ میں اس کو specify کیا گیا ہے۔ اگر ان چیزوں کا آج مداوانہ کیا جائے گا تو جو خوشی گندم پر آج ہم منا رہے ہیں وہ شاید دس سال بعد ہم نہ منا سکیں اس لئے ضروری ہے کہ زراعت پر ریسرچ کے لئے زیادہ پیسا دیا جائے۔ اس کے ساتھ میں یہ بات بھی کہوں گا کہ ریسرچ صرف کاغذوں میں نہیں ہونی چاہئے، دفتروں میں نہیں ہونی چاہئے اور dissemination ہونی چاہئے۔ میں نے پہلے بھی مطالبہ کیا تھا کہ کیا ممکن ہے کہ پنجاب حکومت صرف زراعت کے لئے ایک چینل مخصوص کرے یا ایک نیا چینل کھولے جہاں پر ریسرچ سے متعلق زمیندار کو آگاہ کیا جا سکے کیونکہ end users and end beneficiaries کو اس سے فائدہ پہنچ سکے۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: رانا صاحب! بہت شکریہ۔ محترمہ آمنہ الفت صاحبہ!

محترمہ آمنہ الفت: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں تو یہ کہوں گی کہ خدا خدا کر کے مجھے آپ نے موقع دیا ہے۔ آپ نے مجھے کل سے پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنے کا موقع نہیں دیا اس لئے میں سمجھتی ہوں کہ پوائنٹ آف آرڈر کا جو ٹائم میرا حق بنتا تھا وہ میری تقریر کے لئے جمع کر دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہاں پر آپ کو پورے دس منٹ ہی ملیں گے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! آپ نے پوائنٹ آف آرڈر پر لوگوں کو بیس بیس منٹ دیئے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں آپ کو ایک بات بتاؤں گا کہ جب بھی کوئی مسئلہ ہوا تو میں نے قائد حزب اختلاف سے درخواست کی ہے۔ وہ آپ سب کی نمائندگی کرتے ہیں۔

محترمہ آمنہ الفت: آپ نے دو چار منٹ سب کو رعایت دی ہے۔ یہ اب آپ پر منحصر ہے۔

جناب سپیکر! انتہائی مایوس کن بجٹ، مایوس کن شعر اور مایوس کن ابتدا کے بعد اس تقریر کا آغاز جناب وزیر محترم جنہیں چودھری ظہیر صاحب نے غفور منسٹر کہا جبکہ میں کہوں گی کہ وہ مظلوم منسٹر ہیں کہ انہوں نے کہا کہ:

شب گزر جائے تو ظلمت کی شکایت بے سود
درد تھم جائے تو اظہار اذیت کیسا؟

یہ صحیح کہہ رہے ہیں کہ پورا ایک سال جو کچھ ہوا ہے اور جو بجٹ رکھا گیا کہ جس کا استعمال ہی ندارد۔ اس لئے صحیح ہے کہ ظلم سہنے کے بعد اب شکایت کیسی مگر ہم نے تو پھر بھی شکایت شروع کر دی۔ ہم نے کیا کر دی پورے ایوان نے شکایت شروع کر دی۔

جناب والا! اس مایوس کن ابتداء کے بعد میں علامہ اقبال کا یہ شعر ضرور پیش کروں گی کہ:

تیرا اندیشہ افلاکی نہیں ہے
تیری پرواز لولاکی نہیں ہے
یہ مانا کہ اصل شاہینی ہے تیری
تیری آنکھوں میں بیباکی نہیں ہے

افسوس کہ یہاں جب بجٹ تقریر کی ابتداء ہوئی تو جناب وزیر خزانہ نے انصاف کی فراہمی پر بہت زور دیا اور اس کو موجودہ حکومت کا ایک بہت بڑا کارنامہ بنا کر پیش کیا۔

جناب والا! کاش کہ انصاف کی فراہمی کا نعرہ لگانے والے انصاف کے اتنے ہی بڑے علمبردار بھی ثابت ہوتے، کاش خادم اعلیٰ کہلانے والے خلفائے راشدین کی مثل بھی ثابت ہوتے، انصاف تو سب سے پہلے اپنی ذات سے شروع ہوتا ہے اور اپنے قول و فعل سے شروع ہوتا ہے۔ یہ کہاں کا انصاف ہے کہ ان نوجوان بچوں کو نوکریوں سے suspend کر دیا گیا وہ بھی صرف اس لئے کہ ان کو چودھری پرویز الٰہی نے اپنے دور حکومت میں نوکریاں دے کر برسر روزگار کیا تھا؟ یہ کہاں کا انصاف ہے کہ ان ریگولر ملازمین کو اداروں سے اس لئے suspend کر دیا گیا اور کھڈے لائن لگا دیا گیا کہ ان پر چودھری پرویز الٰہی کی وفاداری کا الزام تھا؟ بے بہا ایسی مثالیں ہیں۔ میرے بھائی اعجاز شفیع صاحب جو لوٹا بلاک کے بڑے سرکردہ ہیں انہوں نے مجھے خود بتایا تھا کہ ہم پر چارپائی چوری اور بھینس چوری تک کے

مقدمات اور ایف آئی آر درج کی جا رہی ہیں، یہ کہاں کا انصاف ہے کہ یہ حلف نامہ پڑھنے والوں کو ضمیر فروشی پر مجبور کر دیا گیا؟

جناب والا! میں یہ حلف نامہ یہاں آپ کے سامنے پڑھ دیتی ہوں۔ آپ منصف کی صورت میں اس Chair پر بیٹھے ہیں۔ آپ مجھے بتائیے اور انصاف کیجئے۔۔۔

جناب محمد تجمل حسین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، رانا تجمل حسین صاحب!

جناب محمد تجمل حسین: جناب سپیکر! میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے وقت دیا۔ میں کل سے سن رہا ہوں کہ یہاں اپوزیشن کے ساتھی بار بار ضمیر اور ضمیر کی خرید و فروخت کی بات کرتے ہیں تو میں یاد دلانا چاہتا ہوں اور اگر کسی کو شوق ہو تو قرآن پاک رکھ کر بات کرنا چاہتا ہوں کہ جب سابق دور میں وزیر اعلیٰ صاحب جرنیلوں کی گود میں بیٹھ کر لوگوں کے ضمیر کا سودا کرتے تھے تو اس وقت آپ کہاں تھیں اور اس وقت باقی لوگ کہاں تھے، جب جرنیلوں کے چرنوں میں بیٹھ کر عوام کے ممبران کو بلا کر خرید و فروخت کے لئے threat کرتے تھے اور ان کے آگے پیسوں کے ڈھیر لگا کر منتیں کیا کرتے تھے تو اس وقت یہ ضمیر فروشی کی باتیں کیوں یاد نہیں تھیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: میری معزز ممبران سے بار بار گزارش ہے کہ یہاں پر ہر ایک کو اپنا point of view بیان کرنے کا حق ہے اگر کسی کو اس سے اعتراض ہے تو ان کی بات ختم ہونے دیں اس کے بعد کر لیجئے گا۔ میں نے کب کسی کو موقع نہیں دیا؟ ہم نے اپنے اندر اتنی patience پیدا کرنی ہے کہ جو بات ہو رہی ہو ہم کم از کم اس کو سن تو سکیں۔ جی، محترمہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں آپ کے سامنے یہ حلف نامہ پڑھ کر سنانا چاہتی ہوں جو اس (ق) لیگ کی سیٹ پر ٹکٹ لے کر الیکشن لڑنے والے ہر ممبر نے پڑھا ہے۔ یہ حلف نامہ اس طرح سے ہے کہ:

> میں آمنہ الفت ولدیت امین ملک ساکن۔۔۔ خدا کو حاضر و ناظر جان کر حلفاً اقرار کرتا/کرتی ہوں:
>
> 1۔ میں پاکستان مسلم لیگ کا رکن ہوں یا رکن خاتون ہوں۔
>
> 2۔ اگر مجھے صوبائی اسمبلی کے آئندہ انتخابات کے لئے پاکستان مسلم لیگ کا امیدوار نامزد کر دیا جائے تو میں یہ پاکستان مسلم لیگ کے فیصلوں اور

ڈسپلن کی پوری طرح پابندی کروں گی/گااور جماعت کی پالیسیوں اور
پاکستان مسلم لیگ کے احکامات پر سختی سے کاربند رہوں گا/گی اور کسی
مرحلے پر بھی پاکستان مسلم لیگ کے کسی بھی فیصلے کی خلاف ورزی
نہیں کروں گی/گا۔ پارٹی ڈسپلن کی خلاف ورزی کی صورت میں مجھے
جماعت اور صوبائی اسمبلی کی رکنیت سے علیحدہ کیا جاسکے گا۔

3۔ اگر مجھے جماعت کا امیدوار برائے انتخابات نامزد نہ کیا گیا تو اس
صورت میں بھی پاکستان مسلم لیگ کے فیصلوں کی پابندی کروں گا/گی
اور جو ذمہ داری میرے سپرد کی جائے گی اسے پوری دیانتداری سے
اپنی اہلیت اور وسائل کے مطابق پورا کرنے کی کوشش کرتا رہوں
گا/گی۔ پاکستان مسلم لیگ یااس کی اتحادی کی طرف سے جس امیدوار
کو میری جگہ نامزد کیا جائے گا اس کا مکمل ساتھ دوں گی/گا اور اس کی
کامیابی کے لئے اپنے تمام انتخابی مصائب بروئے کار لاؤں گا/گی۔

جناب سپیکر! یہ حلف اللہ کو حاضر و ناظر جان کر پڑھا گیا اور اس کے بعد ٹکٹ لے کر منتخب ہو کر ہم اس ایوان میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ اگر کوئی خدا کو حاضر و ناظر جان کر اس حلف سے پارٹی ڈسپلن کے منافی چلتا ہے تو یہ آپ فیصلہ کر لیں۔ میں آپ کو اس کٹھن فیصلے میں ڈالنے کی کوشش نہیں کروں گی کیونکہ یہ بڑا مشکل فیصلہ ہو جائے گا۔ یہاں ایک پارٹی کو بکھیرنے کے لئے کوئی اُدھر چلا گیا کوئی اُدھر چلا گیا۔ علامہ اقبالؒ نے تو مسلمانوں سے کہا تھا کہ:

یہ ہندی وہ خراسانی، یہ افغانی وہ تورانی
تو اے شرمندہ ساحل اچھل کر بے قراں ہو جا

لیکن یہاں تو کسی کی آنکھ میں شرمندگی ہی نہیں ہے، کسی کی نگاہ میں افسوس بھی نہیں ہے۔

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: میری معزز ممبران سے صرف اتنی گزارش ہے کہ Let her finish اس کے بعد میں سب کو ٹائم دوں گا کیونکہ time slot بھی رکھا ہوا ہے اور اس سے ٹائم کی پابندی نہیں ہو گی۔ جی، منسٹر صاحب!

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! میں نے صرف ان کو ایک یادداشت یاد دلانی ہے۔ میڈم نے ایک تحریر پڑھ کر سنائی ہے کہ جو ممبر کسی بھی جماعت کے ساتھ آئے تھے وہ یہ عہد اور وعدہ کر کے آئے تھے کہ میں اپنی جماعت کے ساتھ رہوں گا یا رہوں گی۔ میں نے محترمہ کو صرف یہ یاد دلانا ہے کہ یہ وعدے صرف انہوں نے نہیں کئے بلکہ یہ وعدے محترم پرویز الٰہی اور چودھری شجاعت نے بھی کئے تھے۔ سب سے پہلے عہد توڑنے والے ان کے بڑے لیڈر ہیں۔

محترمہ شہزادی عمرزادی ٹوانہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ شہزادی عمرزادی ٹوانہ: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں اس ہاؤس کے توسط سے اپنی بہن ممبر سے یہ کہنا چاہوں گی کہ یہ روایات جو ڈالی گئیں آپ ان پر نظر ڈالیں۔ یہ جو حلف نامہ پڑھا گیا ہے یہ اس وقت کہاں تھا جب سنٹر میں پاکستان مسلم لیگ (ق) کی حکومت نہیں بن پا رہی تھی اور انہوں نے پیپلز پارٹی کے بندے توڑ کر اپنا بلاک بنا کر حکومت قائم کی اور ایک ووٹ پر وزیر اعظم بنا۔ آپ نے reserve seats کی عورتوں کو پیپلز پارٹی سے ہیلتھ منسٹر بنایا اس وقت کہاں تھے یہ حلف نامے؟ اس وقت ان کو نااہل قرار کیوں نہیں دیا گیا اور اب یہ سوال اور حلف نامے ان ایوانوں میں پڑھتے ہیں۔ ان حلف ناموں کی دھجیاں کس نے اڑائیں، کس نے ہاتھ ڈالا؟ آپ یہ اپنی یادداشت میں رکھیں کہ پچھلی حکومت میں سیاستدانوں کو غلط کاموں میں کس نے اکسایا، کس نے آرمی جرنیلوں کے کہنے پر حکومتیں قائم کیں اور ایسے قانون اور حکومتیں بنائیں جس نے آج پاکستان کو اس موقع پر لا کھڑا کیا ہے۔ بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: میں یہ بات بار بار کہہ رہا ہوں کہ ہر معزز ممبر کو اپنی بات کرنے کا حق ہے۔ پہلے ان کی بات مکمل ہو لینے دیں اس کے بعد میں انہیں موقع دوں گا جس طرح میں نے ابھی دیا ہے لیکن kindly پہلے ان کی بات تو مکمل ہو لینے دیں۔ جی، محترمہ! آپ اپنی بات مکمل کریں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ اس وقت جو حالات تھے کہ دونوں بڑی پارٹیوں کے لیڈر ملک میں نہیں تھے۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! آپ بجٹ پر بات کریں اور آپ نے ابھی تک بجٹ پر ایک بات بھی نہیں کی۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں جو بھی بات کروں یہ میرا استحقاق ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: چلیں بات کریں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں ان کی بات کا جواب اس لئے دوں گی کہ معزز بہن نے بڑی اچھی بات کی ہے۔ میں یہ کہتی ہوں کہ اگر یہ اس وجہ کو وجوہ بنا کر یہ کہتے ہیں کہ آج ہم بھی وہی غلط کام کریں گے جو آپ سے سرزد ہوئے تو میں یہ کہتی ہوں کہ پھر اس سے پہلے اس سے بڑی بڑی غلطیاں ہوئی تھیں۔چنگیز خان نے تو سروں کا محل بنا دیا تھا، لوگوں کی لاشوں کے محل تعمیر کر دیئے تھے، میرے خیال میں یہ سب کچھ جائز ہو جاتا ہے۔اگر یہ وتیرہ ہم نے اختیار کیا اور اس چیز کو وجوہات بنا کر ہم نے دنیا کا ہر غلط کام کرنا ہے تو پھر آج سے ہماری اصلاح کے تمام دروازے بند ہو جاتے ہیں اور ہم پھر اپنی اصلاح نہیں کر سکتے۔غلط کام ہم کریں یا کوئی اور کرے، غلط ہے اور اسے کبھی بھی کوئی صحیح نہیں کہہ سکتا اور نہ کبھی کوئی مؤرخ صحیح کہے گا۔ میں بالکل یہ نہیں کہوں گی کہ ہم بھی غلط کام کریں تو بالکل غلط ہے اور اس کو آگے بھی رواج بنا کر کیا جائے۔اس چیز کے لئے سرخرو ہو جانا کہ اس نے چوری کی تھی تو میں بھی چوری کروں تو بخشش کے دروازے کھل جائیں گے۔ میں اپنے لوٹا بلاک بھائیوں کی خدمت میں ایک شعر عرض کرنا چاہوں گی کہ:

فکر انجام کر انجام سے پہلے پہلے
دن تو تیرا ہے مگر شام سے پہلے پہلے

میرے بھائی اعجاز شفیع جو یہاں کھڑے ہو کر سب سے زیادہ ہمارے حق میں چیخے اور بولے تھے اور انہوں نے مجھے یہ بھی کہا تھا کہ آپ نے معذرت خواہانہ رویہ کیوں اختیار کیا اور کھوسہ صاحب سے معافی کیوں مانگی؟ میں ان کے لئے کہوں گی کہ:

آئے بکنے پہ تو حیرت میں ہمیں ڈال دیا
وہ جو بے مول تھے نیلام سے پہلے پہلے

جناب سپیکر! بڑے زور و شور سے تقریروں میں امن وامان کا ذکر ہوا۔ میں یہ کہوں گی کہ بجٹ میں بڑا پیسا بھی رکھ دیا گیا لیکن امن وامان کا تو بہت ذکر ہوا کہ یہاں پر سکیورٹی کے لئے پیسے ہونے چاہئیں، ہسپتالوں میں ہنگامی حالات سے نمٹنے کے لئے یہ ہونا چاہئے لیکن دراصل جس نے ہمیں امن مہیا کرنا ہے اس افواج پاکستان کے لئے ایک لفظ بھی نہیں بولا گیا۔اس کو خراج عقیدت پیش کرنے کے لئے ایک بینر بھی نہیں لگایا گیا، ان کے لئے ایک لفظ بھی جناب وزیر نے، کسی ممبر نے یا کسی موجودہ لیڈر نے اپنی تقریر میں لینا گوارا نہ کیا۔ یہ وہ فوج ہے جس نے تیسری مرتبہ ہمیں انڈیا سے بچایا ہے۔ کیا اس کو

خراج عقیدت پیش کرنے کے لئے ایک بینر تو کیا ایک پمفلٹ بھی لکھنے کی کوئی ضرورت نہ تھی؟ فوج کے جوش اور ولولے بڑھانے کے لئے کوئی ترنم مرتب کرنے کی یا اس کے لئے کوئی ریلی نکالنے کی ضرورت نہ تھی؟ اگر وکلاء کی تحریک کے لئے میاں محمد نواز شریف صاحب نکلے تو ہم نے بھی کہا کہ بہت اچھا کیا اور ہم نے اس کا ساتھ دیا۔ اگر آج فوج کے لئے بھی وہ عوام کو لے کر نکل آتے تو ہم بھی ان کے ساتھ ہوتے۔ گھر گھر پرچم لہرائے جاتے، ان کی حوصلہ افزائی ہوتی تو کوئی مشکل نہیں ہے کہ ہم اپنے ملک سے ایک ایک دہشت گرد کو نکال کر باہر پھینک دیں۔ لیڈر چاہے تو پوری عوام کا ریلا لے کر ہر چیز کو کامیاب کر سکتا ہے۔ آرمی چیف کو میں سلام پیش کروں گی کہ وہ اپنے نوجوانوں کا جذبہ ابھارنے کے لئے F-16 اڑاتے ہوئے محاذ پر ان کے درمیان پہنچ گئے۔ یہ رویہ پوری قوم نواز شریف سے بھی expect کرتی ہے۔

جناب سپیکر!

خطہ پاک کو بچانا ہی پڑے گا ہم کو
اپنا گھر بار لٹانا ہی پڑے گا ہم کو
کب تلک مرتے رہیں گے فردا فردا
سر ہتھیلی پہ اٹھانا ہی پڑے گا ہم کو
اب ضرورت ہے کہ پھر نعرہ تکبیر لگے
سعد یہ نعرہ لگانا ہی پڑے گا ہم کو

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ، آپ کا وقت ختم ہو گیا ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! مجھے تھوڑا وقت مزید دیں تاکہ میں اپنی بات ختم کر سکوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، نہیں۔ اس طرح تمام ممبران کے ساتھ زیادتی ہو گی جو وقت رکھا ہے اس وقت کو follow کرنا ہے۔ آپ نے اپنا وقت استعمال کر لیا ہے۔ یہ بیٹھ کر طے ہوا تھا کہ دس دس منٹ کا وقت دیا جائے گا۔

محترمہ آمنہ الفت: آپ نے مخدوم صاحب کو بیس منٹ وقت دیا تھا۔

جناب قائم مقام سپیکر: وہ پارلیمانی لیڈر ہیں۔ آپ میری بات سنیں۔ جب ہاؤس میں بیٹھ کر اس بات کا فیصلہ کیا گیا کہ دس منٹ کا وقت دیا جائے گا۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! آپ نے شیخ صاحب کو بھی زیادہ وقت دیا، مخدوم صاحب کو بھی زیادہ وقت دیا یہ پابندی صرف میرے لئے ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ ریکارڈ نکال کر دیکھ لیں۔ آپ بار بار مجھ پر انگلی اٹھا رہی ہیں یہ ٹھیک نہیں ہے۔

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ملک صاحب!

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ ہماری معزز رکن کو سمجھنا چاہئے اور آپ نے محترمہ سے ایک دفعہ وضاحت بھی طلب کی تھی کہ آپ بجٹ پر بات نہیں کر رہیں تو انہوں نے کہا کہ میری مرضی ہے کہ میں یہ وقت جہاں استعمال کروں۔ میں ان سے درخواست کروں گا کہ جس طریقے سے سب کو وقت مل رہا ہے اسی طریقے سے چلیں لیکن یہ ضد بازی اور بار بار ہر بات پر اڑنا یہ اچھا نہیں ہے۔ دوسروں کے ساتھ یہ ناانصافی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ شمائلہ رانا!

MR. MUHAMMAD EJAZ SHAFI: Mr. Speaker! Point of personal explanation

جناب قائم مقام سپیکر: اعجاز شفیع صاحب! براہ مہربانی آپ تشریف رکھیں میں تھوڑی دیر میں آپ کو وقت دوں گا۔ اگلے مقرر کو بات کر لینے دیں۔ جی، محترمہ!

محترمہ شمائلہ رانا: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کی بہت مشکور ہوں کہ آپ نے بجٹ 10-2009 کے لئے مجھے اپنے خیالات کے اظہار کا موقع دیا۔ میرے قائدین میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف کی خصوصی ہدایت پر وزیر خزانہ نے جو بجٹ پیش کیا اس پر صوبے کے کچھ عوام دبے لفظوں اور کچھ عوام باآواز بلند مبارکباد دیتی ہوئی نظر آئی کہ ان کٹھن مراحل میں اس دور میں، اس مشکل وقت میں اور حالت جنگ میں، دہشت گردی کے معاملے میں ہم نے یہ بجٹ پیش کیا۔ اس بجٹ میں تمام شعبوں کو یکساں اہمیت دی گئی ہے، خواہ وہ تعلیم کا ہو، زراعت کا ہو، صنعت کا ہو، صحت کا ہو کوئی بھی شعبہ ہو۔ پاکستان کے صوبہ پنجاب کا زیادہ تر دارومدار زراعت کے شعبے پر ہے اور زراعت کے شعبے کا یہ حق تھا کہ اس پر زیادہ توجہ دی جاتی کیونکہ ہمارا زیادہ دارومدار اسی پر ہے۔ میاں محمد شہباز شریف کی خصوصی کاوشوں اور ان کی انتھک لگن اور محنت سے آج صوبے کا کسان مطمئن نظر آتا

ہے۔ یہ وہی کسان تھا جس کے حق کو مڈل مین نے مارنے کی کوشش کی اور ہم لوگوں، ہماری قیادت اور حکومت پنجاب نے آڑھتی نظام کو ختم کر کے، مڈل مین کے role کو demolish کر کے اور sorry to say جو محکمے کی کالی بھیڑیں تھیں، جو بیوروکریسی کے روپ میں آ کر وہاں پر بیٹھی تھیں ان کو بھی ہم نے بے نقاب کیا۔

جناب سپیکر! میں آپ کو یہاں پر بتا دینا چاہتی ہوں کہ جو بجٹ پیش ہوا ہے وہ ایک نظر، ایک جگہ دوسری نظر آپ دیکھیں کہ یہ ایوان 371 اراکین پر مشتمل ہے۔ کچھ بیوروکریسی نے یہ ٹھان لیا ہے کہ ان تمام لوگوں کو بے توقیر کیا جائے۔ میں آپ کو یہ بتا دینا چاہتی ہوں کہ صحت کے شعبے کو دیکھیں کہ ہر ضلعی ہیڈ کوارٹر میں اب dialysis کی سہولت میسر ہے۔ یہ کن کاوشوں کا نتیجہ ہے میں سمجھتی ہوں کہ یہ اپنی مثال آپ ہے۔ کسی صوبے میں یہ مثال نہیں ملتی، میں یہ کہوں تو یہ بے جا نہ ہو گا کہ خادم اعلیٰ پنجاب نے غریبوں کو بے موت مرنے سے بچایا ہے۔ وہ غریب جو کہ مہنگا ترین dialysis کروانے سے محروم رہتے تھے اور وہ وفات پا جاتے تھے میں سمجھتی ہوں کہ آج صوبے میں غریب عوام کے لئے انہی سہولتوں کا فقدان ہے جو کہ امیر لوگوں کے لئے میسر ہوا کرتی تھیں۔

جناب والا! آپ بھی جانتے ہیں، یہ ایوان بھی جانتا ہے اور اس ایوان کے ستون بھی جانتے ہیں کہ جس طرح ہم نے، میرے قائدین نے عدلیہ کے وقار کو بلند کیا، نہ صرف عدلیہ کے وقار کو بلند کیا بلکہ ہم نے ماتحت عدلیہ کی تنخواہوں میں خاطر خواہ اضافہ کر کے محکمے میں بدعنوانی اور رشوت کا جو بازار گرم تھا ہم نے اس کو ختم کیا ہے۔ میں یہ سمجھتی ہوں کہ یہ ایک بہت بڑا قدم ہے، یہ کوئی چھوٹا قدم نہیں ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ میں عوام الناس کے رویہ کے ساتھ اور عوام الناس کے ساتھ اتفاق کرتی ہوں کہ سرکاری ملازمین کی تنخواہوں میں خاطر خواہ اضافہ نہیں ہوا جس طرح کہ مہنگائی آئے دن بڑھتی جا رہی ہے لیکن ایک حقیقت یہ بھی ہے کہ ہمیں اتنے ہی پاؤں پھیلانے ہیں جتنی ہمیں مرکز چادر فراہم کرے گا۔ اگر ہم اپنے پاؤں کو زیادہ پھیلا دیں گے تو ہمارے اپنے ہی پاؤں ننگے ہوں گے۔

جناب سپیکر! میں آپ کو یہ بتا دینا چاہتی ہوں کہ آج ہم حالت جنگ میں ہیں، آج ہمارا جو پاکستان ہے وہ جنگ کی کیفیت سے گزر رہا ہے اور اس وقت سوات مالاکنڈ میں جو صورتحال چل رہی ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں ہے۔ پنجاب نے بڑے بھائی کا جو کردار ادا کیا ہے وہ حکومت پنجاب کی پالیسیوں کا نتیجہ ہے۔ ہم نے دہشت گردی کے واقعات سے نمٹنے کے لئے اپنے محدود وسائل کو بروئے کار لاتے ہوئے کچھ رقم اس میں مختص کی ہے۔ ایک خوف کے پیش نظر کہ مجھے کچھ دیر کے لئے

دائرہ خواتین سے نہ نکال دیا جائے میں ایک بات کہوں گی کہ میری اپوزیشن اراکین بہنوں نے کچھ دن پہلے جب یہ بجٹ پیش ہوا کہ وہ سراپا احتجاج تھیں کہ اس بجٹ میں خواتین کے لئے تو کوئی حصہ ہی نہیں مختص کیا گیا، کوئی رقم مختص نہیں کی گئی تو میں ان لوگوں کو بتا دینا چاہتی ہوں کہ اسی دن میں اپنے آپ، اپنی ذات سے سوال کرنے لگی کہ کیا صوبے میں dialysis کی جو سہولت مہیا کی گئی ہے کیا وہ صرف مردوں کے لئے ہے، کیا صوبے میں جو تعلیم کے ثمرات ہوں گے وہ مردوں کے لئے ہوں گے، کیا آپ نے سرکاری ملازموں کی تنخواہوں میں جو 15 فیصد اضافہ کیا ہے وہ صرف مردوں کی تنخواہوں میں اضافہ ہوا ہے؟ نہیں جتنا کہ اس بجٹ سے ایک مرد کو فائدہ پہنچا ہے اتنا ہی ایک خاتون کو فائدہ پہنچا ہے۔ چاہے وہ گھریلو خاتون ہو، چاہے وہ ایک آفس میں کام کرنے والی خاتون ہو۔ میں یہ سمجھتی ہوں کہ آج اس جنگ سے ہمیں اس وقت سے نکل جانا چاہئے جس میں کہ مجھے کیا ملا اور تجھے کیا ملا۔ آج وہ وقت ہے کہ جائیں ہم سوات میں، مالاکنڈ میں اور ان لوگوں کو جو کہ بے آبرو اور جن لوگوں کی عزت و عصمت کی داستانیں چہار وانگ ہوا کرتی تھیں، جہاں پر جھرنے تھے مگر آج وہاں کی وادیوں میں خون کی ہولی کھیلی جا رہی ہے تو ہمیں چاہئے کہ ہم اس نمبر زگیم سے نکل کر کہ اس نے کیا کیا، اس نے ماضی میں کیا کیا اور ہم نے کیا کیا؟ ہمیں آج اس پاکستان کے لئے کچھ کرنا چاہئے، ان خواتین کے لئے کچھ کرنا چاہئے جنہوں نے ہمیں اپنا نمائندہ بنا کر اس ایوان میں بھیجا ہے اور جو ہماری منتظر ہیں۔

جناب سپیکر! میں آخر میں یہ کہوں گی کہ:

اٹھو میری دنیا کے غریبوں کو جگا دو
کاخ کے امراء کے درو دیوار ہلا دو

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! پاکستان کے دشمنوں کو اللہ تعالیٰ نیست و نابود کرے اور پاکستان کو رہتی دنیا تک سلامت رکھے۔ میری یہ دعا ہے۔ آپ کا بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے وقت دیا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ محترم الحاج محمد الیاس چنیوٹی صاحب!

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اللہ رب العزت کا فرمان ہے کہ "اگر آپ شکریہ ادا کریں گے تو اللہ تعالیٰ اس میں مزید برکتیں عطا فرمائیں گے۔" میں سمجھتا ہوں کہ ان مضطرب حالات میں میاں محمد شہباز شریف کی ہدایت پر ہمارے وزیر خزانہ جناب تنویر اشرف کائرہ اور پوری پنجاب کابینہ مل جل کر متوازن اور ٹیکس فری بجٹ پیش کرنے پر لائق تحسین ہیں۔ میں

دیکھتا رہا کہ بجٹ کی تیاری کے دوران خود میاں محمد شہباز شریف پریشان تھے اور بہت سارے ممبران کو اکٹھا کیا کہ یہ فنڈز کیسے اکٹھے کئے جائیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ جو بجٹ پیش کئے جاتے ہیں یہ ملک اور صوبوں کی ترقی کے لئے ہوتے ہیں۔

الحمدللہ ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب نے کوئی ایک شعبہ نہیں بلکہ تمام شعبوں پر گہری نظر رکھی ہے اور ایک درد اور فکر مند دل لے کر انہوں نے جستجو کی ہے۔ صحت، زراعت، سکول، تعلیم الغرض کہ مختلف شعبوں پر انہوں نے مانیٹرنگ سیل قائم کئے اور ان کی یہ کوشش رہی ہے کہ ہر محکمہ اچھے سے اچھے نتائج دے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ تمام شعبوں کو ترقی دی گئی ہے لیکن میں اپنے شہر کی حد تک بات کروں گا کہ ہمارے شہر چنیوٹ کو ایک تحصیل سے ضلع کا درجہ دے کر ترقی دی گئی جس پر ہم اللہ رب العزت کے بعد پاکستان مسلم لیگ (ن) کی قیادت کا جتنا شکریہ ادا کریں وہ کم ہے۔ اس وقت ہمارے ضلع چنیوٹ کی تعمیر و ترقی کے لئے 650۔ ارب روپے منظور کر لیا گیا ہے اور one time grant کے طور پر بھی ہمیں 20 کروڑ روپیہ دیا گیا ہے اور یہ کھوکھلے نعرے نہیں ہیں کیونکہ ایک ہفتہ پہلے اس کا پہلا حصہ ساڑھے آٹھ کروڑ روپے ڈی سی او چنیوٹ کے اکاؤنٹ میں جمع کروا دیا گیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ دو ہفتے پہلے مزید ایک اور پیغام آیا کہ حکومت پنجاب اس شہر کو تین میگا پراجیکٹ دینا چاہتی ہے جس کے لئے ہمیں ساڑھے 16 کروڑ روپے دے دیا گیا جس پر میں حکومت پنجاب کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں۔

جناب والا! اس وقت ہمارے ضلع چنیوٹ میں ضلعی دفاتر کے قیام کے لئے دن رات بھرپور محنت اور کوشش کی جا رہی ہے۔ ہمارے ڈی پی او، ڈی سی او صاحبان اور دیگر محکمہ جات کے افسران تشریف لا رہے ہیں۔ دو دن پیشتر 18۔ جون کو چیف سیکرٹری پنجاب جاوید محمود صاحب اور ان کی ٹیم ہمارے ہاں تشریف لائی جہاں پر چیف سیکرٹری صاحب نے سختی سے ہدایات کی ہیں چونکہ وزیر اعلیٰ صاحب چاہتے ہیں کہ یکم جولائی سے یہ ضلع عملی طور پر اپنا کام شروع کر دے اس لئے یکم جولائی تک تمام اداروں کو قائم ہو جانا چاہئے۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ پورے پاکستان کی فلاح و بہبود کے لئے وزیر اعلیٰ صاحب کی خصوصی میٹنگ میں اور چیف سیکرٹری صاحب کی ملاقات کے دوران میں نے گزارش کی اور بتایا کہ ہمارے شہر چنیوٹ میں جھنگ روڈ پر ہمارے سائنسدانوں نے 660 ملین ٹن لوہا دریافت کیا ہے اور تجزیہ کاروں نے بتایا ہے کہ یہ لوہا صرف شہر چنیوٹ نہیں، پنجاب نہیں بلکہ پورے پاکستان کی 125 سال

تک لوہے کی تمام ضروریات کی کفالت کر سکتا ہے اس لئے وزیر اعلیٰ صاحب سے گزارش کی ہے کہ جیسے آپ دوسرے معاملات میں خصوصی دلچسپی لے رہے ہیں تو یہاں چنیوٹ میں سٹیل ملز کے قیام کو بھی یقینی بنایا جائے۔ اس وقت آپ دیکھیں کہ کراچی میں قائم ہماری سٹیل ملز کے لئے raw material میانوالی کے پہاڑوں سے 800 میل دور کا سفر طے کر کے وہاں پہنچایا جاتا ہے اگر یہی ملز چنیوٹ میں لگا دی جاتی ہے تو پھر ایک سو میل کا سفر طے کر کے وہ ریت چنیوٹ پہنچ جایا کرے گی۔ میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ اس منصوبے کو بروئے کار لا کر اس پر عمل درآمد کیا جائے کیونکہ یہ منصوبہ کسی ایک ضلع کے لئے نہیں بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ چنیوٹ میں سٹیل ملز کا قیام پورے ملک کی معیشت کے لئے ایک بہترین اور مثبت کردار ادا کرے گا۔

جناب والا! پنجاب کے سربراہ میاں محمد شہباز شریف نے گہری فکر مندی کے ساتھ پنجاب بلکہ پورے ملک کی تاریخ میں اس صوبے میں پہلی مرتبہ امسال 60 ملین ٹن ریکارڈ گندم کا ذخیرہ اکٹھا کیا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ صرف پنجاب کے لئے نہیں الحمد للہ اس سے دوسرے صوبے بھی فیض یاب ہو رہے ہیں لیکن کچھ تحفظات جن کا ذکر شیخ علاؤالدین صاحب نے کیا ہے میں بھی کہوں گا کہ ان کو ملحوظ خاطر رکھا جائے۔ اس وقت گندم کے بعض ایسے سٹور ہیں جو کھلے آسمان تلے پڑے ہوئے ہیں اور خطرہ یہ ہے کہ اگر ان کے لئے ترپالیں جلد مہیا نہ کی گئیں تو بارش کی وجہ سے گندم کے ذخیرے کو نقصان ہو سکتا ہے اس لئے میری گزارش ہو گی کہ ترپالوں کا جلد از جلد بندوبست کیا جائے۔

جناب سپیکر! صحت کے متعلق بہت کچھ کہا گیا اور رکھا گیا لیکن اس میں میری یہ گزارش ہو گی کہ ہم یہ دیکھ اور سن رہے ہیں کہ جب کوئی بھی منصوبہ صحت کے متعلق بنایا جاتا ہے تو وہ پہلے سے موجود بڑے بڑے ہسپتالوں کے ساتھ منسلک کر دیا جاتا ہے جس سے اس کی انتظامیہ کو ان منصوبوں کو cover کرنا اور ان کا نظم و نسق چلانا مشکل ہو جاتا ہے اس لئے اس قسم کے منصوبوں کو دور دراز کے دیگر شہروں میں قائم ہسپتالوں کے ساتھ منسلک کیا جائے تاکہ لوگوں کو لاہور پہنچنے میں اٹھائی جانے والی دقتوں کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

ترقیاتی سکیموں کے متعلق میں یہ گزارش کروں گا کہ اس میں involve تمام محکموں کو گزارش اور ہدایت کی جائے چونکہ paper work بناتے بناتے گیارہ مہینے گزر جاتے ہیں اور مئی کے مہینے تک وہ paper work مکمل ہوتا ہے تو اس وقت order ہوتا ہے کہ ان کو فنڈز جاری کر دیئے جائیں لیکن اسی اثنا میں جون کا مہینہ آ جاتا ہے اور بجٹ کی تیاریاں شروع ہو جاتی ہیں۔ میں نے

اپنے علاقے میں خود دیکھا ہے کہ سڑکوں کے تین منصوبوں کے فنڈز جون آنے کی وجہ سے lapse ہو گئے ہیں لہذا اس طریقے سے بروقت کارروائی نہ ہونے کی وجہ سے ہمارے یہ منصوبے ادھورے ہی رہ جاتے ہیں اس لئے ان محکموں کو ہدایت کی جائے کہ وہ اپنا کام صحیح وقت پر کریں تاکہ ہر سال کا منصوبہ اپنے وقت کے اندر مکمل ہو جائے۔ میں ایک بار پھر حکومت پنجاب کا، میاں شہباز شریف صاحب اور تمام حکومت کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے ان کٹھن حالات میں ایک بہترین اور ٹیکس فری بجٹ پیش کیا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو مل جل کر پنجاب اور پورے پاکستان کو ایک صحیح نہج پر چلانے کی توفیق عطا فرمائے۔ بہت بہت شکریہ۔(آمین)

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ محترمہ عائشہ جاوید!

محترمہ عائشہ جاوید: شکریہ۔ جناب سپیکر! جس طرح مجھ سے پہلے بات ہو چکی ہے اور چونکہ میرا اپوزیشن سے تعلق ہے شاید سنا بھی جائے لیکن جس طرح ہمارے حکومتی بنچوں نے تعریفیں کی ہیں۔ سب سے پہلے تو میں خصوصاً چیف منسٹر کو بہت بہت مبارکباد پیش کرنا چاہوں گی کہ انہوں نے بہت توجہ سے رائیونڈ اپنے گھر میں بلا کر یہ بجٹ بہت پیار سے بنایا۔ یہ بڑا معصوم سا بجٹ اور بڑا شریفانہ بجٹ ہم سب کے سامنے آیا اس پر میں ان سب کو اور ان کی ٹیم کو خراج تحسین پیش کرتی ہوں۔ آپ کو میری طرف سے اور اپوزیشن کی طرف سے اس قسم کا بجٹ لانے پر بہت بہت مبارکباد ہو، یہ شریفانہ بجٹ ہم سب کو جتنا مہنگا پڑے گا آپ کو بھی اس کا پتا ہے۔ میں نے چند ایک گزارشات documentary evidence کے ساتھ، documentary proof کے ساتھ یہاں پر کرنی ہیں کیونکہ یہاں میڈیا بھی بیٹھا ہے۔ یہاں بات budget speech کی ہوئی تو pro poor initiatives کی بات ہوئی۔ pro poor initiative is a very good and a nice star a slogan کانوں کو بھلا لگنے والا slogan ہے۔ اگر ہم اس کی گہرائی میں جائیں تو انہوں نے اس میں مختلف initiatives دیئے ہیں جس میں گرین ٹریکٹر سکیم ہے۔ گرین ٹریکٹر سکیم غریب کسانوں کے لئے ہے اور اس میں اتنا خوبصورت نیچے لکھا گیا یہ budget speech میرے سامنے پڑی ہوئی ہے اس کے دینے کا طریق کار بہت شفاف ہے، computerized ہے۔ مجھے نہیں معلوم کہ اس غریب صوبے کے غریب چیف سیکرٹری جو کہ ایک نہایت ہی شریف انسان ہیں، میں دوبارہ شریفانہ بجٹ کی طرف آؤں گی کہ ان کی بیگم اور بیٹے کا نام اس سکیم میں کیسے نکل آیا، شیم یا نہیں، میں اس پر کوئی comment نہیں کروں گی لیکن آپ کے سامنے یہ proof ہے اور مجھ سے لے سکتے ہیں۔ اس لسٹ میں ان کے بیٹے اور ان کی بیگم کا

نام ہے۔یہاں یہ بات ہو رہی تھی شاید اپوزیشن میں سے ہی کسی نے point out کیا کہ لوگ مستفید نہیں ہو رہے ہیں تو میں ان کو درست کروں گی کہ لوگ مستفید ہو رہے ہیں اور یقیناً ہو رہے ہیں۔ جو آپ کے قریب ہیں، جو آپ کے ملازمین ہیں اور جو آپ کے پروردہ ہیں وہ یقیناً یہاں مستفید ہو رہے ہیں یہ بات غلط ہے اور ہمیں اپنے الفاظ واپس لینے چاہئیں۔ میں آگے technical point پر بات کروں گی۔۔۔

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ محترمہ نے جو بات کی ہے۔ گرین ٹریکٹر سکیم کے لئے ایک criteria بنا ہے کہ اگر اتنی land limit کے نیچے ہے تو ان کو گرین ٹریکٹر مل جائے گا اس میں یہ کہیں نہیں لکھا ہوا ہے کہ چیف سیکرٹری یا اس کا بیٹا یا میں یا سپیکر اگر ہم اس limit میں آتے ہیں تو ہمیں نہیں ملے گا۔ یہ غلط بات ہے اس پر کوئی limitation نہیں ہے، اگر limitation ہے کہ چیف سیکرٹری نہیں لے سکتا، اگر اس کے پاس زمین نہیں ہے، law کے مطابق دس ایکڑ سے کم زمین والا گرین ٹریکٹر لے سکتا ہے اور اگر وہ 9 ایکڑ کا مالک ہے تو وہ لے لے۔یہاں کونسلر نہیں ہوتے کیا؟ کسان کونسلر ہوتے ہیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب! شکریہ، میری بار بار ممبران سے یہی گزارش ہے اور وہ اپنا point of view دے رہی ہیں، kindly ان کو اپنا point of view دینے دیں اور انہیں اپنی بات کرنے دیں۔ اس پر بار بار point of explanation کی ضرورت نہیں ہے۔یہاں پر وزیر خزانہ صاحب بیٹھے ہیں وہ نوٹس لے رہے ہیں۔ جی، محترمہ!

محترمہ عائشہ جاوید: جناب سپیکر! اگر میں ان کی بات کا جواب دوں گی تو اپنے point سے ہٹ جاؤں گی۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ اپنی بات کریں۔

محترمہ عائشہ جاوید: یہ گاڑیاں لے رہے ہیں اور کس کو گاڑیاں دے رہے ہیں، میرے خیال میں اس پر مجھے بھی نہیں آنا چاہئے۔ انہوں نے اگر speech سننی ہے تو ٹھیک ہے، میری بات کا جواب یا تو Finance Minister دیں گے، ان کے علاوہ Law Minister دیں گے اور میں آپ سے مخاطب

ہوں، شکریہ میری چند ایک گزارشات ہیں اس میں جو ہمیں difference نظر آ رہا ہے کہ 1060 بلین جو حکومت نے white paper شائع کیا ہے اس میں revise budget کی جو figure آ رہی ہے وہ 173 آ رہی ہے۔ یہ میں جاننا چاہوں گی کہ انہوں نے یہ figures ہمیں دیئے ہیں یہ کیا reconciled ہیں with P&D Department and Finance Department یا نہیں؟ یہ بہت technical points ہیں۔ اگر ہم یہ books issue کر رہے ہیں تو یہ بہت authentic ہیں اور یہ ہمارے لئے ایک صحیفہ ہی ہیں کیونکہ ہمیں تو کہیں اور access نہیں ہے۔ اگر آپ کی book کے statistics ہی آپس میں tally نہیں کر رہے ہیں تو یہ کس بنیاد پر اتنا زیادہ difference آ رہا ہے؟ Another difference I want to highlight is that کہ یہاں cash credit accommodation میں بہت زیادہ difference آ رہا ہے۔ آپ نے یہاں show کیا ہے، میں whit paper کا بھی بتاؤں گی اگر kindly منسٹر صاحب اس کو نوٹ فرمالیں۔ اس میں 2008-09 کا 48,360,983.000 کا ہے جبکہ revised white paper میں دیا گیا ہے 156,506.476 اگر آپ یہ estimate کی book کھولیں اس میں receipt of estimate تو اس کے اندر جو figure آ رہا ہے 331,994,183 that is ۔ اگر یہ mistake ہے تو بہت بڑی mistake ہے اور اگر یہ mistake نہیں ہے تو بتائیں کہ اتنا زیادہ difference کیسے آ رہا ہے؟ اس کے جوابدہ کون ہوں گے؟ ہمیں misguide نہ کیا جائے، لوگوں کو misguide نہ کیا جائے یہ documentary proof ہے صفحہ 122 اور 123 پر دیکھ سکتے ہیں۔ آپ white paper میں ایک بات بتا رہے ہیں دوسری کتاب estimate of receipt اس کو negate کر رہی ہے۔ یہاں مخالفت برائے مخالفت نہیں ہو رہی ہے بلکہ میں یہاں documented evidence کے ساتھ بات کر رہی ہوں۔ اگر آپ کے پاس اس کی کوئی justification ہے اور اس کی کوئی explanation ہے تو پلیز دیجئے۔ Another point I want to highlight is that آپ لوگوں نے فوڈ سٹیمپ سکیم اور سستی روٹی میں Billions of rupees have been allocated، میں یہ نہیں کہہ رہی ہوں کہ اس کو آپ ختم کریں اگر آپ نے جاری رکھنا ہے تو بے شک جاری رکھیں جس طرح باقی آپ کے بہت اعلیٰ اور اچھے منصوبے چل رہے ہیں۔ میرا سوال اور گزارش یہ ہے کہ کیا اب تک جتنا پیسا اس فوڈ سٹیمپ سکیم میں جا چکا ہے اور جتنا پیسا سستی روٹی یا گرین ٹریکٹر سکیم میں جا چکا ہے ان تینوں سکیموں کا میں نے pro poor initiatives میں ذکر کیا ہے۔ کیا اس کی valuation ابھی تک ہوئی ہے یا نہیں؟ This

is my basic question یہاں ابھی تک ان کی valuation نہیں ہوئی، کیا criteria ہے یا یہاں کوئی ڈیٹا ہے؟ ابھی تک جو کتابیں ہمیں یہاں دی گئی ہیں ان کو میں نے تھوڑا سا چھاننے کی اور پڑھنے کی کوشش کی لیکن اس کے اندر کوئی ڈیٹا نہیں ہے۔ آگے چل کر law and order کی بات کرتے ہیں۔ آپ نے law and order میں 23 بلین دیئے ہیں۔ It is a good point بلکہ economist تو کہہ رہے ہیں کہ اس وقت 100 بلین کی requirement ہے۔ اگر آپ نے 43 بلین دیئے ہیں تو My question is that کہ آپ لوگ ہمیں بتائیں کہ at least یہ کس مد میں جائیں گے؟ یہ سکیورٹی کے لئے جو ہم پر تعینات ہیں کیا ان کی اپنی سکیورٹی میں جا رہے ہیں، کیا یہ پولیس کی ٹریننگ میں جائیں گے؟ صرف vague اور generalize قسم کی ایک figure دے دیتے ہیں۔ اس کو کم از کم تھوڑا سا explain کیا جائے کہ یہ کس مد میں ہوں گے؟ یہ شہداء ہیں یا آگے جا کر کوئی problems آئیں گی یہ ان کی compensation میں ہوں گے، یہ پولیس کی pay raise میں استعمال ہوگا یہ کہاں استعمال ہوگا؟ ہمارے یہاں اس وقت جو situation ہے terrorist activities چل رہی ہیں میری یہ humble suggestion ہے ہمیں اپنے foreign department کو proper کرنا چاہئے تاکہ ہم اسے اچھے طریقے سے چلا سکیں اور کوئی clue مل سکے۔ آج تک جتنے دھماکے ہوئے ہیں بعد میں صرف ایک خبر آ جاتی ہے کہ اس میں سے main آدمی پکڑا گیا لیکن کبھی بھی منظر عام پر کوئی چیز نہیں آتی اور نہ کوئی کیفر کردار تک پہنچتا ہے تو unfortunately ہم ان معاملوں کو چھوڑ دیتے ہیں۔ ہم ایک figure تو آگے دے رہے ہیں لیکن ہم یہ نہیں دیکھتے کہ ان کا break down کیا ہے؟ اس لئے صرف اس کو دیکھ لیجئے جو آپ کی figures میں problem آ رہے ہیں۔ شکریہ

MR MUHAMMAD EJAZ SHAFI: Point of personal explanation

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ جو بات میری محترمہ بہن نے کی ہے اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ آمنہ الفت صاحبہ نے جو oath ہاؤس میں پڑھا ہے وہ بالکل ٹھیک تھا۔ مگر اس میں کہیں یہ نہیں لکھا ہوا ہے کہ جو آمنہ الفت صاحبہ کہیں گی وہی ہم نے کرنا ہے۔ گزارش یہ ہے کہ آج بھی ہم پاکستان مسلم لیگ کے ہی ممبر ہیں، آج بھی ہم اسی پارٹی کے ممبر ہیں، اسی پارٹی کے پلیٹ فارم پر بیٹھے ہیں اور اسی پارٹی کے seats پر sign بیٹھے ہیں۔ اگر یہ اپنی پارٹی میں ڈکٹیٹرشپ کرنا چاہتے ہیں تو

مجھے نہیں پتا کہ یہ کس جمہوریت کی بات کرتے ہیں۔ہاؤس کے اندر جو پارلیمانی پارٹی ہے یا ہاؤس میں جو پارلیمنٹیرین ہیں اکثریت نے یہ فیصلہ کیا ہے، یہ اعجاز شفیع کا فیصلہ نہیں ہے بلکہ unanimous اکاون آدمیوں کا فیصلہ ہے کہ ہم نے ہاؤس کے اندر میاں محمد شہباز شریف کا ساتھ دینا ہے۔اب یہ ہمارے اوپر impose کر رہے ہیں کہ نہیں، ہم نے یہ کرنا ہے۔یہ کس طرح---

جناب قائم مقام سپیکر: میرا خیال ہے یہ بات چیمبر میں ہو جائے گی۔آپ کا point of personal explanation کیا ہے؟

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! انہوں نے کہا ہے کہ اعجاز شفیع نے کوئی بھینس چوری اور بکری چوری---

جناب قائم مقام سپیکر: ہاں! یہ بات آپ کر لیں۔یہ ٹھیک ہے۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! میں باکردار politician ہوں۔آج تک اس طرح کی negative بات کسی نے میرے اوپر کی ہے نہ میں نے کبھی کی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: چلیں! بہت شکریہ۔آپ کی personal explanation آ گئی۔جی، بہت شکریہ

محترمہ آمنہ اُلفت: جناب سپیکر! آپ بار بار ان کو ٹائم دیتے ہیں، پوائنٹ آف آرڈر پر وہ تقریریں کر رہے ہیں۔مجھے آپ تقریر کا بھی پورا ٹائم نہیں دیتے۔میں اس بات پر واک آؤٹ کر رہی ہوں۔

(اس مرحلہ پر حزب اختلاف کی رکن محترمہ آمنہ الفت
ایوان سے واک آؤٹ کر گئیں)

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! یہ صوبائی اسمبلی پنجاب کے سوموار کے اجلاس کا جو پروگرام ملا ہے وہ صبح دس بجے شروع ہونے کے لئے دیا گیا ہے جبکہ ایک چھٹی آتی ہے گھروں میں اور عوام کے بہت سارے مسائل ہوتے ہیں تو اگر حسب سابق روایت وہ پروگرام بعداز دوپہر رکھ لیا جائے تو زیادہ مناسب ہو گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، مل بیٹھ کر یہ فیصلہ کیا گیا تھا اور اس میں logic ہے۔اُس کی وجہ سے اجلاس اب سوموار والے دن دس بجے صبح ہی ہو گا۔جناب طاہر نوید صاحب!---طاہر نوید صاحب موجود نہیں ہیں؟---محترمہ عارفہ خالد پرویز صاحبہ!

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ سب سے پہلے میں پنجاب حکومت کو متوازن بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتی ہوں۔ اتنی اکھاڑ پچھاڑ، پچھلے دِنوں جن حالات سے ہم گزرے اس کے باوجود ایک انتہائی اچھا بجٹ ہمارے سامنے آیا ہے۔ یہ definitely پنجاب گورنمنٹ کی طرف سے اور ہمارے coalition partner کی طرف سے بہت اچھی effort ہے۔ بجٹ کی جو strategy ہے یہ چار نکات پر مشتمل ہے جس میں شعبہ تعلیم، شعبہ صحت، امن وعامہ اور سستا انصاف مہیا کرنے کے لئے مثبت قدم ہے ان کے لئے پنجاب حکومت نے جو اقدامات کئے ہیں وہ definitely ہمیں appreciate کرنے چاہئیں کیونکہ پنجاب حکومت نے جو ماڈل follow کیا ہے یہ چائنا کے ماڈل کو سامنے رکھ کر بنایا گیا ہے کیونکہ وہ ایک developing country ہے جو کہ اقتصادی ترقی کی طرف گامزن ہے اور میں سمجھتی ہوں کہ ہمارے بجٹ میں اس کا ماڈل follow کیا جائے تو یہ ہمارے لئے ایک خوش آئند بات ہوگی۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ایک منٹ آپ ٹھہریئے گا، لیڈر آف اپوزیشن سے میری گزارش ہے کہ محترمہ آمنہ اُلفت واک آؤٹ کرکے گئی ہیں اگر وہ موجود ہیں تو kindly ان کو لے آئیں۔ بہت شکریہ

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب سپیکر! ہم نے ان ملکوں کی مثال کو follow کیا جنہوں نے کم سے کم عرصے میں زیادہ سے زیادہ ترقی کی ہے۔ یہ ہمارے صوبے کے لئے اور ہمارے ملک کے لئے خوش آئند بات ہے۔ ان تمام پہلوؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے اس بات کی اہم ضرورت ہے کہ میں ہاؤس کو یہ بتا سکوں کہ جو اہم شعبے ہیں ان میں ایجوکیشن، ہیلتھ، poverty reduction اور سستا انصاف، ان کے لئے جو بھی اقدامات کئے جائیں گے ان کو ہماری طرف سے appreciation ملے گی۔ تعلیم کے شعبے میں پچھلے سال سے زیادہ رقم مختص کی گئی ہے۔ اس بات پر میں یہ واضح کرنا چاہتی ہوں کہ خاص طور پر computer literacy کی مد میں حکومت نے جن روپوں کا بجٹ رکھا ہے اس میں جو school going بچے ہیں ان کی طرف سے ہمیں انتہائی satisfactory results ملیں گے کیونکہ آج کل کی دنیا میں یہ ترقی کے لئے انتہائی اہم اور ضروری قدم ہے اور اس کے لئے خاص طور پر غور کیا گیا۔ علاوہ ازیں حکومت پنجاب کا جو نیا منصوبہ ہے یعنی جو دانش سکول سسٹم بنایا جارہا ہے اس کے لئے میں پنجاب حکومت کو مبارکباد پیش کرنا چاہتی ہوں کیونکہ جو دانش سکول ہیں وہاں صرف اور صرف غریب عوام کے بچے پڑھیں گے اور یہ پنجاب کے صوبے کو ایک بہت بڑا تحفہ ہوگا۔ اس میں جو بھی بچے داخل ہوں گے وہ ایسے گھرانوں سے تعلق رکھیں گے جن کے والدین میں اتنی سکت نہیں ہے کہ وہ اپنے بچوں کو

پڑھا سکیں جبکہ وہ بچے intelligent بچے ہیں اور ہم ان بچوں کی intelligence کو trigger کر سکتے ہیں اور ایک ایسا سکول سسٹم جس کو اپنی سن یا گھوڑا گلی یا اچھے سکولوں کے ساتھ compare کر سکتے ہیں اگر اس کی facility ان بچوں کے گھروں تک پہنچ جائے گی تو یہ ایک بہت بڑا تحفہ ہو گا یہ اسی قسم کا قدم ہے جیسے سستی روٹی کا قدم تھا یا فوڈ سٹیمپ پروگرام کا قدم تھا۔ I think یہ پنجاب حکومت کا انتہائی خوبصورت plan ہے۔ اس کو میں بہت دل سے appreciate کرنا چاہتی ہوں۔ پنجاب کی عوام کو اس حکومت سے ایک اور بھی توقع تھی اور وہ انہوں نے کام کیا وہ teachers training programme ہے اور میں سمجھتی ہوں کہ یہ سب سے بڑی acility ہے جو ہم teachers training programme کے ذریعے بچوں کو دے سکتے ہیں۔ کچھ infrastructure تو ہمارے پاس موجود ہے لیکن اس کے اندر کچھ ڈویلپمنٹ ہو گی اس کے ساتھ automatically سکول سسٹم جو ہیں وہ improve ہوں گے اور trained teachers جب وہاں پر آ کر بچوں کو پڑھائیں گے تو ہماری تعلیم کا معیار جو بہت بری طرح گر چکا ہے جس کا پچھلی حکومت نے پنجاب کے ساتھ مذاق کیا تھی "پڑھا لکھا پنجاب" کا جنہوں نے ان چیزوں پر بالکل دھیان نہیں دیا اس پر اب جب ہم لوگ کام کر رہے ہیں تو میرا خیال ہے کہ ہر ذی ہوش انسان جو اس اسمبلی میں بیٹھا ہوا ہے وہ appreciate کرے گا کیونکہ ایک بات ضرور ہے کہ جو کہ پچھلے سال میں بھی باوجود Whatever problems we face I think کہ جو endowment fund دیا گیا، جس کے ساتھ ایسے بچوں کو encourage کیا گیا جو بچے لائق تھے اور جو میرٹ پر اپنا کچھ نہ کچھ proof کر سکتے تھے وہ 2۔ارب کا endowment fund ان بچوں کو appreciate کرنے کی ایک بہت ہی خوبصورت effort تھی اور انہیں guard of honours دیئے گئے اور ان بچوں کو خاص appreciation ملی ان چیزوں سے پنجاب کو پڑھا لکھا بنا سکتے ہیں نہ کہ صرف کتابی باتیں اور unhealthy criticism کے ساتھ۔ اب ہمیں آنے والی نسلوں کی جو تقدیر ہے وہ بدلتی نظر آ رہی ہے اور اس کے لئے میں پنجاب حکومت کو بہت مبارکباد پیش کرنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر! شعبہ صحت میں پنجاب حکومت نے ایسی روایت توڑی ہے جو انقلابی تبدیلی لانے کا باعث بنے گی اس میں مفت ادویات کا جو بجٹ ہے اس کو انہوں نے یورپی ممالک سے بھی بہتر طریقے سے دینے کی کوشش کی ہے۔ میں اس جگہ پر اتنی سی روشنی ڈالنا چاہتی ہوں کہ امریکہ جیسے ملک میں بھی مفت ادویات نہیں دی جاتیں وہاں پر بھی MRI scans, CT scan کروانے والے ہمیشہ کے لئے قرضوں تلے دب جاتے ہیں۔ ہمارے ملک میں ضلعی سطح پر اور ہر جگہ جب یہ facilities

provide کرنے کی اگلے سال میں جو کوشش ہے یہ پنجاب حکومت کی طرف سے بہت اچھی effort ہے اور اس کے لئے بھی آپ کو مبارکباد پیش کرتی ہوں۔ پنجاب میں ہیپاٹائٹس کی مفت ویکسین مہیا کرنے کی جو effort کی ہے یہ ضرور appreciate کرنے کے قابل ہے۔ یہ basic چیزیں ہیں ایجوکیشن اور ہیلتھ۔ یہ basic چیزیں اگر look after ہو جائیں تو ایک عام شہری کی زندگی بہتر ہو جاتی ہے۔ بڑی بڑی باتیں کرنے سے اور بڑے بڑے الفاظ بولنے سے یا چھوٹے چھوٹے points کا criticism لانے سے حکومتیں نہیں چلتیں۔ میرے خیال سے جس طرح پنجاب حکومت نے ان بڑے بڑے issues کو address کیا ہے اس پر میں پنجاب حکومت کو appreciate کرنا چاہتی ہوں۔ 44 کروڑ کی رقم جو انہوں نے ویکسین کے لئے سارے سال کے بجٹ میں مختص کی ہے یہ انتہائی مناسب ہے اور I think آنے والی نسلیں اس کا فائدہ اٹھائیں گی۔

اس ہاؤس میں کھڑے ہو کر مجھے یہ بات کہنے پر فخر ہے کہ اس سال جو پنجاب حکومت نے ایک اور قدم اٹھایا ہے کہ وہ غریبوں کو ائیر کنڈیشنڈ ہسپتال دیں گے۔ ایک مریض جو ہوتا ہے وہ اتنی بُری حالت میں ہوتا ہے اور ایک گرم جگہ پر اس کی کوئی look after نہیں ہوتی تو یہ بھی بہت ضروری قدم اٹھایا گیا ہے کیونکہ ائیر کنڈیشنڈ ہسپتال یا پرائیویٹ ہسپتال صرف امیروں کے لئے نہیں ہونے چاہئیں۔ غریب آدمی کو بیماری کی حالت میں یہ facility ملنی چاہئے اور اس چیز کو میں appreciate کرتی ہوں ، سپورٹس کے لئے بھی ایک خاص پروگرام رکھا گیا ہے جو کہ کسی بھی ملک کے لئے سپورٹس کا ایسا شعبہ ہے جس کے ذریعے آپ اپنے بچوں کی self esteem اوپر لے کر آتے ہیں۔ اس میں یہ بات کہنا کہ عورتوں کے لئے کوئی خاص بجٹ ہوتا، میرے خیال سے مرد اور عورت کو بالکل الگ نہیں کیا گیا۔ پہلی بار ہمیں احساس ہوا ہے کہ ہمارا exactly وہی level ہے جو level آدمیوں کو دیا جاتا ہے کسی جگہ بھی اس چیز کو differentiate نہیں کیا گیا۔ اس بجٹ میں کسی جگہ کوئی discrimination نہیں ہے اور یہ چیز میں appreciate کرتی ہوں ، چاہے وہ سپورٹس ہے جب آپ میرٹ کا لفظ استعمال کر لیتے ہیں تو میرٹ میں کسی gender کا ذکر نہیں ہوتا جو ہمارا بجٹ ہے وہ انتہائی مناسب اور اچھا بجٹ پیش کیا گیا ہے اور آنے والے سالوں میں نہ صرف ان کے سارے points ہیں، آپ دیکھیں! پانی کی، بجلی کی، ہر قسم کی کمی کو دور کرنے والا بجٹ ہے کیونکہ یہ ایک ترقیاتی بجٹ ہے اس میں بہت بڑی رقم ترقیات پر صرف کی گئی ہے، ایک اور چیز جسے میں بہت appreciate کرنا چاہتی ہوں جو rural areas کے roads کی تعمیر ہے۔ connections جو ہیں ان کو بہتر بنانے کے لئے جو بجٹ مختص کیا گیا ہے اس کو میں خاص

طور پر appreciate کرنا چاہتی ہوں حالانکہ اس کو بہت detail سے اس بجٹ کی کتاب میں discuss نہیں کیا گیا لیکن وہ ایک اتنا بڑا قدم ہے جس کو ہم جتنا appreciate کریں کم ہے کیونکہ جتنی access through roads ہوتی ہے اسی سے اس ملک کی ترقی ہوتی ہے، آپ کی آمد و رفت جو ہے اس پر ملک کی ترقی بہت زیادہ depend کرتی ہے۔ میرے خیال میں اس کو خاص طور پر جو نوٹس میں لایا گیا ہے اور اس پر جو کام کیا جا رہا ہے اس چیز کو بھی میں خاص طور پر appreciate کرنا چاہتی ہوں۔

اس کے علاوہ بجٹ کے اندر خاص طور پر ایک اور چیز آپ نے بیان کی ہے کہ پہلے جو کام شروع ہیں ان پر ایک خاص رقم مختص کی جا رہی ہے تاکہ وہ تکمیل کو پہنچیں۔ اکثر یہ ہوتا ہے کہ بہت سے کام شروع ہو جاتے ہیں اور ان کو مکمل نہیں کیا جاتا، میں اس چیز کو اس بجٹ میں دیکھ کر بہت خوش ہوئی ہوں کہ سارے پراجیکٹس جو پہلے ہمارے اس وقت پروگرام میں ہیں وہ سارے کے سارے جو پراجیکٹس ہیں ان کے بارے میں پنجاب حکومت کی پوری کوشش ہے کہ وہ اب آئندہ یہ جو سال ہے اس کے اندر انہیں مکمل کیا جائے۔ اس میں سیوریج سسٹم بھی آ جاتا ہے، اس کے اندر سڑکیں بھی آ جاتی ہیں، ہسپتالوں کا انفراسٹرکچر ، بی ایچ یوز کی ڈویلپمنٹ، زچہ و بچہ کے لئے خاص طور پر جو اقدامات کئے جا رہے ہیں وہ بہت بہتر ہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ:

> All these things come into development and I really appreciate and I really want to congratulate Punjab Government for given us such a nice budget and I am very thankful for that. Thank you so much.

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، رانا تنویر احمد ناصر صاحب!

رائے محمد شاہجہاں خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جناب!

رائے محمد شاہجہاں خان: جناب سپیکر! یہ جو سوموار کو 00-10 بجے اجلاس والا معاملہ ہے، پورے ہاؤس نے متفقہ طور پر آپ بھی اس میں موجود تھے، فیصلہ کیا تھا کہ سوموار کو سیکنڈ ٹائم اجلاس شروع کیا جائے۔ بعض لوگوں نے دور دراز سے آنا ہوتا ہے اور ایک اتوار کی چھٹی ہوتی ہے تو kindly یہ request ہے کہ ہفتہ کو فرسٹ ٹائم اور سوموار کو سیکنڈ ٹائم والا اجلاس پورے ہاؤس نے فیصلہ کیا تھا۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں۔پورے ہاؤس کی بات نہیں ہے۔اس میں پارلیمانی لیڈرز، لیڈر آف دی اپوزیشن کے ساتھ بیٹھ کر باقاعدہ بات ہوئی تھی جو آج کل حالات ہیں اس کے مطابق مناسب یہی تھا اور سکیورٹی ایجنسیوں کا بھی یہی تھا کہ صبح کے وقت اجلاس کیا جائے کیونکہ یہ ایک بہت بڑی، اب میں on the floor of House بات نہیں کرنا چاہتا تھا، اس کے پیچھے باقاعدہ ایک logic ہے اور اس میں آپ کے فائدے کی بات ہے، پلیز، تشریف رکھئے گا۔جی، رانا تنویر احمد ناصر صاحب!

رانا تنویر احمد ناصر: جناب سپیکر! شکریہ۔سب سے پہلے تو میں فنانس منسٹر صاحب کو مبارکباد پیش کرنا چاہتا ہوں کہ جنہوں نے چیف منسٹر صاحب کے vision کے عین مطابق ایک انقلابی اور عوامی بجٹ پیش کیا۔

(اس مرحلہ پر حزب اختلاف کی معزز خاتون رکن محترمہ آمنہ الفت
بائیکاٹ ختم کرکے ایوان میں واپس تشریف لے آئیں)

جناب قائم مقام سپیکر: میں محترمہ آمنہ الفت صاحبہ کو ہاؤس میں واپسی پر welcome کرتا ہوں اور لیڈر آف دی اپوزیشن کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ وہ ان کو ہاؤس میں واپس لے کر آئے۔جی، رانا تنویر صاحب!

رانا تنویر احمد ناصر: جناب سپیکر! موجودہ حالات میں اس طرح کا عوامی بجٹ پیش کرنا بہت بڑا کارنامہ ہے۔موجودہ حکومت نے اس بجٹ میں جس طرح ایجوکیشن کو focus کیا ہے اس کی تعریف ضرور کی جانی چاہئے۔اگر کسی ملک اور کسی قوم نے ترقی کرنا ہوتی ہے تو پھر اس کے لئے ایجوکیشن بہت ضروری ہے۔جس طرح موجودہ مالی سال کے بجٹ میں اور آئندہ مالی سال کے بجٹ میں endowment fund کے 2۔ارب روپے رکھے گئے ہیں اور اس میں جو میرٹ رکھا گیا ہے کہ ان طالبعلموں کو وظیفہ ملے گا جو صرف سرکاری سکولوں میں پڑھے ہوں گے اور آج کے دن باقاعدہ ان کو وظیفہ دینے کی تقریب منعقد ہو رہی ہے۔

جناب سپیکر! اسی طرح جو Knowledge City تشکیل دیئے جائیں گے وہ بہت بڑا کارنامہ ہے اور ان Knowledge City کی جو management ہوگی وہ independent ہو گی اور اس Knowledge City میں دنیا کی بہترین یونیورسٹیاں اپنے کیمپس قائم کر سکیں گی۔یہاں پر ریسرچ سنٹر بھی بنیں گے اور ایجوکیشن کے حوالے سے یہ ایک بہت بڑا step ہو گا۔

جناب والا! جو upgradation of schools ہیں وہ جتنی تعداد میں موجودہ مالی سال میں ہوئے ہیں اور جس طرح آئندہ مالی سال میں ہوں گے وہ بھی بہت بڑی بات ہے۔ موجودہ حکومت کا ایجوکیشن کے حوالے سے جو ایک بہت بڑا کارنامہ ہے وہ دانش سکول سسٹم ہے، اس میں جو میرٹ رکھا گیا ہے وہ یہ ہے کہ اس میں صرف غریب لوگوں کے بچے داخلہ لے سکیں گے اور اس میں 3۔ارب روپے رکھے گئے ہیں۔ اگر میں یہ بات کہوں تو غلط نہ ہو گا کہ دانش سکول سسٹم جو ہے وہ غریب لوگوں کا ایچی سن کالج ہو گا اور اس میں وہی معیار ملے گا جو امراء کے سکولوں کے لئے ہے۔ اس دانش سکول سسٹم کے ذریعے میں سمجھتا ہوں کہ طالبنائزیشن کا بھی خاتمہ ہو سکے گا، جس طرح اس کے لئے جگہ سو، سو اور دو، دو سو ایکڑ پر محیط ہے یقیناً اس میں غریب لوگوں کے جب بچے داخل ہوں گے تو وہ معاشرے میں ایک مثبت role ادا کر سکیں گے اسی طرح missing facilities کے تحت بہت سارے سکولوں کو upgrade کیا جا رہا ہے۔ ظاہر ہے سرکاری سکولوں میں، غریبوں کے بچے پڑھتے ہیں تو جب تک سرکاری سکولوں کی حالت بہتر نہیں ہو گی تب تک معاشرہ بہتر نہیں ہو سکتا۔

جناب سپیکر! حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ معاشرہ ظلم کے ساتھ تو زندہ رہ سکتا ہے، عدل وانصاف کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا اور جس طرح محترم چیف منسٹر صاحب نے میرٹ کا خیال رکھا ہے، ہر ڈیپارٹمنٹ اور ہر ادارے میں میرٹ کا خیال رکھا جا رہا ہے اور جس طرح 34 ہزار ایجوکیٹرز میرٹ پر بھرتی کئے جا رہے ہیں وہ بہت بڑا کارنامہ ہے جس سے یقیناً ایک انقلاب آئے گا۔ میں یہاں پر یہ کہنا بھی بہت ضروری سمجھتا ہوں کہ سابق دور حکومت میں جس طرح میرٹ کی دھجیاں بکھیری گئیں وہ سب کے سامنے ہے، چاہے وہ ٹریفک وارڈن کی بھرتی ہو، چاہے وہ کانسٹیبل کی بھرتی ہو، میں سمجھتا ہوں کہ میرے ضلع شیخوپورہ میں اس وقت کے عوامی نمائندگان نے جتنے بھی لولے، لنگڑے، کالے پیلے جو لوگ تھے ان کو بطور کانسٹیبل بھرتی کروا دیا اور یہ بات میں floor پر کہنا چاہتا ہوں کہ ٹریفک وارڈن کے لئے پانچ پانچ، سات سات لاکھ روپے لئے گئے، کانسٹیبل کے لئے پچھلے دور حکومت میں لاکھ لاکھ، ڈیڑھ ڈیڑھ لاکھ روپیہ لیا گیا اور ڈی ڈی اوز کے لئے اس ایوان کے بہت بڑے لوگوں نے دس سے پندرہ لاکھ روپے تک لئے اور پنجاب پبلک سروس کمیشن کا اس دور میں بھٹہ بٹھا دیا گیا تھا۔ اگر اس دور کا تقابلی جائزہ لیں تو میں سمجھتا ہوں کہ شاید ہی کوئی ڈیپارٹمنٹ ہو جو سابق دور حکومت کی چیرہ دستیوں سے اور دست درازیوں سے محفوظ رہا ہو۔ ''پڑھا لکھا پنجاب'' کا نعرہ تو ضرور لگایا گیا لیکن شاید اس کا کنٹرول جاہل لوگوں کے ہاتھ میں تھا اور وہ پروگرام ان پڑھ پنجاب بن کر رہ گیا تھا۔ جب میاں شہباز شریف

صاحب 99-1997 میں چیف منسٹر تھے تو انہوں نے بوٹی مافیا کا خاتمہ کر دیا تھا۔ مشرف دور میں یہ بوٹی مافیا پھر پروان چڑھا لیکن الحمد للہ اس سوا سال کے مختصر عرصہ میں اس بوٹی مافیا کا پھر سے خاتمہ کر دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر! بجٹ میں ایک criteria رکھا گیا ہے، میں فنانس منسٹر صاحب کی توجہ ضرور مبذول کروانا چاہوں گا کہ establishment of new primary schools کے لئے جو criteria ہے اس پر نظرثانی کی ضرورت ہے کیونکہ اس میں from nearest primary school distance ہے اس میں اربن ایریا کے لئے ایک کلو میٹر ہے اور رورل ایریا کے لئے 1.5 کلو میٹر ہے تو میں چاہوں گا کہ ہر علاقہ کی ضرورت کے پیش نظر کوئی کمیٹی بنائی جائے جو اس بات کا فیصلہ کرے اور اس میں وہاں کا جو مقامی ایم پی اے ہے اس کو ضرور شامل کیا جائے۔

جناب سپیکر! غربت میں کمی اور غریب کو فوری ریلیف دینے کے لئے جو فوڈ سپورٹ پروگرام شروع کیا گیا تھا وہ یقیناً ایک نادر پروگرام تھا جو کہ جاری ہے۔ سستی روٹی سکیم چیف منسٹر صاحب کا ایک بہت اچھا پراجیکٹ ہے جس کے لئے وہ بجٹ پر بہت بڑا بوجھ ہے لیکن جس طرح غریب لوگوں کو سستی روٹی مل رہی ہے اس کی تعریف کی جانی چاہئے۔ موجودہ حالات میں جب ہر ادارہ crisis کا شکار ہے تو ترقیاتی بجٹ کو 13 فیصد بڑھا دینا بھی اس حکومت کا بہت بڑا کارنامہ ہے۔

جناب والا! صحت کے شعبہ میں جو 12۔ارب روپے سے زائد کی رقم رکھی گئی ہے اس سے ہسپتالوں میں مفت علاج اور dialysis کی جو سہولیات ہیں وہ جاری رہیں گی۔ یقیناً حق دار لوگوں کو dialysis کی سہولتیں مل رہی ہیں اور جس طرح جنوبی پنجاب کے لئے ایک خطیر رقم مختص کی گئی ہے وہ اس بات کی غمازی کرتی ہے کہ وزیراعلیٰ صاحب کی جنوبی پنجاب کے معاملات پر گہری نظر ہے اور وہ جنوبی پنجاب کو ترقی کرتے دیکھنا چاہتے ہیں۔

جناب سپیکر! یقیناً لاء اینڈ آرڈر کی موجودہ صورتحال اس حکومت کو ورثے میں ملی ہے۔ آج کی صورتحال میں مشرف کا آٹھ سالہ دور بھی شامل ہے جس میں پاکستانیوں کے لئے، اس صوبے کے لئے جو ظلم و ستم روا رکھا گیا وہ ہمیں آج بھگتنا پڑ رہا ہے۔ لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال کو بہتر بنانے کے لئے پولیس کی تنخواہیں بڑھا دی گئی ہیں جو بہت بڑا کارنامہ ہے لیکن میری استدعا ہے کہ ہمیں ان پر check بھی رکھنا ہوگا۔ سابق دور حکومت میں پولیس کو free hand دے دیا گیا تھا لیکن اب ان پر ضرور check رکھنا ہوگا۔ تھانوں میں جو ظلم و ستم ہو رہے ہیں آپ بہتر جانتے ہیں کہ۔۔۔

(اذان ظہر)

جناب والا! میں بات کر رہا تھا کہ لاء اینڈ آرڈر کے لئے جتنی خطیر رقم رکھی گئی ہے اسی حساب سے ہمیں پولیس سے performance کی توقع رکھنا ہو گی اور انہیں لازمی یہ performance دینی چاہئے لیکن جس طرح پولیس کے افسران اونچے اونچے قلعوں میں بیٹھ گئے ہیں جہاں عوام کی رسائی مشکل ہو گئی ہے انہیں اس بات پر ضرور غور کرنا چاہئے۔ان تک عوام کی رسائی آسان ہونی چاہئے۔ میں سمجھتا ہوں کہ لاہور میں تو بہت بُری حالت ہے۔ جس طرح موجودہ مالی سال اور آئندہ مالی سال میں lower judiciary کی تنخواہوں میں اضافہ کیا گیا اور لامحالہ اب اگلے مالی سال میں اس میں 15 فیصد اضافہ بھی ہو جانا ہے مگر ابھی تک عوام کو جوڈیشری سے وہ return نہیں مل رہا اور lower judiciary ابھی تک وزیر اعلیٰ صاحب کے vision کے مطابق perform نہیں کر رہی۔ جوڈیشری کو چاہئے کہ وہ اس کے مطابق perform کرے۔ میں آخر میں ایک شعر اپوزیشن کے لئے پیش کرتا ہوں:

اتنی نہ بڑھا پاکی داماں کی حکایت
دامن کو ذرا دیکھ ذرا بند قبا دیکھ

اور ایک شعر اپنے محترم وزیر اعلیٰ صاحب کے لئے پیش خدمت ہے۔

نگاہ بلند سخن دلنواز جاں پر سوز
یہی ہے رخت سفر میر کارواں کے لئے

بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ محترمہ انجم صفدر صاحبہ!

محترمہ انجم صفدر: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں سب سے پہلے اپنے قائد وزیر اعلیٰ پنجاب میاں شہباز شریف صاحب، وزیر خزانہ جناب تنویر اشرف کائرہ صاحب اور پنجاب کی پوری کابینہ کو یہ بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتی ہوں۔ 2009-10 کا بجٹ tax free بجٹ ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ اس میں مزید ٹیکس لگانے کی بجائے ٹیکسوں میں کمی کی گئی ہے اس کی سب سے بڑی مثال ہاؤسنگ اتھارٹیز اور کوآپریٹو اتھارٹیز میں وراثتی انتقال پر 2 فیصد کٹوتی کا خاتمہ ہے۔ یہ ایک خوش آئند اقدام ہے۔ اگر اس بجٹ کو تاریخی ریکارڈ ترقیاتی بجٹ کہا جائے تو یہی اس کے ساتھ انصاف ہو گا۔

جناب والا! میں سمجھتی ہوں کہ کسی بھی قوم کی ترقی کا دارومدار وہاں کی شرح خواندگی پر ہے۔ ایک پڑھی لکھی قوم ہی ایک پڑھے لکھے معاشرے کو تشکیل دے سکتی ہے۔یقیناً انہی قوموں نے ترقی کی ہے جو تعلیم یافتہ تھیں یا جنہوں نے تعلیم کو غریب کی دہلیز تک پہنچایا۔شرح خواندگی کے اضافے کے لئے جو23۔ارب 12کروڑ روپے مختص کئے گئے ہیں وہ ایک نہایت خوش آئند اقدام ہے۔اگر تعلیم اور شرح خواندگی کے حوالے سے بات کی جارہی ہے تو میں ان کالجز اور سکولوں کی بات کروں گی جن میں lack of facilities ہیں۔لہذا میری استدعا ہے کہ ان پر بجٹ میں ایک خطیر رقم خرچ کی جائے۔ وزیر اعلیٰ شہباز شریف صاحب قابل تعریف اور قابل تحسین ہیں جنہوں نے خاص طور پر دیہی علاقوں کے اساتذہ کی تنخواہ میں جو اضافہ کیا ہے یہ ایک بہت ہی خوش آئند اقدام ہے اس سے یقیناً تعلیمی میدان میں بچوں کی تعداد میں اضافہ ہوگا اور لوگوں کا رجحان بھی بڑھے گا۔چونکہ میرا تعلق ضلع فیصل آباد سے ہے اس لئے آپ کی وساطت سے اس floor پر استدعا کروں گی کہ آبادی کے لحاظ سے فیصل آباد پاکستان کا تیسرے نمبر پر شہر ہے اور ریونیو کے حساب سے دوسرے نمبر پر ہے۔لہذا فیصل آباد کا حق ہے کہ فیصل آباد میں خواتین کی یونیورسٹی اور ہوم اکنامکس کالج ضرور ہو۔ میں یہ سفارش کروں گی کہ فیصل آباد میں ہوم اکنامکس کالج کے لئے بجٹ میں رقم مختص کی جائے۔

جناب سپیکر! میں ہیلتھ کے حوالے سے بات کروں گی کہ اس شعبے میں 12۔ارب روپے رکھے گئے ہیں۔یقیناً dialysis کے حوالے سے جو اقدامات کئے گئے ہیں، جس طرح لوگوں کو مفت ادویات مہیا کی گئیں وہاں پر ایک اور بات کے لئے استدعا کروں گی کہ جب ایک مریض ہسپتال میں جاتا ہے تو اسے وہاں پر ٹیسٹ کی ایک بہت لمبی لسٹ دے دی جاتی ہے کہ آپ یہ یہ میڈیکل ٹیسٹ کروائیں۔ لہذا میں مزید یہ التماس کرتی ہوں کہ لیبارٹری ٹیسٹ کی سہولیات کے لئے مزید اضافہ کیا جائے اور مکمل لیبارٹری ٹیسٹ مفت کئے جائیں۔اگر اس پر عمل کیا جائے تو یہ ایک بہت ہی قابل ستائش بات ہوگی۔میں اس کے ساتھ یہ بھی کہنا چاہتی ہوں کہ جو پارکنگ فیس ختم کی گئی ہے یقیناً یہ بھی عوام کو ایک سہولت مہیا کی گئی ہے۔میں یہاں پر بھی فیصل آباد کے حوالے سے بات کروں گی کہ فیصل آباد قومی اور صوبائی سیٹوں کے حوالے سے لاہور کے برابر ہے مگر اس وقت فیصل آباد میں صرف چار ہسپتال ہیں۔ میری یہ درخواست ہے کہ فیصل آباد میں مزید ہسپتال بنائے جائیں۔

جناب سپیکر! پنجاب حکومت کی طرف سے یہ 10-2009 کا جو بجٹ پیش کیا گیا ہے اس میں Local Government and Community Development, Urban Development لائیو سٹاک، معدنیات، خوراک اور سوشل سیکٹر کے حوالے سے خاطر خواہ فنڈز

رکھے گئے ہیں۔ سپورٹس میں 10 کروڑ روپے سے بڑھا کر ایک ارب 60 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ اس سے وزیر اعلیٰ صاحب کی سپورٹس کے ساتھ خاص دلچسپی کا اظہار ہوتا ہے۔ ہماری پوری کابینہ کی طرف سے یقیناً یہ ایک خوش آئند اقدام ہے۔ ہمیشہ صحت مند معاشرے کی تشکیل صحت مند تفریح سے ہوتی ہے۔ سپورٹس ایک ایسا شعبہ ہے کہ جس سے ہم بچوں کو ایک صحت مند تفریح مہیا کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر! میں میاں محمد شہباز شریف کو سستی روٹی سکیم کے حوالے سے بھی مبارکباد پیش کروں گی کہ جنہوں نے اس سکیم کو کامیابی سے چلا کر ایک نئی روایت کو فروغ دیا ہے۔ یقیناً غریب سارا دن محنت دو وقت کی روٹی کے لئے کرتا ہے۔ یہ وہ اقدام ہیں کہ جن کی وجہ سے غریب کے خاندان کی پرورش ہو رہی ہے۔ میں کہتی ہوں کہ اس وقت پنجاب کا کوئی انسان ایسا نہیں ہے کہ جس کے پیٹ سے وزیر اعلیٰ شہباز شریف اور ان کی کابینہ کے لئے دعائیں نہ نکل رہی ہوں۔ یہ وہ اقدام ہیں کہ جن کے لئے غریب دن رات محنت کر رہا ہوتا ہے۔ میں فوڈ سپورٹ سکیم پر مبارکباد پیش کرتی ہوں۔ اس سکیم کے لئے 16۔ارب 20 کروڑ روپے فراہم کئے جا رہے ہیں۔ یہ فوڈ سپورٹ سکیم ہے کہ جس سے غریب کے گھر کا چولہا بھی جل رہا ہے، غریب کا بچہ تعلیم بھی حاصل کر رہا ہے، غریب کا بچہ اچھی ادویات بھی حاصل کر رہا ہے۔ یہ وہ سکیم ہے کہ جس سے اس کی زندگی کی روزمرہ کی ضروریات بھی پوری ہو رہی ہیں۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! کیا یہ Euros ہیں کہ جن سے اتنی ضروریات پوری ہو رہی ہیں؟

محترمہ انجم صفدر: جناب سپیکر! کسی بھی قوم کی معاشی ترقی میں زراعت کا شعبہ ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس شعبے کے لئے 3۔ ارب 20 کروڑ روپے مختص کئے گئے ہیں۔ یقیناً اس سے زراعت کے شعبے میں ترقی ہوگی اور ملک کی بھی ترقی ہوگی۔ اس کے لئے بھی میں میاں شہباز شریف کو مبارکباد پیش کرتی ہوں۔ چھوٹے کسانوں اور کاشتکاروں کے لئے ٹریکٹر سکیم شروع کی گئی ہے۔ اس میں subsidy دی گئی ہے یقیناً اس سے کاشتکاروں کی حالت بہتر ہوگی۔

جناب سپیکر! شیخ علاؤالدین صاحب نے جن خدشات کا اظہار کیا ہے ان کے بارے میں بھی میں بات کرنا چاہوں گی۔ ان کے خدشات پر ضرور نظر رکھی جائے۔ سرکاری ملازمین کو ریٹائرمنٹ کے بعد گھر فراہم کرنے کے لئے ایک ارب روپے کی subsidy دی گئی ہے اور ایک ارب روپے کے قریب قرضے بھی دیئے جائیں گے یقیناً یہ بھی ایک خوش آئند اقدام ہے۔ سرکاری ملازمین کی تنخواہ اور

ریٹائرمنٹ کے بعد جو پنشن دی جاتی ہے اس میں 15 فیصد اضافے کا اعلان کیا گیا ہے۔ میری تجویز ہے کہ یہ اضافہ اگر 25 فیصد کر دیا جائے تو بہتر ہو گا کیونکہ مہنگائی کے دور میں یہ ضروری ہو گیا ہے۔

جناب والا! میں آخر میں آزاد عدلیہ کے حوالے سے بات کرنا چاہوں گی۔ میں اپنے قائد میاں نواز شریف اور قائد پنجاب میاں شہباز شریف کی قابل تحسین کوششوں کو سراہوں گی۔ انہوں نے آزاد عدلیہ کے لئے جو جدوجہد کی ہے اسے ایک تاریخی اہمیت حاصل ہو چکی ہے۔ یہ تاریخ میں سنہرے حروف سے لکھا جا چکا ہے۔ اسی تناظر میں انصاف کے تقاضوں کے پیش نظر میں اپنے ضلع فیصل آباد میں ہائی کورٹ کا bench قائم کرنے کے لئے گزارش کرتی ہوں۔ میں اپنے ڈیڑھ کروڑ عوام کی آواز کا ضرور ذکر کروں گی۔ فیصل آباد میں ہائی کورٹ بنچ کا قیام ڈیڑھ کروڑ عوام کی ضرورت ہے۔ صرف فیصل آباد کے عوام ہی نہیں بلکہ اس سے ملحقہ دوسرے اضلاع ٹوبہ ٹیک سنگھ، جھنگ، چنیوٹ اور سرگودھا کے عوام کی بھی یہی آواز ہے۔ تاریخ گواہ ہے کہ پچھلی حکومت نے وکلاء اور فیصل آباد کی عوام کو عدلیہ کی جنگ سے دستبردار ہونے کے بدلے ہائی کورٹ بنچ کے قیام کی offer کی تھی۔ اس وقت یہ offer کی گئی تھی کہ اگر آپ عدلیہ کی جنگ سے دست بردار ہو جائیں تو آپ کے شہر میں، آپ کے ضلع میں ہائی کورٹ کا بنچ بن جائے گا۔ میں ان وکلاء اور فیصل آباد کے غیور شہریوں کو سلام کرتی ہوں کہ جنہوں نے اس وقت کی آمر حکومت کے آگے نہ گھٹنے ٹیکے اور نہ سر جھکایا۔ میں آج آپ سے درخواست کرتی ہوں اور میری یہ تجویز ہے کہ فیصل آباد میں ہائی کورٹ بنچ کے قیام کے لئے اس بجٹ میں رقم مختص کی جائے۔ میں چاہتی ہوں کہ فیصل آباد میں ہائی کورٹ بنچ کے قیام کا credit ہماری اس حکومت کو ملنا چاہئے۔ میں ایک دفعہ پھر اپنے وزیر اعلیٰ صاحب کو اتنا اچھا بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتی ہوں۔ بہت شکریہ

محترمہ زوبیہ رباب ملک: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ زوبیہ رباب ملک: جناب سپیکر! یہ بجٹ سال برائے 10-2009 پیش کیا گیا ہے۔ اللہ میاں ہمارے اس ملک پاکستان کو قائم و دائم رکھے۔ ہمیں سولہ سترہ 17 کروڑ عوام کی نمائندگی کرتے ہوئے بجٹ پر بحث کرنی ہے اور چیزوں کو پیش کرنا ہے۔ اس وقت 371 ممبران میں سے 40 کے قریب لوگ بیٹھے ہوئے ہیں۔ کیا ہم بجٹ کے ساتھ serious ہیں؟ دوسری میں یہ گزارش کرنی چاہوں گی کہ یہاں پر بار بار میاں شہباز شریف یا دوسرے قائدین کا نام لیا جاتا ہے۔ ہمیں designations اسی لئے

دیئے جاتے ہیں کہ ہم کسی کو بھی نام سے نہ پکاریں۔ ہم چیف منسٹر صاحب کی تعریف کریں۔ یہ نہیں کہ نام لے لے کر تعریف کرتے رہیں۔international level پر، media پر، اسمبلیوں میں، آپ دیکھ لیں کہ کہیں بھی کسی بھی وزیر اعلیٰ یا وزیر اعظم کو نام سے نہیں پکارا جاتا اس لئے یہاں بھی یہی طریق کار اپنایا جائے۔ دوسرا مہربانی کر کے آپ ہمارے حکومتی بنچز سے تعلق رکھنے والے معزز بھائی، بہنوں اور وزراء صاحبان سے کہیں کہ وہ یہاں پر بیٹھیں اور seriousness کا اظہار کریں کیونکہ میڈیا ہم سب کو دیکھ رہا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ آپ کا point note کر لیا گیا ہے۔ چودھری عبدالغفور صاحب! آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں؟

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! آپ کی left side لابی میں ہمارے ساتھ آج ہمارے دوست ملک چائنا سے آئے ہوئے کچھ مہمان تشریف فرما ہیں۔ Mr. Song and Mr. Liang تشریف لائے ہیں۔ میں ان کو پنجاب اسمبلی آمد پر خوش آمدید کہتا ہوں۔ بلاشبہ چائنا سے ہماری دوستی ہمالیہ سے بلند اور شہد سے میٹھی ہے۔ ہماری دعا ہے کہ چائنا جیسے ملک کے ساتھ ہماری دوستی دن دگنی اور رات چوگنی ترقی کرے۔ پاکستان کے اندر جس طرح چائنا کام کر رہا ہے، خاص طور پر ان لوگوں نے یہاں پر "ہائر" کے نام سے ایک پراجیکٹ لگایا ہوا ہے۔ جس طرح یہ کام کر رہے ہیں، پاکستان کی خدمت کر رہے ہیں میں ان کو سلام پیش کرتا ہوں اور خوش آمدید کہتا ہوں۔

(اس مرحلہ پر ایوان کے معزز ممبران نے زبردست desk بجا کر
معزز مہمانان گرامی کو خوش آمدید کہا)

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں اپوزیشن کی جانب سے اپنے دوست ملک چائنا سے تشریف لانے والے معزز مہمانوں کو welcome کرتی ہوں۔ اپوزیشن کے تمام ممبران ان کو welcome کرتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: Rules of Procedure کے آرٹیکل 223 کی sub clause(i) میں ہے کہ اگر foreign dignitary اسمبلی کی sitting میں آئیں تو ان کو باقاعدہ welcome کیا جاتا ہے۔ یعنی It is a legal thing that you can welcome them. لہذا پنجاب اسمبلی کی طرف سے بھی Welcome you, the people from China and we hope you will invest more in Punjab. Thank you.

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! ان کے ساتھ منظور خان صاحب بھی ہیں، میں ان کو بھی خوش آمدید کہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: چودھری علی اصغر منڈا صاحب!

سید حسن مرتضیٰ: جناب والا! نماز کا وقت ہو چکا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، آپ پڑھ آئیں۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ۔ آپ نے مجھے بجٹ پر اپنے خیالات عرض کرنے کا موقع دیا۔ میں اس بجٹ اجلاس کے موقع پر اپنی طرف سے، اپنے حلقہ کی عوام کی طرف سے اپنے صوبہ کے چیف منسٹر جناب عزت مآب میاں محمد شہباز شریف اور اپنے صوبہ کے نہایت decent Minister for Finance جناب تنویر اشرف کائرہ کو ہر دلعزیز اور متوازن بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اس میں کوئی دو آراء نہیں۔ حکومتی اراکین کی طرف سے یا اپوزیشن کے بھائیوں کی طرف سے یہ الزام نہیں لگایا جا سکتا کہ اس میں کوئی نیا ٹیکس لگایا گیا ہے ۔الحمد للہ یہ بالکل ٹیکس فری بجٹ ہے اور پنجاب کی تاریخ میں یہ پہلا بجٹ ہے جس میں ایک بھی نیا ٹیکس نہیں لگایا گیا۔ اس ٹیکس فری بجٹ پیش کرنے پر میں قائد عالم اسلام جن کی ہدایات اور جن کی رہنمائی ہماری پاکستان مسلم لیگ (ن) کی سیاست میں ہمیشہ مشعل راہ ہوتی ہے۔ میاں محمد نواز شریف کی فہم و فراست اور صوبے کے چیف ایگزیکٹو جناب شہباز پاکستان (چودھری عبدالغفور صاحب کہہ رہے تھے) میاں محمد شہباز شریف اور جناب تنویر اشرف کائرہ وزیر خزانہ کی فہم و فراست اور ان کے تدبر کو سلام پیش کرتا ہوں۔

میں اس موقع پر یہ بات کرنا مناسب سمجھتا ہوں کہ رواں مالی سال کا جو بجٹ اس سے قبل پیش کیا گیا اور اس میں جن ترجیحات کو مد نظر رکھ کر، جن پر focus کیا گیا، الحمد للہ ان مسائل پر ان priority پر ہم نے خاطر خواہ کامیابی حاصل کی۔ میں اس موقع پر چند الفاظ میں اپنا مدعا بیان کروں گا۔ انصاف کی فراہمی جس میں judiciary کی بحالی اور lower judiciary as well as superior judiciary کی تنخواہیں اور باقی سہولیات کا ذکر کرنا مناسب سمجھتا ہوں ۔ اسی طرح زراعت کی ترقی ایک روشن دلیل ہے کہ اس دفعہ گندم کی پیداوار وافر مقدار میں ہوئی ہے جو زراعت کی

ترقی میں ایک نیا باب ہے اور یہ ایک تاریخی پیداوار ہوئی ہے آج سے قبل 61 سال میں پنجاب کی تاریخ میں اتنی زیادہ گندم کی پیداوار نہیں ہوئی۔ یہ زراعت کی ترقی کی ایک منہ بولتی تصویر ہے۔ اسی طرح غربت میں کمی جس طرح سے Food Support Programme کے ذریعے 13۔ارب روپے سے زائد 13 لاکھ خاندانوں کی ہر مہینے امداد کی جاتی ہے یہ ہمارے وزیر اعلیٰ پنجاب جناب عزت مآب میاں محمد شہباز شریف کی عقل مندی، تدبر اور فہم وفراست کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ اگر میرے کوئی دوست اس پر غیر ضروری اعتراض کرتے ہیں تو ان کو شاید یہ نہیں پتا کہ ان کی ہمسائیگی میں، ان کے گلی محلوں میں کچھ ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جن کے پاؤں میں جوتی تک نہیں ہوتی۔ جن کی بچیوں کے سر پر اوڑھنے کے لئے چادر نہیں ہوتی۔ جن کے گھر پکانے کے لئے آٹا تک نہیں ہوتا۔ ان کے لئے ایک ہزار روپے کی ماہانہ امداد بڑی معقول ہے۔ (قطع کلامیاں)

میڈم آپ اعتراض نہ کریں اشارے نہ کریں۔ I have objection. میڈم اس طرح سے ہاتھ پھیلا کر پتا نہیں کیا کہہ رہی ہیں؟ میں تو تقریر کر رہا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: پلیز! آپ اپنی تقریر جاری رکھیں۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): اگر ایسا کریں گے تو ہم کسی ایک کو بھی نہیں بولنے دیں گے۔ اسی طرح سے health sector میں رواں مالی سال میں ہسپتالوں میں فری دوائیاں دینا اور dialysis کا treatment کرنا۔ بنیادی ہیلتھ یونٹ سے لے کر بڑے ہسپتالوں میں بہتر اقدامات کرنا اور ایمرجنسی وارڈوں میں 24 گھنٹے ڈاکٹروں کی موجودگی اور مفت ادویات فراہم کرنا اس حکومت کا ایک انقلابی اور منفرد قدم ہے۔

تعلیم کے شعبے میں رواں مالی سال میں ہماری حکومت پنجاب نے جو انقلابی اقدامات کئے ہیں جن میں دانش سکول اور دوسرے سکولوں کی upgradation اور نئے سکولوں کی تعمیر، نادار غریب طالب علموں کو کتابوں اور وردیوں کی فراہمی بھی تعلیمی میدان میں منہ بولتا ثبوت ہے۔ موجودہ بجٹ میں بھی انہی ترجیحات کو مد نظر رکھتے ہوئے تعلیم، صحت، زراعت اور امن وامان کو بہتر کرنے کے لئے جو اقدامات کئے گئے ہیں اور جو وافر فنڈز کی فراہمی کی گئی ہے۔ میں اس بہتر بجٹ پیش کرنے پر اپنی اس حکومت پنجاب، وزیر اعلیٰ پنجاب اور وزیر خزانہ پنجاب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

اس موقع پر میں اپنے حلقہ کے اور حلقہ کے گردو نواح کے چند مسائل کا ذکر کرنا مناسب سمجھوں گا اور اس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے میں یہ گزارش کروں گا کہ میرے حلقہ میں تحصیل شرقپور

شریف جو گزشتہ چار پانچ سال سے اپنے administrative اختیارات استعمال کرتے ہوئے اپنا کام کر رہی ہے وہاں پر چار پانچ سال سے تحصیل کمپلیکس نہیں بنایا گیا۔اس موقع پر حکومت پنجاب سے اور صوبہ پنجاب کے چیف ایگزیکٹو سے اور وزیر خزانہ سے گزارش کروں گا اور اپنی گزشتہ ایک سال کی بات کو پھر دہراؤں گا کہ موجودہ بجٹ میں تحصیل شرقپور کے کمپلیکس کے لئے رقم فراہم کی جائے۔اسی طرح تحصیل شرقپور جو کہ ایک تاریخی اور مذہبی شہر ہے اس کی قدر و منزلت کو مدنظر رکھتے ہوئے اور اس کو جو تحصیل کا درجہ دے دیا گیا ہے اس کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے وہاں پر نوجوانوں کے لئے، نوجوانوں کی غیر نصابی سرگرمیوں کے لئے ایک سپورٹس کمپلیکس یا سپورٹس جیمنیزیم کا قیام عمل میں لایا جائے اور اس کے لئے رقم بھی مختص فرمائی جائے۔اسی طرح میں ایک گزارش یہ بھی کروں گا کہ ہیڈ بلوکی سے لے کر راوی پل تک دریائے راوی پر کوئی پل نہ ہے جس کی وجہ سے دریائے راوی کے پل پر بہت زیادہ رش ہو جاتا ہے اور رائے ونڈ روڈ، قصور روڈ، بیدیاں روڈ اور باغبانپورہ روڈ پر گھر بنانے کے لئے زمین ناکافی اور بہت مہنگی ہو چکی ہے۔دریائے راوی کی مغرب سائیڈ میری مراد ضلع شیخوپورہ کا وہ علاقہ جو green lush area ہے، جو اس وقت رہائش کے لئے بہت موزوں ہے تو میں اس موقع پر فائدہ اٹھاتے ہوئے یہ گزارش کروں گا کہ دریائے راوی کے پل اور دریائے راوی کے ہیڈ بلوکی والے پل کے درمیان کسی مناسب جگہ کی feasibility تیار کرتے ہوئے ملتان روڈ، سگیاں پل اور شاہدرہ روڈ کا رش divert کرنے کے لئے درمیان میں دریائے راوی پر پل تعمیر کرنے کا منصوبہ بنایا جائے اور اس بجٹ میں اس کے لئے رقم مختص کی جائے۔

جناب سپیکر! میں اس موقع پر ایک اور گزارش کرنا چاہوں گا اور میں نے سابقہ بجٹ میں بھی یہی گزارش بڑے ادب کے ساتھ عرض کی تھی کہ میرے حلقہ میں ایک نیو گنجان آباد علاقہ جو ملت ٹریکٹر اور شاہدرہ کی بیک سائیڈ پر ملحقہ ونڈالہ دھیال شاہ اور ڈھاکہ نظام پورہ آبادی ہے وہاں پر گرلز کالج کا قیام عمل میں لایا جائے اور موجودہ بجٹ میں اس کے لئے رقم مختص کی جائے۔ میں اس موقع پر یہ گزارش کروں گا کہ وہاں پر محکمہ اریگیشن کا ایک کینال ریسٹ ہاؤس ہے جسے شاہدرہ کینال ریسٹ ہاؤس بولتے ہیں جو شاہدرہ کینال کے کنارے واقعہ ہے جس کی زمین تقریباً کوئی آٹھ ایکڑ کے قریب ہے اور وہاں صرف ایک ایس ڈی او کا دفتر ہے تو میں حکومت پنجاب سے یہ گزارش کروں گا کہ وہ کینال ریسٹ ہاؤس مکمل طور پر یا جزوی طور پر محکمہ اریگیشن سے حاصل کر کے وہاں پر ہمارے علاقے کی بیٹیوں کے لئے ایک گرلز کالج قائم کیا جائے۔

جناب والا! میں اس موقع پر یہ بھی گزارش کروں گا کہ میرے حلقہ میں ڈھاکہ نظام پورہ UC-32 جس میں ملت ٹریکٹر کا علاقہ ہے جنہوں نے پچھلے دور میں حکومتی لوگوں اور واسا عملہ کے ساتھ ساز باز کر کے ملت ٹریکٹر اور راوی آٹو کے لئے پانی کے نکاس کے لئے واسا کی لائن حاصل کی ہوئی ہے جو میرے حلقہ کے علاقہ میاں کالونی کے آگے سے گزرتی ہے۔ جب وہ اپنا پانی بند کر کے sewerage line میں ڈالتے ہیں تو ہماری دس بارہ ہزار کی آبادی کا پانی رک جاتا ہے اور وہ گھروں کو واپس جانا شروع ہو جاتا ہے۔ اس میں میری بڑے ادب سے گزارش ہے کہ وہاں فوری طور پر ایک بڑی لائن بچھائی جائے تاکہ علاقہ کے پانی کا نکاس ہو سکے یا کم از کم ملت ٹریکٹر کے پانی کا دوسری سائیڈ پر منتقلی اور نکاسی کا بندوبست کیا جائے۔

جناب سپیکر! میں انہی گزارشات کے ساتھ اپنی بجٹ تقریر ختم کرتا ہوں اور میں آخر میں انہی الفاظ کے ساتھ ذکر کروں گا کہ یہ ایک مکمل، متوازن، عوام دوست اور tax free budget ہے اور اگر کسی کو شک ہو تو وہ آ کر ہمارے ساتھ figures پر بات کر لے۔ یہ پورے پنجاب کے تمام علاقوں کو cover کرتا ہے اور اگر کسی کو اس پر شک ہو کہ شاید ہمارے علاقے کے ساتھ ناانصافی ہوئی ہے تو وہ ریکارڈ نکال کر دیکھ لے کہ میرے حلقے میں سو سکول upgrade نہیں ہوئے لیکن جنوبی پنجاب میں میڈیکل کالج، یونیورسٹیاں اور کچھ حلقوں میں above hundred schools up grade ہوئے ہیں۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، رانا افضل صاحب!

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! شکریہ۔ آپ کے حکم کے مطابق رانا ثناء اللہ صاحب کے چیمبر میں پریس کے صدر، ان کے عہدیداران اور محترم بٹ صاحب تشریف لے آئے تھے اور آپ کے حکم کے مطابق وہ میٹنگ ہو گئی ہے۔ اس میں انہوں نے مجھ سے help مانگی ہے کہ میں انہیں C.N.G station سے سکیورٹی کمپنی کی وصول کردہ تنخواہوں کا ریکارڈ مہیا کر دوں یہی ان کی request تھی تو انشاء اللہ آج شام تک ہم انہیں وہ مہیا کر دیں گے تو matter resolve ہو گیا ہے لیکن میں یہاں اس موضوع سے ہٹ کر آپ سے ایک بات کرنا چاہوں گا کہ پریس کے اندر خبر کو توسیع دینے کے لئے جو ایم پی اے کا نام استعمال ہو جاتا ہے مجھے اس سے کافی تکلیف تھی۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے پریس والے بھائی ہمارے ساتھ تھوڑی سی زیادتی کر دیتے ہیں اور یہ صرف میرے ساتھ نہیں ہوتی، یہ عام ایم پی اے کے ساتھ عموماً ہو جاتی ہے کہ خبر کسی اور کی ہوتی ہے کہ میں اگر ایک مثال دے دوں جو شاید بہت اچھی

نہ ہو کہ اگر کوئی چور رکشے میں بیٹھ کر کسی کی بکریاں چوری کر کے لے جاتا ہے تو خبر لگتی ہے کہ رکشے کا ڈرائیور کسی ایم پی اے کا کزن تھا تو میں یہ درخواست کر رہا ہوں کہ ہم لوگوں کی بڑی tense life ہے ہم لوگ صبح سے شام تک اپنے حلقے کے عوام کے حقوق کے لئے جدوجہد کرتے ہیں اور ہماری کوشش ہوتی ہے کہ ہم معاشرے میں انصاف کو یقینی بنائیں اور ہمیں بھی انصاف کی ضرورت ہوتی ہے اور بہت سارے معاملات کے اندر issue بن جاتا ہے کہ ایم پی اے کا کریکٹر question mark بن جاتا ہے۔ بے شک ہمارا کریکٹر دوسروں سے بہتر اور مثالی ہونا چاہئے لیکن جب وہ پریس میں آ جاتا ہے اور پریس والے دوستوں کی مہربانی ہے کہ انہوں نے ہمیشہ خبروں میں لکھا کہ C.N.G station کے مالکان نے تنخواہ دے دی، کسی اور نے تنخواہ نہیں دی۔ ان کی مہربانی کہ انہوں نے یہ بات clear کی لیکن یقین کریں جب یہ خبر چلی کہ میرے اوپر پرچہ ہو گیا جو کہ نہیں ہوا تھا تو میرے حلقے سے کم از کم سو فون آئے اور سعودی عریبیہ سے بھی دو فون آئے۔ شہرت اچھی بنانے میں بڑا وقت لگتا ہے لیکن خراب ہونے میں بہت تھوڑا سا وقت لگتا ہے تو میں آپ کے توسط سے پریس سے بہت مؤدبانہ گزارش کروں گا کہ آپ ہمارے ساتھ تھوڑی سی مہربانی کیا کریں۔ بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، شیر علی خان صاحب!

جناب شیر علی خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! سب سے پہلے میں اس نکتہ اعتراض کے متعلق بات کروں گا جو سپیکر صاحب نے بجٹ تقریر والے دن rule کا حوالہ دے کر مجھے بات نہ کرنے دی، لیڈر آف دی اپوزیشن نے بات کی اور رانا ثناء اللہ صاحب نے یہاں پر admit کیا کہ یہ بجٹ previous NFC کے تحت بنایا گیا ہے۔ previous NFC کیا ہے؟ وہ ایک آرڈیننس کے ذریعے جنرل پرویز مشرف نے ایک فارمولا دیا تھا جس کے تحت آج پنجاب کا دوسرا بجٹ پیش کیا جا رہا ہے۔ میں پاکستان پیپلز پارٹی اور پاکستان مسلم لیگ نواز کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے پاکستان اور پنجاب کا مالیاتی نظام چلانے کے لئے جنرل پرویز مشرف کے دیئے ہوئے فارمولے کو ہی follow کیا ہے اور میں آپ کو یہ بھی مبارکباد دوں گا کہ جناب شوکت عزیز صاحب کی economic team کو بھی اس میں incorporate کیا گیا ہے میری مراد خنار بانی کھر اور شوکت ترین سے ہے۔

جناب والا! میں بجٹ کی طرف آتے ہوئے سب سے پہلے ایجوکیشن کی بات کروں گا۔ یہ بجٹ ایجوکیشن کے حوالے سے ایک مثالی بجٹ ہے کیونکہ 55۔ارب روپے سے کم کر کے 45۔ارب روپے بجٹ میں ایجوکیشن کے لئے مختص کئے گئے ہیں یعنی 10۔ارب روپے تعلیم کے لئے کم کر دیئے گئے

ہیں۔اس پر ستم ظریفی یہ ہے کہ بڑے صاحب کے ایک دوست کے لئے 3۔ارب روپے اس بجٹ میں رکھ دیئے گئے ہیں۔آپ لوگ حیران ہوں گے کہ کسی کے دوست کے لئے پنجاب کے بجٹ میں کیسے پیسے رکھ دیئے جاتے ہیں؟ شاید آپ میرا اشارہ سمجھ گئے ہوں گے اگر نہیں سمجھے تو میری مراد دانش صاحب سے ہے۔یہ دانش صاحب اتنے دانا ہیں کہ چوا سیدن شاہ جو ضلع چکوال کی ایک تحصیل ہے اور پوٹھوہار کے اس علاقے سے تعلق رکھتی ہے جہاں سے پاکستان آرمی کی backbone آتی ہے انہوں نے وہاں کے کیڈٹ کالج کو اس دانش صاحب کے حوالے کر دیا ہے کہ کیڈٹ کالج ختم کر کے یہ اپنا سکول قائم کر دیں۔میری آپ کی وساطت سے جناب کائرہ صاحب سے یہ تجویز ہو گی کہ ملٹری کالج جہلم، کیڈٹ کالج حسن ابدال اور کیڈٹ کالج کلر کہار کو بھی انہی دانش صاحب کے حوالے کر دیا جائے کیونکہ وہاں سے چند four star Generals اور لاتعداد فوجی افسر پاکستان آرمی میں آئے ہیں۔جن میں موجودہ چیف آف آرمی سٹاف جنرل کیانی بھی شامل ہیں۔

جناب سپیکر! میں آپ کے گوش گزار یہ بھی کروں گا کہ آپ نے بجٹ میں computer labs کے لئے بہت سارے پیسے مختص کر دیئے۔یہ جو computer اور computer labs فراہم کرنے کی بات کی گئی ہے تو میرے گاؤں کے ہائی سکول کے ہیڈ ماسٹر چند دن پہلے میرے پاس آئے اور کہا کہ "میری نوکری خطرے وچ اے تساں مہربانی کر کے سانوں lab بنوا دیو" اس پر میں نے کہا کہ میں نے lab کیوں بنوانی ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ D.C.O صاحب کا حکم ہے کہ computers تو آ گئے ہیں لیکن lab تم نے بنا کر دینی ہے۔یہ روش کہ جب کوئی افسر کسی علاقے کے دورے پر جاتا ہے تو پٹواری کے ذمہ اس کا قیام وطعام لگا دیا جاتا ہے اور اگر تھانے کے دورے پر کوئی جائے تو تھانیدار کے ذمہ لگا دیا جاتا ہے۔اسی طرح ہیڈ ماسٹر کے ذمہ لگا دیا گیا کہ lab تم بناؤ۔وہ غریب آدمی ہے شاید پٹواری اور تھانیدار کی آمدن کا ذریعہ ہوتا ہو گا لیکن ہیڈ ماسٹر غریب جو دور افتادہ علاقے میں ہماری نوجوان نسل کو تعلیم کے زیور سے آراستہ کر رہا ہے اس کے ذمہ labs لگانے کا فیصلہ کیا حکومت پنجاب کا فیصلہ ہے یا اس علاقے کے لئے خصوصی مہربانی کی گئی ہے۔میری گزارش یہ ہو گی کہ جن چار ہزار سے زاید سکولوں کا آپ نے ذکر کیا ہے تو آپ ان سکولوں کی تعداد کم کر دیں لیکن ان میں labs بھی incorporate کریں صرف کمپیوٹر دینے سے معاملہ صحیح نہیں ہوتا، labs بھی دیں۔اس کے علاوہ یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہاں پر ائیر کنڈیشنر بھی لگے گا۔ہمارے ہاں تو بجلی نہیں ہے اور آپ سکولوں میں ائیر کنڈیشنر بھی لگا رہے ہیں۔وہاں پر پنکھے نہیں ہیں اور اس سکول کی تو چار دیواری بھی نہیں ہے۔یہ کس قسم کی پالیسیاں ہیں۔

جناب سپیکر! وقت کم ہے اس لئے اب میں زراعت کی طرف آؤں گا کیونکہ میرا تعلق بھی زمیندار گھرانے سے ہے۔ میں گرین ٹریکٹر سے متعلق سمجھتا ہوں کہ یہ بہت اچھی سکیم ہے۔ اس میں میری صرف یہ گزارش ہے اور میں پہلے بھی یہ تجویز دے چکا ہوں کہ دس ہزار ٹریکٹر تمام دیہاتی یونین کونسلوں میں مساوی تقسیم کر دیئے جائیں اور ہر یونین کونسل کی سطح پر اس کی قرعہ اندازی کی جائے۔ پچھلی دفعہ جو قرعہ اندازی کی گئی وہ تو شاید شفاف تھی لیکن میں اس چیز کا گواہ ہوں کہ میرے ایک گاؤں میں پانچ ٹریکٹر نکلے اس لئے جو دس ہزار گرین ٹریکٹر تقسیم کرنے ہیں۔ ان کو تمام دیہاتی یونین کونسلوں میں مساوی تقسیم کر دیا جائے۔

جناب والا! اس کے علاوہ یہاں پر دو سو ڈیموں کا ذکر کیا گیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ بارانی علاقے کے لئے یہ بہت اچھی تجویز ہے۔ میں یہ ضرور کہوں گا کہ یہ کالا باغ ڈیم کا نعم البدل نہیں ہے۔ مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ پنجاب بھی کالا باغ ڈیم پر خاموش ہے۔ اس پر ستم ظریفی یہ ہے کہ ایک پنجابی وزیر راجہ پرویز اشرف جو کہ پوٹھوہار سے ہی تعلق رکھتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہم نے کالا باغ ڈیم scrape کر دیا ہے۔ ہم کسی کو بھی کالا باغ ڈیم scrape کرنے کی اجازت نہیں دیں گے۔ کالا باغ ڈیم ضرور بنے گا انشاء اللہ ہم اس کے لئے جدوجہد جاری رکھیں گے۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ جو wheat procurement کا اتنا چرچا ہے اس میں زمیندار کے ساتھ جو کچھ ہوا ہے اس کے متعلق بہت کچھ لکھا گیا ہے۔ میں اس تفصیل میں نہیں جاؤں گا اور صرف ایک گزارش کروں گا کہ ایک بیج انقلاب ہے، اس کے متعلق محکمہ زراعت پچھلے دو سال سے کہہ رہا تھا کہ اسے کاشت نہ کیا جائے لیکن محکمہ seed نے انقلاب بیج فروخت کیا، ہم نے وہ بیج خریدا اور کاشت کیا اور بارشیں زیادہ ہونے کی وجہ سے وہ خراب ہو گیا۔ اس کے بعد جو بچا کھچا دانا فروخت کرنے کے لئے گئے تو A.F.C صاحب نے اسے مٹھی میں مروڑ کر پھونک ماری اور کہا کہ یہ بیج میں نہیں خریدتا۔ اس بیج کو حکومت پنجاب فروخت کرے، ہم خریدیں، کاشت کریں اور جب ہم اسے لے کر جائیں تو A.F.C صاحب کہیں کہ میں نہیں خریدتا تو یہ کہاں کا انصاف ہے؟ میں مطالبہ کرتا ہوں کہ ان ذمہ داران افسران کی سرزنش کی جائے کہ جنہوں نے یہ بیج فروخت کیا۔ اس سال کافی عرصے کے بعد بارانی علاقے میں bumper crop ہوئی ہے تو اس کاشتکار کے ساتھ زیادتی ہے کہ جس نے وہ بیج خریدا۔ یہ صرف اس بیج کی وجہ سے ہوا کہ اس کی فصل خراب ہو گئی ہے۔ اس کا ازالہ کون کرے گا؟

جناب سپیکر! حکومت نے 1.2-ارب روپیہ ریسرچ کے لئے رکھا ہے۔ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ کس چیز کی ریسرچ پنجاب میں ہو رہی ہے۔ میری تجویز تو یہ ہے کہ زمیندار کے لئے جو پیسا آپ نے رکھا ہے یہ بابوؤں کی جیب میں جانے سے پہلے اسی سے بیج درآمد کر کے تمام زمینداروں میں مفت تقسیم کریں اور پھر دیکھیں کہ آپ کی فصل کتنی ہوتی ہے۔ میں نے کیلیفورنیا امریکہ میں جا کر دیکھا ہے کہ اتنی ہی زمین میں اور اسی طرح کی arid conditions میں وہ ہم سے کتنی زیادہ فصل لیتے ہیں۔ آپ نے جو document ہمیں دیا ہے۔ اس کے اندر اس کا ذکر بھی ہے۔ میں نے آنکھوں سے جا کر وہ دیکھا ہے۔ میری گزارش یہ ہے کہ میکسی پاک کے بعد آج تک بیج درآمد کیوں نہیں ہوا؟ اگر آپ یہاں اچھا بیج پیدا نہیں کر سکے تو کیوں نہ ہم بیج درآمد کریں۔ جب ہم گندم درآمد کر سکتے ہیں تو ہم بیج کیوں درآمد نہیں کر سکتے؟ ہم بیج درآمد کر کے زمینداروں کو دیں تو پھر دیکھیں کہ فصل کتنی ہوتی ہے۔ یہ 1.2-ارب روپیہ ضائع چلا جائے گا اور بابوؤں کی جیب میں جائے گا۔

جناب سپیکر! آپ نے 2 روپے کی سستی روٹی کا بہت ذکر کیا ہے۔ یہ urban oriented programme ہے۔ 70 فیصد آبادی کو کیوں نظر انداز کیا جا رہا ہے؟ ہم دیہات کے رہنے والوں نے کیا گناہ کیا ہے کہ آپ شہر میں تو تنور لگاتے ہیں لیکن دیہات میں کوئی تنور نہیں لگاتے۔ میرے حلقہ تحصیل فتح جنگ میں اٹھائیس تنور ہیں جن میں سے فتح جنگ شہر کی دو یونین کونسلوں میں بیس تنور اور آٹھ تنور تین دیہات میں ہیں۔ بارہ یونین کونسلوں 138 دیہات میں ایک بھی تنور نہیں ہے۔ یہ کہاں کا انصاف ہے۔ کیا وہاں پر کوئی غریب نہیں بستا؟ یہ سب gimmickry ہے، آپ اس سے نکلیں اور آٹے پر سبسڈی دیں کہ جس کا دل چاہے جا کر آٹے کا تھیلا خریدے۔ آپ کیوں لوگوں کی عزت نفس مارنا چاہتے ہیں کہ وہ 2 روپے کی روٹی کی خاطر لائن میں کھڑا ہو اور جو سفید پوش جو 2 روپے کی روٹی لینا بھی چاہتا ہے وہ شاید اس لائن میں لگنے سے اپنی بے عزتی سمجھتا ہے اور ایسے لوگ اس subsidy سے محروم ہیں۔ میرا خیال ہے کہ میرا ٹائم ختم ہو گیا ہے لیکن مجھے صرف ایک منٹ دے دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: پلیز! ایک منٹ میں wind up کریں۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! Southern Punjab کا یہاں پر مخدوم احمد محمود صاحب نے ذکر کیا کہ 50-ارب روپیہ Southern Punjab کو دیا جائے۔ میرا مطالبہ ہے کہ 50-ارب روپیہ Northern Punjab کو دیا جائے کیونکہ ہمارا علاقہ Southern Punjab سے زیادہ غریب ہے۔ یہ جو کہتے ہیں کہ Southern Punjab میں کچھ نہیں ہوا لیکن وہ یہ تو بتائیں کہ دولتانہ صاحبہ کا تعلق

کہاں سے تھا، جناب غلام مصطفیٰ کھر کا تعلق کہاں سے تھا، نواب صادق حسین قریشی کا تعلق کہاں سے تھا، امیر بہاولپور کا تعلق کہاں سے تھا، فاروق احمد خان لغاری کا تعلق کہاں سے تھا، سردار ذوالفقار علی کھوسہ کا تعلق کہاں سے ہے، غلام حیدر وائیں کا تعلق کہاں سے تھا، مخدوم سجاد حسین قریشی کا تعلق کہاں سے تھا اور یوسف رضا گیلانی کا تعلق کہاں سے ہے؟ آپ اتنے نام Northern Punjab کے تو گنوا کر دیں۔ ہمارا علاقہ ہمیشہ مظلوم رہا ہے اور ہمیں ترقی کرنے نہیں دی گئی تاکہ ہم فوج میں جاتے رہیں اور وہاں پر بارڈر پر جا کر گولیاں کھاتے رہیں۔ میں آپ سے مطالبہ کرتا ہوں کہ اگر East Punjab کو تین صوبوں میں divide کر دیا گیا ہے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے کہ West Punjab کو بھی Southern Punjab, Centre Punjab اور Northern Punjab میں تقسیم کر دیا جائے۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: ویسے ہمارے منسٹر احسان الدین قریشی صاحب سامنے بیٹھے ہوئے ہیں آپ ان کو بھول گئے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

اگلی مقرر محترمہ نجمی سلیم صاحبہ!۔۔۔، تشریف نہیں رکھتیں۔ رائے صفدر عباس بھٹی صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جناب محمد طارق امین ہوتیانہ صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ رانا منور حسین عرف رانا منور غوث خان صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ کرنل (ریٹائرڈ) عباس چودھری صاحب!

کرنل (ر) محمد عباس چودھری: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے وقت دیا لیکن اس وقت ایوان کی حالت ایسی ہے کہ میرے خیال میں تقریر کرنے والے ہی چند افراد موجود ہیں باقی سب جا چکے ہیں۔ سب سے پہلے میں جناب تنویر اشرف کائرہ، ان کا سٹاف اور ان کی منسٹری کے تمام اہلکاران کو پنجاب کا دوسرا بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ یہ ایک ایسا بجٹ ہے جس میں غریب کو بالکل کچھ نہیں ملا۔ بجٹ پیش ہوتے رہتے ہیں اور ہم سنتے رہتے ہیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ پورا سال لگاتار mini budget آتے رہتے ہیں اور ان mini budgets نے عوام کا جو حال کر دیا ہے وہ میرے خیال میں اصل بجٹ کو بالکل بھول جاتے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی ہمیں ایک printed paper action plan for reduction in current expenditure کا ملا تھا لیکن مجھے ابھی بھی پتا چلا ہے کہ ban لگانے سے پہلے ہی حکومت پنجاب نے اپنی ضرورت کے مطابق تقریباً 350 نئی گاڑیاں خرید لی ہیں لہذا ban لگانے کا اب میرے خیال میں بالکل کوئی فائدہ نہیں ہے اور اب یہ ایک فضول exercise ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ہر حکومت کہتی رہتی ہے اور موجودہ حکومت بھی کہہ رہی ہے کہ بچت، بچت اور صرف بچت لیکن میں آپ کی وساطت سے وزیر خزانہ پنجاب کی

خدمت میں یہ پیش کرنا چاہتا ہوں کہ جونہی انہوں نے بجٹ پڑھا اس کے ساتھ ہی ایک ضمنی بجٹ پیش کر دیا۔ ضمنی بجٹ کیا ہے؟ ضمنی بجٹ میں سمجھتا ہوں کہ پورے عوام کی توہین ہے۔ اس ایوان کی approval کے بغیر حکومت پنجاب ایک روپیہ بھی خرچ نہیں کر سکتی لیکن ضمنی بجٹ میں یہ بتایا گیا ہے کہ انہوں نے اربوں روپے خرچ کر لئے ہیں اور پانچ منٹ میں اس کی approval لے لی ہے، اس سے بڑی زیادتی اس معزز ایوان کے ساتھ اور کیا ہو سکتی ہے؟ میرے چند دوستوں نے سستی روٹی اور پنجاب فوڈ سکیم پروگرام کا بھی ذکر کیا۔ یہ سستی روٹی اور پنجاب فوڈ سکیم ہمارے عوام کو بھکاری، بے کار اور منگتے بنانے کے برابر ہے۔ جس طرح ابھی میرے دوست نے ذکر کیا کہ پنجاب کی 60 فیصد آبادی دیہاتوں میں رہتی ہے۔ وہاں کون سے تنور ہیں اور کون سی 2 روپے کی روٹی دی جا رہی ہے لہذا میرے خیال میں یہ سارے فنڈز کی سطح پر self oriented employment schemes پر خرچ کئے جائیں تاکہ وہاں پر ایسی کوئی انڈسٹریاں لگائی جائیں جن سے لوگ ملازمت حاصل کریں، اس سے production ہوگی، ملک کا G.D.P بھی بڑھے گا اور لوگوں کو ملازمت بھی ملے گی۔ اگر یہ نہیں کیا جا سکتا تو اس کی کچھ رقم T.E.V.T.A جو کہ ٹیکنیکل انسٹیٹیوٹ ہے اس کو دیں کیونکہ ہمارے بھائی جو گاؤں سے ہیں اور کم پڑھے لکھے ہیں ان کو ٹیکنیکل ٹریننگ دی جاتی ہے۔ اگر آپ ان کو ٹیکنیکل ٹریننگ دیں گے تو اس سے ہماری manpower جو foreign countries میں requirement ہے وہ پوری ہوگی اور اس سے ہمیں زر مبادلہ بھی ملے گا۔

جناب سپیکر! اسی طرح پنجاب حکومت نے 30۔ ارب روپے subsidy دی ہے یعنی ایک ہاتھ سے دیا جا رہا ہے اور دوسرے ہاتھ سے لیا جا رہا ہے جو کہ غریبوں کے ساتھ بالکل مذاق ہے کیونکہ اسی کے ساتھ ساتھ حکومت پاکستان نے بجلی پر subsidy ختم کرنے کا کہہ دیا ہوا ہے۔ اگر آپ اس طرف سے subsidy دے رہے ہیں تو دوسری طرف غریبوں سے بجلی کی صورت میں subsidy واپس لی جا رہی ہے۔ اس وقت پاکستان کا سب سے بڑا مسئلہ آبادی پر کنٹرول ہے۔ وزیر خزانہ صاحب نے resource development کی بات کی تھی۔ اس وقت پاکستان کی جو آبادی ہے وہ پوری دنیا میں highest rate of increase ہے ان کا rate of increase 1.9 percent ہے۔ آپ اس وقت چاہے بسوں کے اڈے پر چلے جائیں، ریلوے سٹیشن پر چلے جائیں، ایئرپورٹ پر چلے جائیں، سکولوں، کالجوں، یونیورسٹیوں یا ہسپتالوں میں چلے جائیں تو کہیں جگہ نہیں ملتی اور ہر جگہ رش ہی رش ہے۔ اس وقت پاکستان کی آبادی کی حالت یہ ہو چکی ہے کہ ایک منٹ میں پانچ بچے پیدا ہو رہے ہیں۔ اس

وقت ملک کے resources اور زمین تو fix ہے۔ اگر آپ ان کو develop نہیں کریں گے تو آبادی کی وجہ سے آپ کا ملک غریب سے غریب تر ہوتا جائے گا۔ میں اخبارات میں پڑھتا رہتا ہوں اور ٹیلیویژن پر بھی کافی اشتہار آرہے ہیں کہ آبادی میں کمی کی جائے لیکن میری آپ سے اور وزیر خزانہ سے بھی گزارش ہے کہ آبادی کنٹرول کرنے کے لئے بجٹ میں اضافہ کیا جائے اور اس کو کنٹرول کیا جائے ورنہ آپ جتنے مرضی resources پیدا کرلیں جتنے بہترین بجٹ پیش کرلیں ان کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا اور ملک ترقی نہیں کرسکے گا۔

جناب سپیکر! بجٹ تقریر کے صفحہ نمبر 14 پر ذکر کیا گیا ہے کہ صوبہ پنجاب کا 25 فیصد علاقہ بارانی ہے جہاں صوبہ کی 36 فیصد آبادی رہائش پذیر ہے۔13 اضلاع ہیں اور ان 13 اضلاع کے لئے کوئی فنڈز مخصوص نہیں کئے گئے ہیں۔

جناب والا! سات سال ہوگئے ہیں کہ ہم ہر سال بجٹ سنتے آئے ہیں اور انہوں نے کہا ہے کہ دو سو ڈیم بارانی ایریا میں develop کئے جائیں گے۔ میں اس ہاؤس میں وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ اگلے بجٹ تک یہ دس ڈیم بھی نہیں بنا سکتے۔ ایک ڈیم بنانے کے لئے اس کا سروے کیا جاتا ہے، اس کی feasibility report تیار کی جاتی ہے، اس کا PC-1 بنتا ہے اس کے بعد اس کے فنڈز کی allocations ہوتی ہیں میں بالکل یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ میرا ضلع نارووال جو کہ بارانی ضلع ہے جس میں بارہ ڈیمز بنانے کا پروگرام ہے مگر ابھی تک ایک ڈیم کا بھی سروے نہیں ہو سکا۔ کس طرح یہ 200 ڈیم بن سکیں گے؟ میری حکومت پنجاب سے گزارش ہے کہ جس طرح پہلے بھی قائد حزب اختلاف نے ذکر کیا تھا کہ وہ کام، وہ چیز بجٹ میں reflect نہ کریں جو ہم نہیں کر سکتے۔ لہذا میری گزارش ہے کہ بارانی ایریا کے فنڈز کو بڑھایا جائے اگر دو سو نہیں تو کم از کم سو ڈیم ہی بنا دیئے جائیں اور ان کو شروع ہی کر دیا جائے۔

جناب سپیکر! ڈویلپمنٹ فنڈز کی بات ہو رہی تھی۔ ہر سال یہ فنڈز بہت allocate ہوتے ہیں لیکن اگر آپ Annual Budget Statement دیکھیں اور اس کا صفحہ نمبر 56/57 دیکھیں۔ پچھلے سال 2008-09 budget estimate میں 165۔ ارب روپے رکھے گئے تھے اور جو revised estimate ہے اس کے مطابق جو figures آتی ہیں یہ اپریل اور مئی تک کی ہیں صرف 90۔ ارب روپے خرچ ہوئے ہیں۔ آپ 30۔ ارب روپے کا اور جون کا مارجن دے دیں اس کے باوجود آپ 165 سے 110 نکالیں تو آپ بتائیں کہ باقی بجٹ 55۔ ارب روپے خرچ ہی نہیں ہو سکا۔ میں

اپنے ساتھی ایم پی اے حضرات کو پی اینڈ ڈی اور سیکرٹریٹ میں دیکھتا رہتا ہوں، وہ ایک ایک سکول اور ایک ایک سڑک کی سکیم کے پیچھے بھاگ رہے ہوتے ہیں There are billions of rupees while are surpless لہذا میری حکومت سے گزارش ہے کہ ڈویلپمنٹ فنڈز کے حوالے سے آپ on time سکیمیں لگائیں اس کے بعد ان کا tendering process مختصر کریں تاکہ زیادہ سے زیادہ جتنے بھی معزز اراکین اسمبلی ہیں ان کے حلقے میں بروقت ڈویلپمنٹ ہو سکے۔

جناب قائم مقام سپیکر: براہ مہربانی wind up کریں۔

کرنل (ر) محمد عباس چودھری: جناب سپیکر! میری آخری تجویز یہ ہے کہ جس طرح میں نے پہلے ذکر کیا ہے کہ یہ ہمارا seventh بجٹ ہے۔ ہر سال معزز ممبران بہت اچھی اچھی تجاویز دیتے ہیں۔ بڑی اچھی اچھی تقاریر کرتے ہیں۔ بڑی محنت سے تیار ہو کر آتے ہیں اور اپنے اپنے حلقہ کے مسائل بتاتے ہیں لیکن کوئی ایسا سسٹم نہیں ہے کہ ان کو monitor کیا جا سکے۔ جس ممبر نے کوئی تجویز دی ہے اگر وزیر خزانہ اس کی منظوری دیتے ہیں، حکومت اس کی منظوری دیتی ہے اس کی کوئی execution نہیں ہوتی۔ عمل بالکل نہیں ہوتا۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ آپ ساری پارٹیوں سے معزز ممبران کی ایک کمیٹی بنائیں جو بجٹ کو quarterly monitor کرے اور ممبران نے on the floor of the House جو تجاویز دی ہیں ان پر عمل کرائیں۔ بہت بہت شکریہ

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! کرنل صاحب نے جو فرمایا ہے کہ ڈیموں کی تعداد سو کر دیں تو ہم ان کی یہ تجویز مانتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: براہ مہربانی تشریف رکھیں. This is no way۔ چودھری طاہر محمود ہنڈلی صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ میاں محمد شفیق آرائیں صاحب! اجلاس کا وقت 15 منٹ کے لئے بڑھایا جاتا ہے۔

میاں محمد شفیق آرائیں: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ میں مختصراً عرض کروں گا کہ میرا تعلق جنوبی پنجاب سے ہے۔ دوسرے لفظوں میں، میں اس کو پنجاب کا بلوچستان کہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! ایک منٹ۔ ممبران جو باہر جا رہے ہیں ان کے لئے عرض ہے کہ ابھی جو ہاؤس میں پہلے circulate کیا گیا تھا پیر کا دس بجے کا وقت تھا لیکن اس پر ابھی consultation ہوئی ہے، قائد حزب اختلاف، وزیر قانون، حکومتی اور اپوزیشن بنچز نے بیٹھ کر فیصلہ کیا ہے کہ چونکہ ممبران نے ایک چھٹی کے بعد آنا ہوتا ہے تو صبح سے کافی ممبران کی بات ہو رہی تھی کہ ہمیں اس طرح مشکل ہو گی اس لئے پیر والے دن اجلاس کا وقت تین بجے ہو گا۔ اس کو ہم پریس میں بھی announce کر دیں گے۔ جی، میاں صاحب!

میاں محمد شفیق آرائیں: جناب سپیکر! ایک تو میں توجہ دلانا چاہوں گا کہ ہمیں روزانہ اس طرح کا ایک کاغذ ملتا ہے جو کہ یہاں اسمبلی کی inactivity ہوتی ہے۔ اس پر میرا خیال ہے کہ بہت زیادہ پیسا ضائع ہوتا ہے۔ اس سے بہتر ہے کہ کوئی ایل سی ڈی لگا دی جائے اور جو بھی activity ہو وہ اس ایل سی ڈی پر آ جائے اور یہ پیسا، یہ کاغذ بچ جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اچھی تجویز ہے۔

میاں محمد شفیق آرائیں: جناب سپیکر! میں وقت کی کمی کے پیش نظر ایجوکیشن پر آؤں گا اور وقت کے پیش نظر میں اپنی تقریر کو زیادہ لمبا نہیں کروں گا، کوشش کروں گا کہ اس کو اس وقت میں پورا کر لوں۔ ایجوکیشن کے لئے ہمیشہ ہر حکومت نے اس کو priority دی ہے اور کوشش کی ہے کہ شرح خواندگی کو بڑھایا جائے لیکن بد قسمتی سے جتنا پیسا خرچ کیا جا رہا ہے اس کے نتائج ہمیں نہیں مل رہے۔ یہ سارا ہاؤس جانتا ہے۔ ہمیں اس پر توجہ دینی چاہئے۔ پہلے ہم نے مفت کتابیں مہیا کیں اور وہ بغیر استادوں کے مہیا کر دیں۔ سکولوں میں استاد تو تھے نہیں اور کتابیں ان کے ہاتھ میں تھما دیں۔ اپنی priorities کو ہم نے سیدھا کرنا ہے۔ اسی طرح ہسپتالوں میں instruments نہیں ہیں جن سے انہوں نے کام کرنا ہے، جن کی وجہ سے وہاں پر سپیشلسٹ نے بیٹھنا ہے ان کی وہاں پر چیزیں موجود نہیں ہیں مگر ڈاکٹر ہیں۔ آپ دیکھیں کہ ابھی وزیر اعلیٰ صاحب نے ایک بہت اچھا اقدام کیا کہ جس میں صحت کے محکمہ میں dialysis مشینیں دیں یہاں پر میں حقیقتاً بتا رہا ہوں کہ ہمارے جنوبی پنجاب میں اس مشین کو operate کرنے کے لئے Nephrologist چاہئے، باقاعدہ ایک ڈاکٹر چاہئے وہاں پر وہ موجود نہیں ہیں ایک ایم بی بی ایس ڈاکٹر dialysis کر رہا ہے اس کے ساتھ جو مسائل پیدا ہوتے ہیں اور جس کی وجہ سے وہاں اموات ہوتی ہیں کبھی اس کی طرف بھی توجہ فرمائی جائے۔ اسی طرح جو ایجوکیشن کی صورتحال ہے جیسے ابھی آپ کہہ رہے ہیں کہ 32 ہزار اساتذہ بھرتی کئے گئے ہیں آپ اندازہ لگا لیں کہ ان

32ہزار اساتذہ کے بغیر جو سکول چل رہے تھے وہاں سے کس قسم کے بچے باہر آ رہے ہوں گے۔ہمارا یہ سارا پیسا بالکل ضائع جا رہا ہے۔سب سے پہلے توجہ بلڈنگ کی بجائے اساتذہ پر دی جائے،ان کی ٹریننگ پر دی جائے،انہیں زیادہ facilitate کیا جائے تاکہ بچوں کو صحیح تعلیم مل سکے۔جہاں تک دانش سکول کا تعلق ہے۔یہ غریب لوگوں کے لئے ایک اچھا اقدام ہے۔میں اس کے حق میں ہوں لیکن اس کے اور مسائل بھی ہیں کہ جس وقت یہ دانش سکول بن گئے تو پہلے بھی جو لوگ حکومتی سکولوں میں جا رہے ہیں وہ بھی غریبوں کے بچے جا رہے ہیں کوئی امیروں کے نہیں جا رہے۔آپ ایک اور class create کرنے جا رہے ہیں اس کو مدنظر رکھیں اور پھر آپ یہ بھی دیکھیں کہ جہاں آپ لڑکوں کے لئے بنا رہے ہیں وہاں لڑکیوں کے لئے نہیں بنا رہے۔آپ دیکھیں کہ غریب کا بچہ تو پڑھ جائے گا اور بچی پیچھے رہ جائے گی اور یہ جو تضاد ہے ہمارے معاشرے کے لئے اس کے کتنے اثرات ہوں گے کہ اس کو بعد میں بھگتنا پڑیں گے۔(نعرہ ہائے تحسین)

میری ایک تجویز ہے کہ حکومت پنجاب اس پر پیسے بھی بچا سکتی ہے۔ہمارے صوبہ کے تمام اضلاع یا کم و بیش تحصیلوں میں پبلک سکول ہیں آپ ان سکولوں کو ان غریب بچوں کے لئے مخصوص کر دیں تو یہ رقم بچ سکتی ہے اور آپ اس کو اگلے سال سے شروع کر سکتے ہیں۔ہر ضلع اور تحصیل میں اس وقت پبلک سکول موجود ہیں جنہیں آپ مزید بہتر کر کے اور بہتر استاد دے کر اچھا نظام دے سکتے ہیں اور جہاں تک صرف رہائشی پہلو ہے تو اس کے لئے ساتھ ہی رقبہ لے کر بچوں کی رہائش کے لئے انہیں boarding کے لئے دے سکتے ہیں یہ میری ایک تجویز ہے آگے حکومت پنجاب کی مرضی۔

جناب سپیکر!میں ہائر ایجوکیشن کی طرف آؤں گا۔آپ دیکھیں کہ ہمارے بچے پڑھ پڑھ کر ذبح ہو رہے ہیں اور ان کے 90/85 فیصد marks ہوتے ہیں لیکن وہ آخری دن مایوس ہو کر آ جاتے ہیں کہ انہیں میڈیکل کالجوں میں داخلہ ملتا ہے اور نہ ہی کسی زرعی یونیورسٹی یا دوسری یونیورسٹی میں ملتا ہے۔مایوسی کی اس حالت کے بارے میں بھی میری تجویز ہے کہ فوری طور پر اگر اس کے لئے شام کی کلاسیں شروع کر دی جائیں یعنی دو sessions کر دیئے جائیں تاکہ یہ بچے جن میں سے کوئی تو پڑھنے کے لئے چین جا رہا ہے اور کوئی کسی اور ملک جا رہا ہے تو یہ اپنے گھروں میں اپنے والدین کے زیر سایہ رہ کر یہاں تعلیم حاصل کر سکیں۔ہمارے پاس انجینئرنگ کے لئے دو یونیورسٹیاں کام کر رہی ہیں اور ان کے علاوہ کوئی اور South اور North میں انجینئرنگ یونیورسٹی نہیں ہے۔میری تجویز ہے کہ ہائر ایجوکیشن کی طرف خصوصی توجہ دینی چاہئے۔ٹیکنیکل کالجوں کا معیار بھی آپ کے سامنے ہے کیونکہ وہاں سے

فارغ التحصیل طلبا کسی بھی انڈسٹری میں کام نہیں کر سکتے کیونکہ آج کی ٹیکنالوجی کے مطابق انہیں ٹریننگ ہی نہیں دی جاتی۔

اس کے بعد ہیلتھ سروسز کی طرف آؤں گا اور dialysis کی بات میں پہلے ہی کر چکا ہوں تو پھر یہاں priority کی بات آ رہی ہے۔ وزیر اعلیٰ صاحب کا بہت اچھا وژن ہے اور وہ چاہتے ہیں کہ ہسپتال صاف رہیں اور ان کی ہر ضرورت پوری کی جائے لیکن یہاں پر بھی آپ دیکھیں ادویات ملتی نہیں ہیں اور ہم ائیر کنڈیشنڈ ہسپتال بنانے جا رہے ہیں۔ ہمیں یہ دیکھنا چاہئے کہ ہمیں پہلے کون سی چیز کی ضرورت ہے۔ آیا ائیر کنڈیشنڈ کی پہلے ضرورت ہے یا ادویات کی ضرورت ہے۔ پہلے ہمیں instrument چاہئیں یا ہمیں ائیر کنڈیشنڈز چاہئیں، یہ ہمیں priorities fix کرنی ہوں گی۔ ہم priorities کو غلط کر رہے ہیں جس سے کوئی فائدہ نہیں ہو رہا۔

جناب سپیکر میں اپنے تحصیل کے ہیڈ کوارٹر ہسپتال کی بات کر رہا ہوں کہ وہاں آنکھیں چیک کرنے کے لئے بھی کوئی instruments نہیں ہیں، بلڈ پریشر چیک کرنے والا apparatus ایک سے زیادہ نہیں ہے۔ وہاں پر ڈاکٹر تو ہیں لیکن اگر دو دن سے زیادہ ہسپتال میں رکھنے والا مریض ہو تو اسے ڈسٹرکٹ یا ڈویژنل ہیڈ کوارٹر ہسپتال میں بھیج دیا جاتا ہے کہ ہمارے پاس کوئی چیز نہیں ہے۔ کسی کا فریکچر ہو جائے تو اس کے لئے اگر کوئی آرتھوپیڈک ڈاکٹر ہے تو وہاں پر instruments نہیں ہیں۔ ہمیں اس چیز پر توجہ دینی چاہئے کہ ہماری جو پہلے requirements ہیں پہلے انہیں پورا کر لیں پھر اس کے بعد ائیر کنڈیشنڈ کا سوچیں۔ میں ائیر کنڈیشنڈ کی مخالفت نہیں کر رہا ہوں بلکہ وہ بھی ہونی چاہئے اور ہم جتنی سہولت دے سکیں وہ بہتر ہے مگر ہمیں priorities کو صحیح کرنا ہو گا جیسے میں نے پہلے ایجوکیشن پر کہا کہ کتابیں پہلے آ گئیں اور اساتذہ بعد میں آئے۔

جناب سپیکر! پبلک ہیلتھ کے لئے پچھلی دفعہ 85.324 ملین رکھے گئے تھے اور امسال کم ہو کر اس مد میں 70.172 رہ گئے ہیں۔ میرا اس تحصیل سے تعلق ہے کہ جس علاقے کا 90 فیصد brackish water ہے۔ آج وہاں پر ایک سکیم بنانے کے لئے کوئی ڈیڑھ کروڑ روپے سے زیادہ کا پیسا لگتا ہے۔ ہم ایم پی ایز کو چار کروڑ روپے تھما دیا جاتا ہے تو آپ مجھے بتائیں کہ میں کتنے دیہاتوں کو پانی دوں، کتنے دیہاتوں کو سکول دوں، کتنے دیہاتوں کو روڈ دوں۔ جس کا sweet zone ہے ان کو بھی وہی پیسے دیئے جا رہے ہیں اور جن کا brackish water ہے تو انہیں بھی وہی پیسے دیئے جا رہے ہیں۔ اس سلسلے میں وزیر خزانہ صاحب سے خصوصی طور پر گزارش ہو گی کہ ایک طرف ہم فلٹریشن پلانٹ لگا رہے ہیں اور دوسری

طرف ہمارے ہاں حالات یہ ہیں کہ وہاں پر پینے کا پانی نہیں ہے۔ یہی فلٹریشن پلانٹ والے کے پیسے ہمیں دے دیئے جائیں تاکہ کم از کم لوگوں کو پینے والا میٹھا پانی تو ملے۔

زراعت کے لئے پچھلے سال بھی drip of sprinkler اور یہ promotion of tunnels کے لئے فنڈز رکھے گئے تھے جو کہ پچھلے سال استعمال نہیں ہو سکے اور اگر وہی صورتحال رہی تو یہ پیسے اب بھی استعمال نہیں ہو سکیں گے۔ اس سلسلے میں میری گزارش ہے کہ last time 60-40 کی ratio سے تھا۔ 60 کاشتکار کے لئے اور 40 حکومت دے رہی تھی جبکہ حکومت نے کہا تھا کہ 20-80 کی ratio ہو گی کہ 80 حکومت دے گی اور 20 کاشتکار کا ہو گا۔ اس وجہ سے وہ پیسا استعمال نہیں ہوا تو میری وزیر خزانہ صاحب سے یہ گزارش ہو گی کہ مہربانی کر کے اسے 20-80 کیا جائے تاکہ زمیندار اس میں دلچسپی لے اور یہ پیسا استعمال ہو سکے۔

جناب سپیکر! میری ایک تجویز ہے کہ منڈیوں میں کاشتکار کو تھڑے اور دکانیں مہیا کی جائیں جہاں وہ براہ راست اپنی فصل فروخت کر سکیں جس سے عوام کو سستی چیزیں ملیں گی اور اگر آپ نے مڈل مین کو ختم کرنا ہے تو یہ کرنا ہو گا اور اسے ایک portion دے دیں جہاں پر زمیندار اپنی سبزی اس area میں آ کر فروخت کر سکے۔ زمیندار کو کم قیمت پر بھی فروخت کرنے میں فائدہ ہے کیونکہ مڈل مین تو اسے کچھ لینے ہی نہیں دیتا۔ یہ میری ایک تجویز ہے کہ اگر ہر منڈی کا کچھ حصہ یا اس کا portion کاشتکار کو دے دیا جائے تو اس سے انہیں بہت فائدہ ہو گا۔

جناب سپیکر! گرین ٹریکٹر سکیم پر سبسڈی دینا بہت اچھی بات ہے لیکن میری یہ گزارش ہے کہ اگر آپ کم ہارس پاور والا ٹریکٹر لیں یعنی آپ اس کو 25 ہارس پاور والا دیں تو آپ زیادہ کاشتکاروں کو گرین ٹریکٹر دے سکتے ہیں کیونکہ آپ 9/8 ایکڑ والے کاشتکار کو 65 ہارس پاور والا ٹریکٹر دے رہے ہیں جو کہ 7/6 لاکھ روپے کا ٹریکٹر ہے تو اس نے اتنا مہنگا ٹریکٹر کیا کرنا ہے اس کی جتنی requirement ہے اس حساب سے اسے چیزیں دیں۔ اگر آپ تھوڑے پیسوں میں لے آئیں تو اتنے ہی زیادہ کاشتکاروں کو ملیں گے۔ سولر ٹیوب ویل پر جتنی جلدی کام ہو سکے وہ بہت زیادہ ضروری ہے۔

آخر میں پولیس کے بارے میں بات کروں گا کہ اس پر جتنی بات کی جائے وہ کم ہے۔ جتنا پیسا ہم دے رہے ہیں اتنی ہی جوتیاں ہمیں پڑ رہی ہیں۔ پیسے بڑھاتے جائیں تو جوتیاں بڑھتی جائیں گی۔ میں آپ سے غلط بیانی نہیں کر رہا۔ جس دن مجھے کوئی آدمی تھانے کا کام بتا دے تو میرا سارا دن اتنا بُرا گزرتا ہے

کہ میں بتا نہیں سکتا۔اس پر خصوصی توجہ دی جائے۔جب تک اس پر توجہ نہیں دیں گے تو یہ معاملات ٹھیک نہیں ہوں گے۔مجھے برداشت کرنے کا بہت بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، شکریہ۔اب اجلاس مورخہ 22۔جون 2009 بروز سوموار تین بجے سہ پہر تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔ سوموار کو بھی بجٹ پر عام بحث جاری رہے گی اور 23۔جون بھی بجٹ پر عام بحث کے لئے مختص ہے۔ شکریہ